بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمی و تحقیقی سلسلہ نمبر ۲۹

رؤیتِ باری تعالیٰ

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر ۲۹

رؤیتِ باری تعالیٰ

دنیا و آخرت میں رؤیتِ باری تعالیٰ پر مفصل کلام
لیلۃُ الاسراء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤیتِ باری تعالیٰ کی تحقیق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی رؤیتِ منامی، قلبی و بصری پر مدلّل کلام

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

نام کتاب: رؤیتِ باری تعالیٰ

مصنف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ اپریل 2015ء

صفحات: ۱۴۸

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان

فون 051-5507270 فیکس 051-5780728

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین
	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

قرآن وسنت کے دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ قیامت وآخرت میں مومنوں اور جنتیوں کو اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی حقیقی رؤیت وزیارت کی نعمت حاصل ہوگی، اور یہ آخرت اور جنت کی نعمتوں میں سے عظیم نعمت ہوگی، اور جو لوگ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ورؤیت کا انکار کرتے ہیں، اہلُ السنۃ الجماعۃ نے ان لوگوں کی تردید کی ہے، اور ان کو اہلِ بدعت میں شمار کیا ہے۔

اور قرآن وسنت کے معتبر ومستند دلائل سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ فوت ہونے سے پہلے اس دنیا میں اپنی ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی حقیقی رؤیت وزیارت کی انسان اور عام مخلوق کو طبعاً استطاعت وسکت حاصل نہیں، اگرچہ عقلاً ممکنُ الوقوع ہے۔

جہاں تک ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ورؤیت کا تعلق ہے، تو مستند ومعتبر احادیث وسنت سے اس کا تو ثبوت ملتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند اور خواب میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت وزیارت کا شرف حاصل ہوا، جس کو رؤیتِ منامی کہا جاتا ہے، اور یہ رؤیت منامی بھی قلبی رؤیت تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی حالت میں اپنے قلبِ مبارک سے رب تعالیٰ کی رؤیت وزیارت کی، اور اس کو رؤیتِ قلبی وفؤادی بھی کہا جاتا ہے۔

اور بعض معتبر روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی رؤیتِ قلبی وفؤادی حاصل ہونے کا صراحتاً بھی ذکر آیا ہے، جس سے بعض حضرات نے رؤیتِ منامی ہی مراد لی ہے۔

لیکن مستند ومعتبر احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی رؤیتِ عینی وبصری ہونے اور

اس رؤیت کے لیلۃُ الاسراء میں واقع ہونے کی صراحت نہیں پائی جاتی، بلکہ اس کے برعکس رؤیتِ بصری وعینی کی نفی پائی جاتی ہے، اوراس سلسلہ میں مفسرین اوراہلِ علم کے مختلف اقوال کتبِ تفسیر وغیرہ میں ملتے ہیں، جن میں سے بعض اقوال شرعی دلائل کی رُو سے غیر معمولی کمزور معلوم ہوتے ہیں، لیکن نقل درنقل چلتے رہنے کی وجہ سے ان کی بہت زیادہ شہرت پائی جاتی ہے، کئی عربی اوراردو تفاسیر وغیرہ کی کتابوں میں ان اقوال کواس انداز میں ذکرکیا گیاہے، جس سے کئی قسم کی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اوراگرچہ بعض حضرات نے دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی رؤیتِ بصری ہونے نہ ہونے کوایمانیات میں سے قرارنہیں دیا، اوراس میں سکوت وتوقف کوسلامتی کا راستہ قراردیاہے، لیکن جب بعض عبارات کی وجہ سے عقیدہ میں بگاڑ وفساد پیدا ہورہا ہو، مثلاً علی الاطلاق رؤیتِ بصری کے ثبوت کا دعویٰ کیا جارہا ہو، تواس غلط فہمی کی اصلاح ضروری ہوتی ہے۔

اسی طرح کی غلط فہمی پرمبنی عبارات ملاحظہ کرنے سے بندہ کواس مسئلہ کی تحقیق کا تقاضا ہوا، چنانچہ بندہ نے اس پرتحقیق شروع کی، جس کے ضمن میں بحمداللہ تعالیٰ یہ مسئلہ کافی حدتک محقق ومنقح ہوگیا، اورمدت سے نقل درنقل جاری متعدد غلط فہمیوں کی نشاندہی ہوگئی۔

اب اہلِ علم حضرات کے لئے اس مضمون کی مستقل رسالہ کی صورت میں اشاعت کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کواپنی بارگاہ میں قبول ومنظورفرمائے۔

اورراہِ حق وراہِ اعتدال پرقائم رہنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

فقط۔واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمدرضوان۔۲۰/ جمادی الاولیٰ/۱۴۳۶ھ 12 / مارچ/2015ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

آخرت میں اہلِ جنت کو اللہ تعالیٰ کی زیارت کی نعمت حاصل ہونا برحق ہے، جس کا قرآن و سنت سے ثبوت ملتا ہے۔ [1]

اور اس بات پر بھی امت کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو دنیا میں کسی انسان نے اپنی ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھا، اگرچہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں انسان کا اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنا عقلی طور پر امکانی چیزوں میں سے ہے، لیکن اس کی انسان کو دنیا میں طبعی وجسمانی طور پر قدرت واستطاعت حاصل نہیں۔

البتہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، بعض حضرات اس کے ثبوت کے قائل ہیں، اور بعض ثبوت کے قائل نہیں، اور بعض اس سلسلے میں سکوت کے قائل ہیں۔

لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کی کوئی قطعی دلیل نہیں پائی جاتی، بلکہ احتمال کے درجہ میں دلائل پائے جاتے ہیں۔ [2]

---

[1] قوله: (والرؤية حق لأهل الجنة، بغير إحاطة ولا كيفية، كما نطق به كتاب ربنا :(وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة)وتفسيره على ما أراد الله تعالى وعلمه، وكل ما جاء فى ذلك من الحديث الصحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو كما قال(عقيدة الطحاوية مع شرحه، ص۲۰۷،باب ثبوت رؤية أهل الجنة ربهم بغير إحاطة)

[2] واتفقت الأمة على أنه لا يراه أحد فى الدنيا بعينه، ولم يتنازعوا فى ذلك إلا فى نبينا صلى الله عليه وسلم خاصة :منهم من نفى رؤيته بالعين، ومنهم من أثبتها له صلى الله عليه وسلم .وحكى القاضى عياض فى كتابه "الشفا "اختلاف الصحابة رضى الله عنهم ومن بعدهم فى رؤيته صلى الله عليه وسلم، وإنكار عائشة رضى الله عنها أن يكون صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعين رأسه، وأنها قالت لمسروق حين سألها :هل رأى محمد ربه؟ فقالت :لقد قف شعرى مما قلت، ثم قالت :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پھر بعض اہلِ علم حضرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں بطورِ خاص معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کو ترجیح دی ہے، اور بعض حضرات نے نہ دیکھنے کو ترجیح دی ہے، اور بعض حضرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو اپنے قلب مبارک سے دیکھنے یعنی رؤیتِ قلبی وفؤادی کو ترجیح دی ہے، نہ کہ ظاہری آنکھوں سے دیکھنے یعنی رؤیتِ بصری وعینی کو۔ [1]

اور ہمارے نزدیک بھی زیادہ صحیح اور راجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ سلم نے اللہ تعالیٰ کو دنیا میں اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا، بلکہ اپنے قلب مبارک سے دیکھا ہے، جس کو بعض حضرات نے ''رؤیتِ منامی'' سے بھی تعبیر کیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾من حدثك أن محمدا رأى ربه فقد كذب .ثم قال :وقال جماعة بقول عائشة رضى الله عنها، وهو المشهور عن ابن مسعود وأبى هريرة واختلف عنه، وقال بإنكار هذا وامتناع رؤيته فى الدنيا جماعة من المحدثين والفقهاء والمتكلمين .وعن ابن عباس رضى الله عنهما :أنه صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعينه، وروى عطاء عنه :أنه رآه بقلبه .ثم ذكر أقوالا وفوائد، ثم قال:وأما وجوبه لنبينا صلى الله عليه وسلم والقول بأنه رآه بعينه فليس فيه قاطع ولا نص، والمعول فيه على آية النجم، والتنازع فيها مأثور، والاحتمال لها ممكن، وهذا القول الذى قاله القاضى عياض رحمه الله هو الحق، فإن الرؤية فى الدنيا ممكنة(شرح العقيدة الطحاوية لصدر الدين ابن أبى العز الحنفى، الأذرعى الصالحى الدمشقى ، ص۲۲۳، ۲۲۴، باب رؤية أهل الجنة ربهم بغير إحاطة)

[1] قال الذهبى: وفى رؤية النبى صلى الله عليه وسلم ربه ليلتئذ اختلاف، فذهب جماعة من السلف الى انه رأى ربه عزوجل، وذهب آخرون كأم المومنين عائشة وغيرها الى انه لم يره بعد، وذهب طائفة الى السكوت والوقف، وقال قوم: رآه بعين قلبه(كتاب العلو للعلى العظيم، ص۷۶۵،فصل رؤية النبى صلى الله عليه وسلم)

[2] وقد تقدم ذكر اختلاف الصحابة فى رؤيته صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل بعين رأسه، وأن الصحيح أنه رآه بقلبه، ولم يره بعين رأسه، وقوله :(ما كذب الفؤاد ما رأى) (ولقد رآه نزلة أخرى) صح عن النبى صلى الله عليه وسلم أن هذا المرئى جبريل، رآه مرتين على صورته التى خلق عليها (شرح العقيدة الطحاوية لصدر الدين ابن أبى العز الحنفى، الأذرعى الصالحى الدمشقى ، ص۲۷۵، ۲۷۶، باب الإسراء والمعراج له صلى الله عليه وسلم باليقظة)

لقد تظاهرت أدلة الكتاب، والسنة، والعقل، وأجمع الصحابة، والذين من بعدهم من سلف هذه الأئمة وأئمتها من أهل السنة والجماعة على أن الله عز وجل يرى فى الدار الآخرة، يراه المؤمنون رؤية حقيقية، تليق به سبحانه وتعالى، من غير إحاطة، ولا كيفية.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور قرآن مجید سے یہ بات واضح ہے کہ دلوں میں بھی دیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (سورة الحج، رقم الآية ٤٦)

ترجمہ: پس بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، اور لیکن اندھے ہوجاتے ہیں دل، جو کہ سینوں میں ہیں (سورہ حج)

اور بعض کتب میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الاسراء میں رؤیتِ مطلقہ یا رؤیتِ عینی وبصری حاصل ہونے کو پرزور انداز میں لکھا گیا ہے، اور اس قول کو جمہور صحابہ وتابعین کا قرار دیا گیا ہے، اور رؤیتِ منامی کی احادیث وروایات کو اس کا مستدل بنایا گیا ہے، اور سورہ نجم کی بعض آیات کی تفسیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبریل کی رؤیت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رؤیت حاصل ہونے کو ترجیح دی گئی ہے، معتبر ومستند دلائل کی رُو سے یہ بات راجح معلوم نہیں ہوسکی، جس کی تفصیل آگے الگ الگ فصلوں میں ذکر کی جاتی ہے، تاکہ مسئلہ کے تمام پہلو منقح ہوجائیں اور کوئی اشتباہ وغلط فہمی نہ رہے۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ كمـا اتـفقوا على أنه لا يراه أحد بعينى رأسه فى الدنيا، وذلك لقوله تعالى لموسى -عليه السلام" : -لَنْ تَرَانِي "ولقول النبى صلى الله عليه وسلم " :تعلموا أنه لن يرى أحد منكم ربه عز وجل حتى يموت "وهى وإن كانت جائزة عقلاً وليست بمستحيلة، إلا أن البشر لا يطيقون رؤيته فى هذه الدار لعجز أبصارهم وضعفها .

ولذا من ادعى رؤية الله فى الدنيا بعينى رأسه فدعواه باطلة باتفاق أهل السنة والجماعة وهو ضال.

وإنما الخلاف فى رؤية نبينا صلى الله عليه وسلم لربه عز وجل بعينيه فى الدنيا، فأثبت ذلك قوم ونفاه آخرون .والجمهور أنه لم يره بعينيه لقوله فى حديث أبى ذر رضى الله عنه " :نور أنى أراه" وفى رواية " :رأيت نوراً(كتابات أعداء الإسلام ومناقشتها،لعماد السيد محمد إسماعيل الشربينى، ص٩٣٨، ٩٣٩،الفصل الثالث :أحاديث رؤية الله عز وجل ومحاجة آدم موسى عليهما السلام والشفاعة،المبحث الثانى)

(فصل نمبر ۱)

دنیا میں آنکھوں سے رؤیتِ الٰہی کی قدرت نہ ہونا

قرآن وسنت سے یہ بات واضح ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کی انسان کو طبعاً قدرت واستطاعت حاصل نہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (سورة الانعام، رقم الآية ۱۰۳)

ترجمہ: نہیں پاسکتیں اس (اللہ) کو نگاہیں، اور وہ پالیتا ہے نگاہوں کو، اور وہ انتہائی لطیف ہے، خبیر ہے (سورہ انعام)

مطلب یہ ہے کہ ظاہری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ کے ادراک کی قدرت واستطاعت حاصل نہیں، اور اللہ تعالیٰ کو تمام نظروں کا ادراک کرنے اور پانے کی قدرت حاصل ہے، کیونکہ اللہ لطیف ہے، جس کی وجہ سے مادی بصارت کے لئے اس کو پانا ممکن نہیں، اور وہ خبیر ہے، لہٰذا وہ سب نظروں اور چیزوں کا ادراک رکھتا اور ان کو پالیتا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور سورہ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهٖ مَا يَشَاءُ إِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (سورة الشورىٰ، رقم الآية ۵۱)

ترجمہ: اور نہیں ہے کسی بشر کو قدرت، اس بات کی کہ وہ اللہ سے کلام کرے، مگر وحی کے طور پر یا حجاب کے پیچھے سے، یا بھیجے وہ رسول کو، پھر وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو چاہے، بے شک وہ انتہائی بلند ہے، حکیم ہے (سورہ شوریٰ)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی بشر کو اللہ سے بغیر وحی یا حجاب کے کلام کرنے کی

قدرت واستطاعت حاصل نہیں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مذکورہ آیات کی بناء پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کا انکار کیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

البتہ نبی صلی اللہ علیہ سلم کے اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں دل سے اور خواب میں دیکھنے کا ذکر صحیح احادیث میں پایا جاتا ہے، جیسا کہ تفصیلاً آگے آتا ہے۔

اور سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَّخَرَّ مُوسٰی صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ (سورة الاعراف، رقم الآية ۱۴۳)

ترجمہ: اور جب آئے موسیٰ ہمارے مقرر وقت پر، اور کلام کیا ان سے ان کے رب نے، تو عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے دکھا دیجئے کہ میں تجھے دیکھوں، فرمایا (اللہ نے) کہ تو ہر گز مجھے نہیں دیکھ سکتا، لیکن تو دیکھ پہاڑ کی طرف، پس اگر ٹھہرا رہا تو اپنی جگہ، تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پس جب تجلی فرمائی اس کے رب نے پہاڑ پر، تو کر دیا اس کو ریزہ ریزہ، اور گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر، پھر جب افاقہ ہوا، تو عرض کیا کہ پاک ہے آپ کی ذات، میں توبہ کرتا ہوں آپ کی طرف اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہوں (سورہ اعراف)

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ظاہری آنکھوں سے اللہ کو دیکھنے کی قدرت حاصل نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے جلیل القدر نبی ”حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام“ کو فرمایا کہ ”لن ترانی“، لیکن حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کی درخواست کی، جس سے معلوم ہوا کہ رؤیتِ الٰہی عقلاً ممکن ہے، کیونکہ اگر عقلاً ناممکن ومحال ہوتی، تو حضرت موسیٰ

علیہ الصلاۃ والسلام اس کی درخواست نہ کرتے۔ [1]

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَّنَامَ وَلٰكِنَّهُ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهٖ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اندر پانچ کلمات راسخ ومضبوط فرمائے؛ ایک تو یہ فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ سوتا نہیں، اور نہ ہی سونا اس کی شان ہے؛ وہ میزانِ عمل کو (بندوں کے ہمہ وقتی اعمال کے مطابق) نیچے اور اوپر کرتا ہے، اور اللہ کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے بلند کیا جاتا ہے، اللہ کا حجاب نور ہے، اگر اللہ اس کو کھول دے، تو اللہ کی ذات کے انوار اللہ کی ان سب مخلوق کو جلا دیں گے، جہاں تک اللہ کی نظر پہنچے گی (مسند احمد)

---

[1] وكذلك يكون معنى قوله لموسى: (لن تراني) في الدنيا، ولأنه قد ثبت أن نفي الشيء لا يقتضي إحالته؛ بل قد يتناول المستحيل وجوده والجائز وجوده (شرح صحيح البخاري لابنِ بطال، ج۱۰ ص۴۶۲، باب قول تعالى وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة)

ورؤية الله عند الأشعرية وأهل السنة جائزة عقلا لأنه من حيث هو موجود تصح رؤيته وقررت الشريعة رؤية الله في الآخرة ومنعت من ذلك في الدنيا بظواهر الشرع فموسى عليه السلام لم يسأل محالا وإنما سأل جائزا وقوله لن تراني ولكن انظر إلى الجبل الآية ليس بجواب من سأل محالا وقد قال تعالى لنوح عليه السلام: فلا تسئلن ما ليس لك به علم إني أعظك أن تكون من الجاهلين فلو سأل موسى محالا لكان في الجواب زجر ما وتيأس، وقال الكرماني وغيره: في الكلام محذوف تقديره لن تراني في الدنيا، وقيل لن تقدر أن تراني، وقيل لن تراني بسؤالك، وقيل لن تراني ولكن ستراني حين أتجلى للجبل (البحر المحيط في التفسير لابنِ حيان الاندلسي، ج۵ ص۱۶۲، سورة الاعراف)

[2] رقم الحديث ۱۹۶۳۲، سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۹۵.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اللہ کے سامنے نور کا حجاب حائل ہے، جو مخلوق کے اس کو دیکھنے میں رکاوٹ ہے، اور اگر اللہ اس حجاب کو ہٹادے، تو مخلوق جل کر خاکستر ہو جائے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مخلوق کو اللہ کا حجاب رفع ہونے کے بعد اس کی زیارت کی قدرت نہیں۔ [1]

بعض روایات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ستّر ہزار حجابات ہونے کا ذکر ہے۔ [2]

مگر ان روایات کی اسناد کو محدثین نے ضعیف اور بعض نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] (سبحات وجهه) : بضم أوليه جمع سبحة بالضم أى :أنوار وجهه، والوجه الذات، وقد قال بعض أهل التحقيق :هى الأنوار التى إذا رآها الراء ون من الملائكة سبحوا، وهللوا لما يروعهم من جلال الله وعظمته؛ لأن كلمة سبحان الله كلمة تعجب، وتعجيب على ما قاله ابن الأثير .وقال الكشاف :فيها معنى التعجب، والأصل فى ذلك أن يسبح الله فى رؤية العجب من صنائعه، ثم كثر حتى استعمل فى كل متعجب منه، وقيل :حجابه النور أى :حجابه خلاف الحجب المعهودة، فهو محتجب عن خلقه بأنوار عزه وجلاله، ولو كشف ذلك الحجاب، وتجلى لما وراء ه من حقائق الصفات وعظمة الذات لم يبق مخلوق إلا احترق(مرقاة المفاتيح، ج ١ ص ١٦٦، كتاب الايمان، باب الايمان بالقدر)

[2] عن عبد المنعم بن إدريس، عن أبيه إدريس، عن جده وهب بن منبه، عن أبى هريرة، أن رجلا من اليهود أتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال :يا أبا القاسم، هل احتجب الله عز وجل عن خلقه بشىء غير السموات والأرض؟ قال ::نعم، بينه وبين الملائكة الذين حول العرش سبعون حجابا من نار، وسبعون حجابا من نور، وسبعون حجابا من ظلمة، وسبعون حجابا من رفارف الإستبرق، وسبعون حجابا من رفارف السندس، وسبعون حجابا من در أبيض، وسبعون حجابا من در أحمر، وسبعون حجابا من در أصفر، وسبعون حجابا من در أخضر، وسبعون حجابا من ضياء استضاء ها من النار والنور، وسبعون حجابا من ثلج، وسبعون حجابا من ماء ، وسبعون حجابا من غمام، وسبعون حجابا من برد، وسبعون حجابا من عظمة الله التى لا توصف قال :فأخبرنى عن ملك الله الذى يليه، فقال النبى صلى الله عليه وسلم :أصدقت فيما أخبرتك يا يهودى؟ قال :نعم قال :فإن الملك الذى يليه إسرافيل، ثم جبريل، ثم ميكائيل، ثم ملك الموت صلى الله عليهم أجمعين. لا يروى هذا الحديث، عن أبى هريرة إلا بهذا الإسناد، تفرد به :أسد "(المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٦٩٤٢)

قال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه عبد المنعم بن إدريس، كذبه أحمد، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٢٥٣، باب فى عظمة الله سبحانه وتعالى)

[3] وقال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشّثرى:قال أبو يعلى:حدثنا محمد بن يحيى الزمانى، ثنا مكى بن إبراهيم، ثنا موسى بن عبيدة، عن عمر بن الحكم، عن (عبد الله)بن عمرو.

(و)عن أبى حازم، عن سهل بن سعد رضى الله عنه، قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -: دون الله تبارك وتعالى سبعون ألف حجاب من نور وظلمة، وما تسمع نفس شيئا من حس تلك الحجب إلا زهقت نفسها.

الحكم عليه:هذا إسناد ضعيف؛ لضعف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا ان روایات کے مطابق اعتقاد رکھنے سے احتیاط کرنی چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ موسی بن عبیدة الربذی .قال البیهقی فی الأسماء والصفات (۱۴۶/۲) تفرد به موسی بن عبیدة الربذی، وهو عند أهل العلم بالحدیث ضعیف.وقال ابن الجوزی فی الموضوعات(۱۱٦/۱)هذا حدیث لا أصل له.وضعفه الهیثمی فی المجمع(۸۴/۱)والبوصیری فی الإتحاف (مختصر ۱۶۳/۲ ب) بموسی بن عبیدة .تخریجه:
تابع الزمانی عن مکی.
۱ ـ البخاری عند العقیلی فی الضعفاء(۱۵۲/۳)حدثنا آدم، حدثنا البخاری .ومن طریقه ابن الجوزی فی الموضوعات(۱۱٦/۱)
۲ ـ محمد بن المثنی، أخرجه ابن أبی عاصم عنه فی السنة(۳٦۷/۲)
۳ ـ العباس العنبری، أخرجه بطریقین عنه الطبرانی فی الکبیر(۱۴۸/٦)
۴ ـ عبد الله بن الصباح، أخرجه الطبرانی فی الموضع السابق، حدثنا إسحاق ابن داود الصواف، ثنا عبد الله بن الصباح.
۵ ـ محمد بن إسحاق الصاغانی، أخرجه البیهقی فی الأسماء والصفات (۱۴٦/۲)أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس محمد بن یعقوب، ثنا محمد بن إسحاق.
٦ ـ محمد بن سعید بن غالب، أخرجه ابن الجوزی الأصبهانی فی الترغیب(۲۸۸/۱)من طریق أبی سعید الأعرابی .کلهم عن مکی، عن موسی به.وأخرجه أبو یعلی فی المعجم بالسند عن سهل دون ابن عمرو رضی الله عنهم(رقم۴۲۹)وقد تابع موسی بن عبیدة عن أبی حازم :هشام بن سعد وعبد العزیز ابن أبی حازم ببعضه.أخرجه الخطیب البغدادی فی موضح الجمع والتفریق(۴۵/۲) وابن الجوزی فی الموضوعات(۱۱٦/۱)کلاهما من طریق الدارقطنی.
حدّثنا أحمد بن محمد ابن أبی بکر العطّار، ثنا محمد بن یوسف ابن أبی معمر، حدّثنا حبیب ابن أبی حبیب، حدثا هشام بن سعد، وعبد العزیز ابن أبی حازم، عن أَبِی حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ النَّبِیَّ -صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ -قال :إن بین الله وبین الخلق سبعین ألف حجاب، وأقرب الخلق إلی الله عزَّ وجلّ جبریل ومیکائیل وإسرافیل، وإن بینه وبینهم أربعة حجب، حجاب من نار، وحجاب من ظلمة، وحجاب من غمام، وحجاب من ماء .قال ابن الجوزی :حدیث لا أصل له.
قلت :وحبیب هذا هو ابن رزیق کما قال الخطیب فی موضّح الجمع والتفریق وهو ابن أبی حبیب المصری کاتب مالک المترجم فی (التهذیب ۱۵۸/۲)وهو وضّاع کما یظهر هذا من ترجمته.
ومن هنا تعلم أنه لا فائدة مما تعقبه الحافظ السیوطی رحمه الله فی اللآلیء المصنوعة(۱۴/۱) فانظره مقارنًا بینه وما هو فی موضح الجمع والتفریق.
وللحدیث شاهد من حدیث ابن عباس رضی الله عنهما، قال :وقف جبریل علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فقال له :یا جبریل سل ربک أی البقاع خیر؟ وأی البقاع شر؟ فاضطرب جبریل بلقائه، فقال له عندما أفاق :یا محمد هل یسئل الرب؟ الرب أجلّ وأعظم من ذلک، ثم غاب عنه جبریل، ثم أتاه فقال له :یا محمد لقد وقفت الیوم موقفًا لم یقفه ملک قبلی، ولا یقفه ملک بعدی،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض اہلِ علم حضرات نے اس طرح کی بعض روایات کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ كان بينى وبين الجبار تَبَارَكَ وَتَعَالَى، سَبْعُونَ أَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُورٍ، الحجاب يعدل العرش والكرسى والسموات والأرض بكذا أو كذا عام ...الحديث.

أخرجه أبو الشيخ فى العظمة(۲۶۹/۱۳۵)حدّثنا الوليد، حدّثنا إبراهيم بن أحمد بن المنحل، حدّثنا عثمان بن عبد الله، حدّثنا مبشر بن إسماعيل الحلبى، حدّثنا جعفر بن برقان، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما، به .وهذا إسناد كسابقه، عثمان هذا هو الأموى، متهم بالوضع كما فى ترجمته فى لسان الميزان(۱۶۵/۴)فالحديث يبقى على ضعفه(تحقيق وتخريج:المطالب العالية، رقم الحديث ۳۴۳۹، ۳۴۴۰، باب الحجب التى دون الله تعالى)

۱؎ وقال الالبانى:(أن بين يدى الله عزوجل وبين الخلق سبعين ألف حجاب، وأقرب الخلق إلى الله عزوجل جبريل وميكائيل وإسرافيل، وإن بينهم وبينه أربع حجب :حجاب من نار، وحجاب من ظلمة، وحجاب من غمام، وحجاب من الماء) . موضوع .أخرجه الدارقطنى فى "الأفراد "(ج /۳رقم-۱۵منسوختى) ، ومن طريقه ابن الجوزى فى "الموضوعات(۱۱۶/۱)"من طريق حبيب بن أبى حبيب :ثنا هشام بن سعد وعبد العزيز بن أبى حازم عن سهل بن سعد أن النبى صلى الله عليه وسلم قال ... :فذكره .وقال الدارقطنى " :حديث غريب من حديث أبى حازم، تفرد به حبيب بن أبى حبيب ."وقال ابن الجوزى ":حديث لا أصل له، وحبيب ليس بثقة، كان يكذب، وقال يحيى : ليس بشىء .وقال النسائى :متروك .وقال ابن عدى :كان يضع الحديث ."قلت :وزاد ابن عدى فى "الكامل(۴۱۴/۲)":"أحاديثه موضوعة ."وقال ابن حبان(۲۶۵/۱) "يروى عن الثقات الموضوعات، كان يدخل عليهم ماليس من أحاديثهم."

(تنبيه) : اختلط فى "تهذيب التهذيب "كلام ابن عدى المتقدم بكلام ابن حبان هذا، فقد سقط من طابع "التهذيب "قوله" :وقال ابن عدى"، فالتصق كلامه بكلام ابن حبان !فاقتضى التنبيه.

وروى العقيلى فى "الضعفاء(۱۵۲/۳) "فى ترجمة عمر بن الحكم -، وأبو يعلى (۱۳/ ۵۲۰/۵۲۵/ ۷۵)والطبرانى فى "الكبير(۵۸۰۲/۱۸۲/۸)"من طريق موسى بن عبيدة عن عمر بن الحكم بن ثوبان عن عبد الله بن عمرو بن العاص، وعن أبى حازم عن سهل بن سعد مرفوعا بلفظ ":دون الله تبارك وتعالى سبعون ألف حجاب من نور وظلمة، ومايسمع من نفس شيئا من حسن تلك الحجب، إلا زهقت نفسها ."وقال العقيلى ":وقد روى هذا من غير هذا الوجه مرسلا، فأسنده من هو نحو موسى بن عبيدة أو دونه ."قلت :فهو من منكرات موسى بن عبيدة الربذى، فكان ينبغى أن يذكر فى ترجمته، وليس فى ترجمة شيخه عمر بن الحكم، فإنه صدوق -كما قال الذهبى(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۵۰۲)

(يا جبريل !سل ربك :أى البقاع خير، وأى البقاع شر؟فاضطرب جبريل تلقاءه، فقال له عندما أفاق :يا محمد !هل يسأل الرب، الرب أجل وأعظم من ذلك؟ ثم غاب عنه جبريل، ثم أتاه، ثم قال له :يا محمد !لقد وقفت اليوم موقفا لم يقفه ملك قبلى، ولا يقفه ملك بعدى، كان بينى وبين الجبار تبارك وتعالى سبعون ألف حجاب من نور، الحجاب يعدل العرش والكرسى والسماوات والأرض بكذا وكذا ألف عام، فقال: أخبر محمدا :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نور کو دیکھنے کی ہی وضاحت فرمائی ہے، اس سے مراد اللہ کا یہی حجابِ نور ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أن خيـر البقاع المساجد، وخير أهلها أولهم دخولا، وآخرهم خروجا .وشر البقـاع الأسـواق، وشـر أهـلهـا أولهم دخولا، وآخرهم خروجا). موضوع.أخرجـه أبو الشيخ فى "العظمة(۲/٦٧٤ ـ ٦٧٥)"من طريق عثمان ابن عبد الله :حدثنا مبشر بن إسماعيل الحلبى :حدثنا جعفر بن برقان عن ميمون ابن مهران عن ابن عباس رضى الله عنهما قال : وقف جبريل على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ... :فذكره.
قلت :وهـذا مـوضـوع؛ آفتـه عثمـان بن عبد الـه -وهو :الأمـوى الشـامى :-قـال ابـن حبـان فى "الضعفاء(۲/۱۰۲) "" روى عن الليث بن سعد ومالک، ويضع عليهم الأحاديث ."
ثـم سـاق لـه بـعـض الموضوعات، وقد خرجنا شيئا منها فيما تقدم؛ فراجع فهرس الرواة .وساق له الكثير منها ابن عدى وختمها بقوله":وله غير ما ذكرت من الأحاديث الموضوعة."
وذكـره السيوطى فى "اللآلى "(۱/۱۷) شـاهـدا مـن رواية أبى الشيخ هذه، وتكلم فى بعض رواته بالتوثيق، ثم قال ":وعثمان بن عبد الله -إن كان هو الأموى الشامى -؛ فهو (الأصل :فمتهم) ممن يروى الموضوعات عن الثقات."قلت :لا مسوغ للتردد المذكور، فهو هو، ولا يوجد غيره فى هذه الـطـبـقة ممن يليق به مثل هذا الحديث، وقد ذكره الحافظ المزى فى الرواة عن (مبشر بن إسماعيل الحلبى). وروى مـخـتـصـرا من طريق على بن أبى سارة عن ثابت عن أنس بن مالک -فيما يحسب :- أن رسـول الـلـه صـلى الله عليه وسلم سأل جبريل عليه السلام :أى بـقـاع الأرض أشر؟ قال: الله أعلم .قال :ألا تسأل ربک عز وجل؟ قال :مـا أجرأكم يا بنى آدم !إن الـلـه لا يسأل عما يفعل .ثم عاد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : إنى دنوت من ربى حتى كنت منه بمكان لم أكن قط أقـرب مـنـه، كـنـت بمكان بينى وبينه سبعون حجابا من نور، فأوحى الله تبارک وتعالى إلى :إن شر بـقـاع الأرض السوق ."وأخـرجـه أبو الشيخ أيضا (۲/٦٧١ ـ ٦٧٢) . قلت :وعـلـى بن أبى سارة: ضعيف جدا متروک، وتقدمت له أحاديث وهذه أرقامها(۱٧۱۳ و ۱۸۹۱ و ۵۱۸٦)
وروى مـن طريق أخرى عن أنس مختصرا، يرويه عبيد بن واقد القيسى عن عمار بن عمارة الأزدى : حـدثـنى محمد بن عبد الله عن أنس بن مالک قال :قـال رسـول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل: أى البقاع خير؟ قال :لا أدرى .قال :فسل عن ذلک ربک عز وجل .قال :فبكى جبريل صلى الله عـلـيه وسلم، وقال :يا محمد !ولـنـا أن نسأله؟ هو الذى يخبرنا بما شاء .فعرج إلى السماء ثم أتاه فـقال: "خيـر البـقـاع الـمساجد؛ بيوت الله فى الأرض "قال " :فـأى البـقـاع شر؟ "."شـر البقاع الأسواق ."أخـرجـه الطبرانى فى "الـمعجم الأوسط "(۲/۱٤۸/۱/۲۸۲۷) وقال: "لم يروه عن عمار بن عمارة -وهو :أبو هاشم صاحب الزعفران -إلا عبيد بن واقد ."
قلت :وهـو ضعيف، قال أبو حاتم":ضعيف الحديث ."وسـاق لـه ابن عدى عدة أحاديث ثم قال : "وله غير ما ذكرت، وعامة ما يرويه لا يتابع عليه ."وبه أعله الهيثمى فى"المجمع "(۲/٦) فقال: " وهو ضعيف ."ولذلک أشار المنذرى فى "الترغيب "(۱/۱۳۱) إلى تضعيف الحديث.وإنما صح مـن الحديث جملة المساجد والأسواق بلفظ : "أحـب البلاد إلى الله مساجدها، وأبغض البلاد إلى الله اسواقها."أخرجها مسلم (۲/۱۳۲ ـ ۱۳۳) وأبو عوانة (۱/۳۹۰)وابن حبان (۳/٦۵/۱۵۹۸) وكـذا ابـن خـزيـمة (۲/۲٦۹/۱۲۹۳)والبيهـقـى (۳/٦۵)وابن عبد البر فى "جـامـع بيـان العلم" (۲/۵۰) من حديث أبى هريرة(سلسلة الاحاديث الضعيفة، رقم الحديث ٦۵۰۰)

چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ : نُوْرٌ أَنّٰى أَرَاهُ(مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نور تھا، میں اس کو کیسے دیکھ لیتا؟ (مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ: رَأَيْتُ نُوْرًا(مسلم) [2]

ترجمہ: تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نور دیکھا ہے (مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ :قَدْ رَأَيْتُ نُوْرًا أَنّٰى أُرَاهُ(مستخرج ابی عوانۃ) [3]

ترجمہ: تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نور دیکھا ہے، میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں (ابوعوانہ)

مطلب یہ ہے کہ اس کا حجابِ نور مجھے اس کے دیکھنے میں مانع ہوگیا۔ [4]

---

[1] رقم الحديث ١٧٨ "١ ٩ ٢" كتاب الايمان، باب فى قوله عليه السلام نور أنى أراه، وفى قوله رأيت نورا.

[2] رقم الحديث ١٧٨ "٢ ٩ ٢" كتاب الايمان، باب فى قوله عليه السلام نور أنى أراه، وفى قوله رأيت نورا.

[3] رقم الحديث ٣٨٤، كتاب الايمان، بيان نزول الرب تبارک وتعالى إلى السماء الدنيا.

[4] وقوله " :أَنَّى أراه "يعنى أن النور أغشى بصرى ومنعنى من الرؤية، كما جرت العادة بإغشاء الأنوار الأبصار ومنعها من إدراک ما حالت بين الرائى وبينه، فيكون انتهاء ُرؤيته صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى النور خاصة، وهو الذى أدرک .فإذا أمكن هذا التأويل لم يكن ذلک مناقضاً للخبر الأول بل هو مطابق له؛ لأنه أخبر فيه أنه رأى نوراً، وكذلک فى الأول(اكمال المعلم بفوائد مسلم للقاضى عياض، ج ١ ص ٥٣٣، باب فى قوله عليه السلام نور أنى أراه "وفى قوله " :رأيت نورا ") "نور أنى أراه" كذا روايتنا فيه عن جميعهم، ومعناه :منعنى أو حجبنى من رؤيته نور فكيف أراه؟ كما جاء فى الحديث الآخر " :رأيت نورا، وفى آخر " :حجابه النور "فبعضها يفسر بعضا(مطالع الانوار على صحاح الآثار لابى اسحاق ابن قرقول، ج ١ ص ٣٢٢، باب الهمزة مع النون،فصل فى بيان مشكل :إن وأن وإن وأن)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابۂ کرام سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ لِلنَّاسِ، وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَةَ الدَّجَّالِ: تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ لَنْ يَرٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ حَتّٰى يَمُوْتَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کو دجال کے فتنہ سے ڈراتے ہوئے فرمایا کہ تم یہ بات جان لو کہ بے شک تم میں سے کوئی بھی ہرگز اپنے رب کو موت سے پہلے نہیں دیکھ سکتا (مسند احمد، مسلم)

مطلب یہ ہے کہ دجال یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ لوگوں کا رب ہے، حالانکہ اس کو دنیا میں ظاہری آنکھوں سے دیکھا جاسکے گا، اور حقیقی رب تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ اس کو موت سے پہلے دنیا میں ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ [2]

اور اس حدیث میں چونکہ موت سے پہلے اللہ کو ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھنے کا حکم عام ہے، جس سے بعض اہلِ علم حضرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی ظاہری آنکھوں سے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے انکار پر استدلال کیا ہے، جس کی مزید تفصیل اگلی فصول میں آتی ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۲۳۶۷۲، مسلم رقم الحديث ۱۶۹، باب ذكر ابن صياد.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

[2] قوله صلى الله عليه وسلم (تعلموا أنه لن يرى أحد منكم ربه حتى يموت) قال المازرى هذا الحديث فيه تنبيه على إثبات رؤية الله تعالى فى الآخرة وهو مذهب أهل الحق ولو كانت مستحيلة كما يزعم المعتزلة لم يكن للتقييد بالموت معنى والأحاديث بمعنى هذا كثيرة سبقت فى كتاب الإيمان جملة منها مع آيات من القرآن وسبق هناک تقرير المسألة قال القاضى ومذهب أهل الحق أنها غير مستحيلة فى الدنيا بل ممكنة ثم اختلفوا فى وقوعها ومن منعه تمسک بهذا الحديث مع قوله تعالى لاتدركه الأبصار على مذهب من تأوله فى الدنيا وكذلک اختلفوا فى رؤية النبى صلى الله عليه وسلم ربه ليلة الإسراء وللسلف من الصحابة والتابعين ومن بعدهم ثم الأئمة الفقهاء والمحدثين والنظار فى ذلک خلاف معروف وقال أكثر مانعيها فى الدنيا سبب المنع ضعف قوى الآدمى فى الدنيا عن احتمالها كما لم يحتملها موسى صلى الله عليه وسلم فى الدنيا والله أعلم (شرح النووى علىٰ مسلم، ج۱۸ ص۵۶، كتاب الفتن واشراط الساعة، باب ذكر بن صياد)
(رأيت نورا) معناه رأيت النور فحسب ولم أر غيره (شرح النووى علىٰ مسلم، ج۳ ص۱۲، كتاب الايمان، باب معنى قول الله عز وجل ولقد رآه نزلة أخرى)

(فصل نمبر۲)

نبی ﷺ کو خواب میں رؤیتِ باری تعالیٰ کا حصول

صحیح احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے، جس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۱)...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أُحْتُبِسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَاءٰى عَيْنَ الشَّمْسِ، فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِيْ صَلَاتِهٖ، فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ فَقَالَ لَنَا : عَلٰى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: أَمَا إِنِّيْ سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِيْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ : أَنِّيْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِيْ فَنَعَسْتُ فِيْ صَلَاتِيْ فَاسْتَثْقَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَبِّ، قَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ : لَا أَدْرِيْ رَبِّ، قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ: فَرَأَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّ، قَالَ : فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ : فِي الْكَفَّارَاتِ، قَالَ: مَا هُنَّ؟ قُلْتُ: مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى

الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ، قَالَ : ثُمَّ فِيمَ؟ قُلْتُ : إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِينُ الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. قَالَ : سَلْ. قُلْتُ : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلٰى حُبِّكَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کو فجر کی نماز میں نہیں آئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہم سورج کو دیکھ لیں (یعنی سورج طلوع ہونے کے قریب ہوگیا تھا) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے تشریف لائے، پھر نماز کی اقامت کہی گئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اختصار فرمایا، پھر جب آپ نے سلام پھیرلیا، تو آپ نے بلند آواز سے لوگوں کو پکارا، پھر ہم سے فرمایا کہ تم اپنی اپنی صفوں میں موجود رہو، پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ میں تم کو اس کی وجہ بتاتا ہوں، جس کی بناء پر مجھے تمہارے پاس فجر کی نماز کے لئے آنے میں تاخیر ہوئی، میں رات کو کھڑا ہوا،

---

[1] رقم الحدیث ۳۲۳۵، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ صٓ۔

قال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح سألت محمد بن إسماعیل، عن ھذا الحدیث، فقال :ھذا حدیث حسن صحیح .ھذا أصح من حدیث الولید بن مسلم، عن عبد الرحمن بن یزید بن جابر قال :حدثنا خالد بن اللجلاج قال :حدثنی عبد الرحمن بن عائش الحضرمی، قال :سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الحدیث " .وھذا غیر محفوظ .ھکذا ذکر الولید، فی حدیثہ عن عبد الرحمن بن عائش، قال :سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .وروی بشر بن بکر، عن عبد الرحمن بن یزید بن جابر، ھذا الحدیث بھذا الإسناد عن عبد الرحمن بن عائش، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھذا أصح، وعبد الرحمن بن عائش لم یسمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

پھر میں نے وضو کیا، پھر میں نے نماز پڑھی، جتنی مقدر میں تھی، پھر مجھے اپنی نماز میں اونگھ (یعنی نیند) آ گئی، پھر مجھے بھاری پن ہوگیا، تو میں نے اپنے آپ کو اپنے رب تعالیٰ کے حضور پایا، انتہائی خوبصورت شکل میں، پھر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! لبیک، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اوپر کی مجلس والے (یعنی فرشتے) کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میرے رب! مجھے معلوم نہیں، یہ بات رب تعالیٰ نے تین مرتبہ فرمائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رب تعالیٰ نے اپنی (شایانِ شان) ہتھیلی کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ میں نے ان کی انگلیوں کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ میں محسوس کیا، تو میرے لئے (وہاں کی) بحکمِ الٰہی ہر چیز روشن ہوگئی، جس کی مجھے معرفت (و پہچان) حاصل ہوگئی، پھر فرمایا کہ اے محمد! میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! لبیک، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اوپر کی مجلس والے (یعنی فرشتے) کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کفارات (یعنی گناہ معاف کرانے والی چیزوں) کے بارے میں، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیا چیزیں ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ جماعتوں (یعنی نماز باجماعت ادا کرنے) کی طرف قدموں کا چلنا، اور نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا، اور ناگوار حالتوں (مثلاً سردی وغیرہ) میں وضو خوب اچھی طرح کرنا، رب تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر کن چیزوں میں (گناہ معاف ہوتے ہیں)؟ میں نے عرض کیا کہ (دوسروں اور ضرورت مندوں کو) کھانا کھلانے میں اور نرم کلام کرنے میں اور رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے میں، جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

رب تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ دعاء کیجئے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ! میں آپ سے اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے کا اور مساکین (یعنی

عاجزی اختیار کرنے والوں اور غریبوں) کی محبت اور اپنی مغفرت اور اپنے اوپر رحم کئے جانے کا سوال کرتا ہوں، اور جب آپ کسی قوم میں فتنہ (وعذاب) کا ارادہ کریں تو مجھے فتنہ میں مبتلا کئے بغیر وفات دے دیجئے، اور میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں، اور ان لوگوں کی محبت کا جو آپ سے محبت کرتے ہیں (یعنی نیک صالح لوگوں کی) اور ایسے عمل کی محبت کا جو مجھے آپ کی محبت کے قریب کردے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (کلمات) حق ہیں، پس تم ان کو پڑھو، پھر ان (کے معانی) کا علم حاصل کرو (ترمذی)

(۲)...... اور مستدرک حاکم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَبْطَأَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ حَتّٰى كَادَتْ أَنْ تُدْرِكَنَا الشَّمْسُ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى بِنَا فَخَفَّفَ فِيْ صَلَاتِهٖ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ: عَلٰى مَكَانِكُمْ أُخْبِرُكُمْ مَا أَبْطَأَنِيْ عَنْكُمُ الْيَوْمَ فِيْ هٰذِهِ الصَّلَاةِ، إِنِّيْ صَلَّيْتُ فِيْ لَيْلَتِيْ هٰذِهٖ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ مَلَكَتْنِيْ عَيْنِيْ، فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَأَلْهَمَنِيْ أَنْ قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الطَّيِّبَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ، وَأَنْ تَتُوْبَ عَلَيَّ، وَتَغْفِرَ لِيْ، وَتَرْحَمَنِيْ، وَإِذَا أَرَدْتَ فِيْ خَلْقِكَ فِتْنَةً فَنَجِّنِيْ إِلَيْكَ مِنْهَا غَيْرَ مَفْتُوْنٍ، اَللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِيْ إِلٰى حُبِّكَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَعَلَّمُوْهُنَّ وَادْرُسُوْهُنَّ فَإِنَّهُنَّ حَقٌّ (مستدرک حاکم) [۱]

ترجمہ: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز کے لئے آنے میں تاخیر

---

[۱] رقم الحدیث ۱۹۱۳، کتاب الدعاء، والتکبیر، والتهلیل، والتسبیح والذکر.

ہوگئی، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہم سورج کو پالیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، پھر ہمیں ہلکی پھلکی نماز پڑھائی، پھر نماز پڑھ کر فارغ ہوئے، اور ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو، میں تمہیں اس چیز کی خبر دیتا ہوں، جس کی وجہ سے میں آج اس نماز میں تمہارے پاس تاخیر سے پہنچا، میں نے رات میں جتنی اللہ کو منظور ہوئی، نماز پڑھی، پھر مجھ پر میری آنکھیں غالب آگئیں، اور میں سوگیا، تو میں نے اپنے تبارک وتعالیٰ کو دیکھا، پھر اللہ نے مجھ کو یہ الہام فرمایا کہ میں یہ دعاء کروں:

”اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ الطَّیِّبَاتِ، وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ، وَأَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ، وَتَغْفِرَ لِیْ، وَتَرْحَمَنِیْ، وَإِذَا أَرَدْتَ فِیْ خَلْقِکَ فِتْنَةً فَنَجِّنِیْ إِلَیْکَ مِنْھَا غَیْرَ مَفْتُوْنٍ، اللّٰھُمَّ وَأَسْأَلُکَ حُبَّکَ، وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ، وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِی إِلٰی حُبِّکَ“

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم ان کلمات کا علم حاصل کرو، اور ان کو پڑھو، کیونکہ یہ حق ہیں (حاکم)

(۳)......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام دارقطنی نے بھی اپنی کتاب ”رؤیۃ اللہ“ میں روایت کیا ہے، جس میں فجر کی نماز پڑھنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشاد فرمانے کا ذکر ہے کہ:

وَإِنِّیْ رَأَیْتُ رَبِّی عَزَّ وَجَلَّ فِیْ مَنَامِیْ، فَرَأَیْتُهٗ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ.

ترجمہ: اور بے شک میں نے اپنے رب عزوجل کو اپنی نیند (یعنی خواب) میں دیکھا، میں نے رب تعالیٰ کو بہت اچھی صورت میں دیکھا۔ [1]

---

[1] عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِی لَیْلَی، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ :أَبْطَأَ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّی کَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ، ثُمَّ خَرَجَ، وَأُقِیمَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّی بِنَا صَلَاةً تَجَوَّزَ فِیهَا، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ :عَلَی مَصَافِّکُمْ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴)...... اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے، اور اس میں بھی رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنے اور صبح کو فجر کی نماز کے بعد اس خواب کو سنانے کی صراحت پائی جاتی ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ثُمَّ مَلَكَتْنِي عَيْنَيَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ وَأَجْمَلِهَا (الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۱۴۱۵)

ترجمہ: پھر مجھ پر میری آنکھیں غالب آ گئیں (یعنی مجھے نیند آ گئی)، تو میں نے اپنے رب عزوجل کو انتہائی خوبصورت شکل میں دیکھا (طبرانی) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فَثَبَتَ الْقَوْمُ عَلَى مَصَافِّهِمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ " :أُنَبِّئُكُمْ بِالَّذِي بَطَّأَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ، إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَا قَضَى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِي، وَإِنِّي رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي مَنَامِي، فَرَأَيْتُهُ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، فَقَالَ لِي :يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ :لَبَّيْكَ رَبِّي، قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ فِيهِ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ :لَا أَدْرِي رَبِّي، ثُمَّ قَالَ لِي :يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ :لَبَّيْكَ رَبِّي، قَالَ: فِيمَا يَخْتَصِمُ فِيهِ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ :لَا أَدْرِي رَبِّ، فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، فَوَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ، فَعَرَفْتُهُ، ثُمَّ قَالَ لِي :يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ :لَبَّيْكَ رَبِّي، قَالَ :فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ :إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي السَّبَرَاتِ، وَمَشْيٌ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَوَاتِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، قَالَ :فِيمَ؟ قَالَ لِي :سَلْ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ :قُلْتُ :اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ، أَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ أَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَتَتُوبَ عَلَيَّ، وَأَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ "(رؤية الله. للدارقطني، رقم الحديث ۲۲۷)

[1] حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي، ثنا محمد بن سعيد بن سويد، ثنا أبي، عن عبد الرحمن بن إسحاق، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن معاذ بن جبل، رضي الله عنه قال :أبطأ عنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الفجر حتى كادت أن تدركنا الشمس، ثم خرج فصلى بنا فخفف في صلاته، ثم انصرف فأقبل علينا بوجهه فقال " :على مكانكم أخبركم ما أبطأني عنكم في هذه الصلاة، إني صليت في ليلتي هذه ما شاء الله عز وجل، ثم ملكتني عيني فنمت فرأيت ربي عز وجل في أحسن صورة وأجملها، فقال :يا محمد، قلت :لبيك يا رب، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :لا أدري، ثم قال :يا محمد، قلت :لبيك يا رب، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :لا أدري يا رب، فوضع كفه بين كتفي فوجدت برد أنامله بين ثديي فعلمت من كل شيء وبصرته، ثم قال :يا محمد، قلت :لبيك، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :في الكفارات، قال :وما هن؟ قلت :المشي على الأقدام إلى الجماعات، وإسباغ الوضوء في السبرات، قال :وما الدرجات؟ قلت :إطعام الطعام، ولين الكلام، والصلاة بالليل والناس نيام، قال :سل، قلت :اللهم إني أسألك فعل الخيرات، وترك المنكرات،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عام دنوں میں بھی یہ عادت تھی کہ فجر کی نماز کے بعد صحابۂ کرام سے ان کے خواب سن کر تعبیر دیا کرتے تھے،اور رات میں خود کوئی خواب دیکھا ہو،تو اس کو بھی سناتے تھے۔

چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ : هَلْ رَاٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ فَإِنْ كَانَ أَحَدٌ رَاٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ فِيْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ: فَسَأَلَنَا يَوْمًا، فَقَالَ: هَلْ رَاٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ قَالَ : فَقُلْنَا : لَا، قَالَ: لٰكِنْ أَنَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ (مسنداحمد) [۱]

ترجمہ: رسولُ اللہ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے اُس رات کوئی خواب دیکھا ہوتا تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیتا، پھر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مشیت (وچاہت) کے مطابق اس کی تعبیر دے دیتے، چنانچہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے معلوم کیا کہ آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ نہیں؛ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن میں نے آج رات خواب میں دیکھا (مسند احمد، بخاری)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فجر کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی رؤیت سے متعلق اپنا خواب سنایا، وہ بھی اس معمول کا حصہ تھا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وحب المساكين، وأن تغفر لي وترحمني، وإذا أردت فتنة بين خلقك فنجني إليك غير مفتون، اللهم إني أسألك حبك وحب من أحبك، وحب عمل يقربني إلى حبك (الدعاء للطبراني ،رقم الحديث ۱۴۱۵ ،المعجم الكبير للطبراني ،ر قم الحديث ۲۹۰)

[۱] رقم الحديث ۲۰۱۶۵، واللفظ لهٗ؛ بخاری، رقم الحديث ۱۳۸۶.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۴)...... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَتَانِيُ اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، -قَالَ أَحْسَبُهُ فِي الْمَنَامِ -فَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا ، قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْ قَالَ " :فِيْ نَحْرِيْ، فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، قَالَ :يَا مُحَمَّدُ، هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ :نَعَمْ، فِي الْكَفَّارَاتِ، وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَقَالَ :يَا مُحَمَّدُ، إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ :اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ، قَالَ :وَالدَّرَجَاتُ إِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ (سنن الترمذی)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس میرا رب تبارک وتعالیٰ نہایت عمدہ صورت میں آیا، (راوی ابن عباس فرماتے ہیں) میرا گمان یہ ہے کہ نیند میں آیا، پھر فرمایا کہ اے محمد! اوپر کی مجلس والے (یعنی فرشتے) کس چیز

---

[1] رقم الحدیث ۳۲۳۳، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ صٓ.

قال الترمذی: وقد ذکروا بین أبی قلابة، وبین ابن عباس فی هذا الحدیث رجلا وقد رواه قتادة، عن أبی قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس .

کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے علم نہیں، تو پھر رب تعالیٰ نے اپنی (شایانِ شان) ہتھیلی کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ میں نے ان کی انگلیوں کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ میں محسوس کیا، تو مجھے آسمان اور زمین کی چیزوں کا علم ہوگیا، پھر اللہ نے فرمایا کہ اے محمد! اوپر کی مجلس والے (یعنی فرشتے) کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کفارات (یعنی گناہ معاف کرانے والی چیزوں) کے بارے میں، اور کفارات نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا، اور جماعت کی طرف زیادہ قدم اٹھا کر چلنا، اور ناگوار حالتوں (مثلاً سردی وغیرہ) میں وضو خوب اچھی طرح کرنا، جس نے یہ اعمال کئے، تو وہ موت وحیات (دونوں) میں بھلائی پائے گا، اور بہتر حالت میں فوت ہوگا، اور اس کی خطائیں ایسی معاف ہوجائیں گی، جیسے کہ ماں سے پیدا ہونے کے دن تھیں، اور فرمایا کہ اے محمد! جب آپ نماز پڑھیں، تو آپ یہ دعا کریں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْکَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِی إِلَيْکَ غَيْرَ مَفْتُونٍ"

اور درجات بلند کرنے والے اعمال سلام کا پھیلانا اور کھانا کھلانا اور رات کو لوگوں کے سونے کی حالت میں نماز پڑھنا ہے (ترمذی)

(۵)...... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو عبد بن حمید نے بھی روایت کیا ہے، اور اس میں بھی نیند میں رؤیتِ باری تعالیٰ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أتانى الليلة ربى فى أحسن صورة قال :أحسبه قال :فى المنام .فقال لى :يا محمد ، هل تدرى فيم يختصم الملأ الأعلى ؟ قال : قلت :لا .فوضع يده بين كتفى حتى وجدت بردها بين ثديى أو نحرى ، فعلمت ما فى السماوات والأرض .قال لى :يا محمد ، هل تدرى فيم يختصم الملأ الأعلى ؟ قلت :نعم فى الكفارات ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس سے ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رؤیت خواب میں حاصل ہوئی تھی، جس کو ''رؤیتِ منامی'' کہا جاتا ہے۔ [1]

اور پھر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کو رؤیتِ قلبی سے تعبیر فرمایا ہے،

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

والكفارات المكث فى المساجد بعد الصلوات ، والمشى على الأقدام إلى الجماعات ، وإسباغ الوضوء فى المكاره .ومن فعل ذلک عاش بخير ، ومات بخير ، وكان من خطيئته كيوم ولدته أمه . وقل يا محمد إذا صليت :اللهم إنى أسألک الخيرات وترک المنكرات وحب المساكين ، وإذا أردت بعبادک فتنة ، فاقبضنى إليک غير مفتون .قال :والدرجات العلى إفشاء السلام ، وإطعام الطعام ، والصلاة بالليل ، والناس نيام(مسند عبد بن حميد، رقم الحديث ۶۸۴)

[1] قوله أتانى الليلة ربى تبارک وتعالى فى أحسن صورة الظاهر أن إتيانه تعالى كان فى المنام يدل على ذلک قول الراوى أحسبه فى المنام ويدل على ذلک أيضا حديث معاذ بن جبل الآتى ففيه فنعست فى صلاتى فاستثقلت فإذا أنا بربى تبارک وتعالى فى أحسن صورة.

قال القارىء فى المرقاة إذا كان هذا فى المنام فلا إشكال فيه إذ الرائى قد يرى غير المتشكل متشكلا والمتشكل بغير شكله ثم لم يعد ذلک بخلل فى الرؤيا ولا فى خلد الرائى بل له أسباب أخر تذكر فى علم المنام أى التعبير ولولا تلک الأسباب لما افتقرت رؤيا الأنبياء عليهم السلام إلى تعبير وإن كان فى اليقظة وعليه ظاهر ما روى أحمد بن حنبل فإن فيه فنعست فى صلاتى حتى استيقظت فإذا أنا بربى عز وجل فى أحسن صورة الحديث فذهب السلف فى أمثال هذا الحديث إذا صح أن يؤمن بظاهره ولا يفسر بما يفسر به صفات الخلق بل ينفى عنه الكيفية ويوكل علم باطنه إلى الله تعالى فإنه يرى رسوله ما يشاء من وراء أستار الغيب بما لا سبيل لعقولنا إلى إدراكه لكن ترک التأويل فى هذا الزمان مظنة الفتنة فى عقائد الناس لفشو اعتقادات الضلال وإن تأول بما يوافق الشرع على وجه الاحتمال لا القطع حتى لا يحمل على ما لا يجوز شرعا فله وجه فقوله فى أحسن صورة يحتمل أن يكون معناه رأيت ربى حال كونى فى أحسن صورة وصفة من غاية إنعامه ولطفه على أو حال كون الرب فى أحسن صورة وصورة الشىء ما يتميز به عن غيره سواء كان عين ذاته أو جزء ه المميز له عن غيره أو صفته المميزة وكما يطلق ذلک فى الجثة يطلق فى المعانى يقال فى صورة المسألة كذا وصورة الحال كذا فصورته تعالى والله أعلم ذاته المخصوصة المنزهة عن مماثلة ما عداه من الأشياء البالغة إلى أقصى مراتب الكمال أو صفته المخصوصة به أى كان ربى أحسن إكراما ولطفا من وقت آخر كذا نقله الطيبى والتوربشتى انتهى ما فى المرقاة.قلت الظاهر الراجح أنه كان فى المنام فإن رواية الترمذى الآتية أرجح من رواية

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جیسا کہ ان کی روایات آگے رؤیتِ قلبی کے بیان میں آتی ہیں۔

(۶)...... اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ترمذی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ: أَتَانِيْ رَبِّيْ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس میرا رب بہترین شکل میں آیا۔ [۱]

اس روایت میں اگرچہ نیند کا ذکر نہیں ہے، لیکن اس روایت میں ''أتانی ربی'' کے الفاظ نیند اور خواب پر دلالت کرتے ہیں، اور پہلی روایات میں نیند اور خواب کی صاف طور پر وضاحت پائی جاتی ہے، اور اس روایت کا مضمون بھی صریح نیند والی روایات کے مطابق ہے، اس لئے

﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

أحمد. قال بن حجر المكى والظاهر أن رواية حتى استيقظت تصحيف فإن المحفوظ من رواية أحمد و الترمذى حتى استثقلت انتهى.

وقال الحافظ بن كثير بعد نقل هذا الحديث عن مسند الإمام أحمد وهو حديث المنام المشهور ومن جعله يقظة فقد غلط انتهى(تحفة الاحوذى، ج۹ ص۷۳، ۷۴، ابواب التفسير، باب ومن سورة صٓ)

[۱] حدثنا محمد بن بشار قال :حدثنا معاذ بن هشام قال :حدثنى أبى، عن قتادة، عن أبى قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال ": أتانى ربى فى أحسن صورة، فقال :يا محمد، قلت :لبيك ربى وسعديك، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :رب لا أدرى، فوضع يده بين كتفى فوجدت بردها بين ثديى فعلمت ما بين المشرق والمغرب، فقال :يا محمد، فقلت :لبيك وسعديك، قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :فى الدرجات والكفارات، وفى نقل الأقدام إلى الجماعات، وإسباغ الوضوء فى المكروهات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، ومن يحافظ عليهن عاش بخير ومات بخير، وكان من ذنوبه كيوم ولدته أمه (سنن الترمذى،رقم الحديث ۳۲۳۴)

قال الترمذى: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه .وفى الباب عن معاذ بن جبل، وعبد الرحمن بن عائش عن النبى صلى الله عليه وسلم وقد روى هذا الحديث عن معاذ بن جبل، عن النبى صلى الله عليه وسلم بطوله وقال " :إنى نعست فاستثقلت نوما فرأيت ربى فى أحسن صورة؟ فقال :فيم يختصم الملأ الأعلى.

وقال الالبانى:قلت :ورجاله كلهم ثقات رجال الشيخين غير خالد بن اللجلاج وقد وثقه ابن حبان وروى عنه جمع من الثقات ولا مانع أن يكون له إسنادان هذا أحدهما والآخر الذى قبله .والله أعلم(ظلال الجنة فى تخريج السنة لابنِ ابى عاصم،تحت رقم الحديث ۳۸۸)

اس روایت کو بھی نیند اور خواب پر محمول کیا جائے گا۔

چنانچہ علامہ ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ:

مُخۡتَصَرٌ مِنۡ حَدِیۡثِ الۡمَنَامِ (تفسیر ابن کثیر، ج۷، ص۴۱۷، سورۃ النجم)

ترجمہ: یہ منامی حدیث کی مختصر ہے (تفسیر ابنِ کثیر)

اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خواب وحی اور سچے ہوتے ہیں، اور نیند میں ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتا، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنا وحی کا درجہ رکھتا ہے، جس کے سچ اور حق ہونے میں شبہ نہیں، اور اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی خواب والی رؤیت کو یعنی ''رؤیتِ منامی'' کو ''رؤیتِ قلبی'' بھی کہا جاتا ہے۔ [1]

(۷)...... اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: رَأَیۡتُ رَبِّیۡ عَزَّ وَجَلَّ فِیۡ أَحۡسَنِ صُوۡرَۃٍ (کتاب السنۃلابن أبی عاصم،رقم الحدیث ۴۶۹،"باب "حدیث :

---

[1] سادسها :أن يكلمه الله من وراء حجاب إما في اليقظة كليلة الإسراء ، أو في النوم كما جاء في الترمذي مرفوعا " :أتاني ربي في أحسن صورة فقال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ (التوضيح لشرح الجامع الصحيح لابنالملقن ، ج۲ص ۲۲۳ ، كتاب بدء الوحي)

والثاني: ان يكلمه في النوم كما في حديث معاذ الذي خرجه الترمذي، قال: اتاني ربي في احسن صورة ، فقال: فيم يختصم الملأ الاعلى؟فقلت: لا ادري ، فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثندوني، وتجلى لي علم كل شَيْء ."

هذه الوجوه الستة من كيفية الوحي إلى النبي -صلى الله عليه وسلم -ذكرهَا السُّهيْلي وزدتها أَنا بَيَانا وإيضاحا(شرح الحديث المقتفي في مبعث النبي المصطفى،لأبي القاسم شهاب الدين عبد الرحمن بن إسماعيل بن إبراهيم المقدسي الدمشقي المعروف بأبي شامة ،ج ۱ ،ص ۷۶)

وقال النبي صلى الله عليه وسلم :أتاني ربي عز وجل -يعني في المنام -فقال لي :يا محمد قل اللهم إني أسألك حبك، وحب من يحبك، والعمل الذي يبلغني حبك(جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم،لزين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي،ج ۲ ،ص ۳۴۰،الحديث الثامن والثلاثون قال الله تعالى من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب)

"إن الله تجلى لى فى أحسن صورة" [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب عز وجل کو بہترین صورت میں دیکھا (کتاب السنۃ)

اس سے مراد بھی خواب اور نیند میں دیکھنا ہے۔

(۸)...... اور حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسَ قَالَ: قَدْ رَأٰى مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم رَبَّهٗ

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۵۷، کتاب الاسراء) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے (ابنِ حبان)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ابنِ حبان فرماتے ہیں کہ:

مَعْنٰى قَوْلِ اِبْنِ عَبَّاس: قَدْ رَأٰى مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم رَبَّهٗ" أَرَادَ بِهٖ بِقَلْبِهٖ فِى الْمَوْضِعِ الَّذِىْ لَمْ يَصْعَدْهُ أَحَدٌ مِّنَ الْبَشَرِ اِرْتِفَاعًا فِى الشَّرْفِ(صحیح ابن حبان، تحت رقم الحدیث ۵۷، کتاب الاسراء)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مطلب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، یہ ہے کہ اپنے قلب مبارک سے اس مقام پر دیکھا ہے، جہاں تک کسی بشر کو عروج پانے کا شرف حاصل نہیں ہوا (ابنِ حبان)

اور یہ بات آگے تفصیل اور دلیل کے ساتھ آتی ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی رؤیت منامی، رؤیتِ قلبی ہوتی ہے، خود حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کی رؤیت

---

[1] قال الالبانی: إسناده صحيح على ما رجحنا فيما تقدم ۳۸۸ من توثيق خالد بن اللجلاج وسائر رجاله ثقات رجال الشيخين كما تقدم هناك. والحديث أخرجه الترمذى ۲/۲۱۵ حدثنا محمد بن بشار حدثنا معاذ بن هشام به وقال: حديث حسن غريب من هذا الوجه (ظلال الجنة فى تخريج السنة لابنِ ابى عاصم)

[2] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية صحيح ابنِ حبان)

کو رؤیتِ قلبی سے تعبیر فرمایا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح کی حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے، لیکن بعض اہلِ علم حضرات نے اس کے موقوف سند سے ہونے کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن اگر اسے مرفوع بھی مانا جائے، تب بھی دوسری سند سے منقول روایات کے پیشِ نظر یہی قرار دیا جائے گا کہ اس سے مراد رؤیتِ منامی وقلبی ہے، بلکہ یہ دراصل رؤیتِ منامی والی تفصیلی حدیث کا حصہ ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا أسود بن عامر، حدثنا حماد بن سلمة، عن قتادة، عن عكرمة،عن ابن عباس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :رأيت ربى تبارك وتعالى (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۸۰)

قال شعيب الارنؤوط:صحيح موقوفا، وهذا إسناد رجاله رجال الصحيح، وحماد بن سلمة -وهو من رجال مسلم -قال ابن سعد فى "الطبقات:۷/۲۸۲"ثقة كثير الحديث، وربما حدث بالحديث المنكر، وقال البيهقى فى "الخلافيات "فيما نقله الحافظ الذهبى فى "السير:۷/۴۵۲"لما طعن فى السن ساء حفظه ...فالاحتياط أن لا يحتج به فيما يخالف الثقات، وقال الذهبى :كان بحرا من بحور العلم، وله أوهام فى سعة ما روى، وهو صدوق حجة إن شاء الله، وليس هو فى الإتقان كحماد بن زيد .قلنا :وفى هذا الحديث عند ابن عدى ومن طريقه البيهقى زيادة ألفا ظ منكرة فى صفة الرب تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا، تمنع القول بصحته من هذا الطريق، وإنما صححنا وقف هذا الحرف الذى أورده المؤلف لاختلافهم فى رفعه ووقفه، ولأنه ثبت عن ابن عباس من قوله من غير طريق :أن محمدا صلى الله عليه وسلم رأى ربه عز وجل.

وأخرجه ابن أبى عاصم فى "السنة(۴۴۰)"عن أحمد بن محمد المروزى، وعبد الله بن أحمد بن حنبل فى "السنة(۵۶۳)"عن محمد بن منصور، واللالكائى فى "شرح أصول الاعتقاد(۸۱۷)"من طريق الفضل بن يعقوب، وابن عدى فى "الكامل ۲/۶۷۷ "، ومن طريقه البيهقى فى "الأسماء والصفات "ص ۴۴۴ـ ۴۴۵ و۴۴۵من طريق محمد بن رافع ومحمد بن رزق الله والنضر بن سلمة، ستتهم عن أسود بن عامر، بهذا الإسناد .ووقفه محمد بن منصور والنضر بن سلمة على ابن عباس.

وأخرجه الآجرى فى "الشريعة "ص ۴۹۴، وابن عدى فى "الكامل ۲/۶۷۷"والبيهقى فى "الأسماء والصفات "ص ۴۴۴من طريقين عن حماد بن سلمة، به(حاشية مسند احمد)

[2] عن عبد الله بن عباس مرفوعا بلفظ " :رأيت ربى عز وجل، فقال :يا محمد، فيم يختصم الملأ الأعلى " ...الحديث، وفى رواية" :رأيت ربى فى أحسن صورة " ...وهذه رؤيا منامية كما فى بعض الروايات الأخرى على ما هو مشروح فى كتابى "تخريج السنة لابن أبى عاصم ۳۸۸ "،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی متعدد روایات میں رؤیتِ قلبی وفؤادی کا ذکر پایا جاتا ہے، یعنی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے باوجودیکہ رؤیتِ منامی کی حدیث کو روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کی رؤیت کو رؤیتِ قلبی سے ہی تعبیر فرمایا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی رؤیتِ منامی کا رؤیتِ قلبی میں داخل ہونا احادیث سے ثابت ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

۴۳۳، ۴۶۹، فليراجع. والدستوائى أوثق من حماد فى قتادة، فيبدو أنه لم يضبط إسناده، وحفظ متنه مختصرا، وإنما هو رأى ربه فى المنام، وحديث معاذ بن جبل صريح فى ذلك فإنه بلفظ:
"إنى قمت من الليل فتوضأت وصليت ما قدر لى، فنعست فى مصلاى، حتى استثقلت فإذا أنا بربى فى أحسن صورة "..الحديث. أخرجه ابن خزيمة "ص ۱۴۳ "وغيره وسنده صحيح كما حققته فى المصدر السابق "۳۸۸"
ومما يؤكد أن الحديث مختصر، أن ابن أبى عاصم أخرجه فى "السنة" "۴۴۰ "عن شيخ أحمد فيه الأسود بن عامر ثنا حماد بن سلمة به زاد فى آخره" :ثم ذكر كلاما."
فهذه الزيادة تصرح بأن للحديث تتمة اختصرها أحد الرواة، وغالب الظن أنه حماد، ولعله لم يحفظها، فاكتفى -أداء للأمانة العلمية -بأن يشير إليها، وهذه التتمة هى ما فى الروايات الأخرى، وخصوصا حديث معاذ بن جبل، وقد صرح البيهقى بأن ما روى عن ابن عباس هو حكاية عن رؤيا رآها صلى الله عليه وسلم فى المنام، فراجع كلامه فى "الأسماء " "ص۴۴۷"، وقد نقلته فى "تخريج السنة "فى المكان المشار إليه .والله أعلم (مختصر العلو للعلى العظيم للالبانى، ج ۱، ص ۱۱۹، رقم الحديث ۶۷)
حدثنا فضل بن سهل ثنا عفان حدثنا عبد الصمد بن كيسان عن حماد عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم قال رأيت ربى عز وجل .
حديث صحيح ولكنه مختصر من حديث الرؤيا ورجاله ثقات غير عبد الصمد ابن كيسان فلم أعرفه وقد قال الحسينى فيه نظر
وتعقبه الحافظ بقوله قلت أظنه الأول تصحف اسمه
قلت يعنى عبد الصمد بن حسان المروروزى ترجمة فى التعجيل بما يؤخذ منه أنه ثقة روى عن حماد بن سلمة وغيره وعنه أحمد وأبو حاتم ويلاحظ أنه روى هذا الحديث عنه عفان وعفان وهو ابن مسلم من شيوخ الإمام أحمد فكأن ابن كيسان أعلى طبقة من ابن حسان فيحتمل أنهما متغايران والله أعلم وسواء كان هذا أو ذاك فإنه قد توبع كما يأتى.
والحديث أخرجه أحمد ثنا عفان به ثم أخرجه هو والآجرى ص والبيهقى فى الأسماء والصفات ص والضياء فى المختارة من طرق أخرى عن حماد بن سلمة به وقال البيهقى قال أبو أحمد بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۹)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رَأَیْتُ رَبِّی فِیْ مَنَامِیْ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَۃٍ (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة،لابی القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبری الرازی اللالکائی،رقم الحدیث ۹۱۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو خواب میں بہترین صورت میں دیکھا (شرح اعتقاد)

(۱۰)......اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رَأَیْتُ رَبِّی فِیْ مَنَامِیْ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَۃ، فَقَالَ لِیْ : یَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ .

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾عدی والأحادیث التی رویت فی الرؤیة قد رواها غیر حماد بن سلمة وروی الضیاء عن أبی زرعة الرازی حدیث قتادة عن عکرمة عن ابن عباس صحیح ولا ینکره إلا معتزلی قلت ویأتی فی الکتاب بعض الطرق لهذا الحدیث عن ابن عباس من غیر طریق حماد فهی تشهد لحدیثه وتقویة لکن قد روی معاذ بن هشام قال حدثنی أبی عن قتادة عن أبی قلابة عن خالد بن اللجلاج عن عبدالله بن عباس مرفوعا بلفظ رأیت ربی عز وجل فقال یا محمد فیم یختصم الملأ الأعلی الحدیث أخرجه الآجری ص وأحمد کما تقدم فالظاهر أن حدیث حماد بن سلمة مختصر من هذا وهی رؤیا منامیة کما یشعر به بعض ألفاظه المذکورة فیما تقدم (ظلال الجنة فی تخریج السنة ،للألبانی، تحت رقم الحدیث ۴۳۳)

حدثنا أحمد بن محمد المروزی ثنا أسود بن عامر ثنا حماد ابن سلمة عن قتادة الأصل فتدنی عن عکرمة عن ابن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال رأیت ربی عز وجل ثم ذکر کلاما.

حدیث صحیح ورجاله ثقات رجال الصحیح ولکنه مختصر من حدیث الرؤیا کما بیناه فیما تقدم وعلی ذلک حمله البیهقی فقال فی الأسماء ص ما روی عن ابن عباس رضی الله عنهما هو حکایة عن رؤیا رآها فی المنام قال أهل النظر رؤیا النوم قد یکون وهما یجعله الله تعالی دلالة للرائی علی أمر سالف أو آنف علی طریق التعبیر

والحدیث أخرجه أحمد ثنا أسود بن عامر به وأخرجه البیهقی من طریق أخری عن الأسود به وتابعه جماعة عن حماد بن سلمة به کما سبقت الإشارة إلی ذلک فیما تقدم (ظلال الجنة فی تخریج السنة ،للألبانی، تحت رقم الحدیث ۴۴۰)

قَالَ : هَلْ تَدْرِیْ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلیٰ؟ قُلْتُ: لَا ،یَا رَبِّ، فَوَضَعَ یَدَهٗ بَیْنَ كَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ (الرد علی الجهمية لابن منده، رقم الحديث ۲۸، ج ۱ ص ۴۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو خواب میں بہترین صورت میں دیکھا، پھر مجھے فرمایا کہ اے محمد! میں نے عرض کیا کہ لبیک وسعدیک! فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ فرشتوں کی جماعت کس چیز میں بحث کررہی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے رب! پھر رب عزوجل نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا، جس کی ٹھنڈک کو میں نے اپنی چھاتی کے درمیان محسوس کیا (الرد علی الجہمیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایات میں بھی نینداور خواب کی صراحت پائی جاتی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی رؤیتِ منامی کے قائل ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۱۱)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دارقطنی کی ''رؤیۃُ اللہ'' میں روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَیْتُ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ مَنَامِیْ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ .

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے رب عزو جل کو بہت اچھی صورت میں دیکھا۔

پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والا مضمون اس حدیث میں مذکور ہے۔ [۱]

---

[۱] عن أنس بن مالك ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : رأيت ربى عز وجل فى منامى فى أحسن صورة كالشاب الموفر على كرسى الكرامة ، حوله فراش من ذهب ، فوضع يده بين كتفى ، فوجدت بردها على كبدى ، فقال لى :يا محمد ، هل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی رؤیتِ منامی کے قائل ہیں۔

حضرت امِ طفیل رضی اللہ عنہا کی حدیث

(۱۲)......حضرت ابی بن کعب کی بیوی حضرت امِ طفیل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَبِّىْ فِىْ الْمَنَامِ فِىْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ (كتاب السنة لابنِ ابى عاصم، رقم الحديث ۴۷۱، باب حديث" :رأيت ربى فى المنام فى أحسن صورة) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے رب کو خواب میں بہترین صورت میں دیکھا (السنۃ)

(۱۳)......حضرت امِ طفیل رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے، اور اس روایت میں بھی خواب میں دیکھنے کی صراحت ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تدرى فيم يختصم الملأ الأعلى ؟ قال :قلت :أنت يا رب أعلم ، قالها ثلاث مرات ، وكل ذلك أقول :أنت أعلم ، فقال لى :اختصموا فى الكفارات، وفى الدرجات ، فأما الكفارات :فإسباغ الوضوء فى السبرات ، والمشى على الأقدام إلى الجمعات ، والجلوس فى المساجد لانتظار الصلوات ، وأما الدرجات :فإفشاء السلام ، وإطعام الطعام ، والصلاة بالليل والناس نيام (الرؤية للدارقطنى،رقم الحديث ۲۳۰)

[1] قال الالبانى:حديث صحيح بما قبله وإسناده ضعيف مظلم عمارة بن عامر أورده ابن أبى حاتم من هذه الرواية ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا .ومروان بن عثمان هو ابن أبى سعيد بن المعلى الأنصارى الزرقى ضعيف كما فى "التقريب ."وذكر المزى فى "التهذيب "أنه روى عَنْ أُمِّ الطُّفَيْلِ امْرَأَةِ أُبَىٍّ بن كعب فتعقبه الحافظ فى "تهذيبه "بقوله:وفيه نظر فإن روايته إنما هى عن عمارة بن عمرو بن حزم عَنْ أُمِّ الطُّفَيْلِ امْرَأَةِ أُبَىٍّ فى الرؤية وهو متن منكر .كذا قال :ابن عمرو بن حزم .وإنما هو ابن عامر كما تراه فى الكتاب وكذلك هو عند ابن أبى حاتم كما سبقت الإشارة إليه(ظلال الجنة فى تخريج السنة لابنِ ابى عاصم)

[2] عن أم الطفيل، امرأة أبى بن كعب قالت :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول :رأيت ربى فى المنام فى صورة شاب موقر فى خضر، عليه نعلان من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۱۴)...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرح کی حدیث حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، اور اس میں ’’رأیت ربی عز وجل فی أحسن صورۃ‘‘ کے الفاظ ہیں۔

اور اس روایت کا اگلا مضمون حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ہے، جس سے ظاہر یہی ہے کہ یہ اسی خواب کے واقعہ سے متعلق ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ذهب، وعلى وجهه فراش من ذهب .الحديث(المعجم الكبير، رقم الحديث ٣٤٦)

قال الهيثمي: رواه الطبراني، وقال ابن حبان :إنه حديث منكر لأن عمارة بن عامر بن حزم الأنصاري لم يسمع من أم الطفيل، ذكره في ترجمة عمارة في الثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٧٤٥)

[۱] حدثنا الحسن بن علي المعمري، ثنا سليمان بن محمد المباركي، ثنا حماد بن دليل، عن سفيان بن سعيد الثوري، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب، أو عبد الرحمن بن سابط قال حماد بن دليل :وحدثني الحسن بن صالح بن حي، عن عمرو بن مرة، عن عبد الرحمن بن سابط، عن أبي ثعلبة الخشني، عن أبي عبيدة بن الجراح، رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : "رأيت ربي عز وجل في أحسن صورة فقال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ فقلت :لا أدري، فوضع يده بين كتفي حتى وجدت برد أنامله، ثم قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :في الكفارات والدرجات، قال :وما الكفارات؟ قلت :إسباغ الوضوء في السبرات، ونقل الأقدام إلى الجماعات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، قال :فما الدرجات؟ قلت :إطعام الطعام، وإفشاء السلام، وصلاة بالليل والناس نيام، قال :قل، قال :قلت :ما أقول؟ قال :قل :اللهم إني أسألك عملا بالحسنات، وتركا للمنكرات، وإذا أردت في قوم فتنة وأنا فيهم فاقبضني إليك غير مفتون(المعجم الكبير للطبراني،رقم الحديث ١٤١٦،الدعاء للطبراني،رقم الحديث ١٤١٦)

أنبأناه عبد الملك بن محمد بن عبد الله الواعظ .أنبأنا عبد الباقي بن قانع الحافظ، حدثنا محمد بن علي بن المديني، حدثنا أبو داود المباركي، حدثنا حماد بن دليل، حدثنا سفيان بن سعيد عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب .وحدثنا الحسن بن عمارة عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبي ثعلبة الخشني، عن أبي عبيدة بن الجراح، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :رأيت ربي تعالى في أحسن صورة فقال فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قلت :لا أدري .وذكر الحديث(تاريخ بغداد، ج ٨ص١٤٧، تحت رقم الترجمة ٤٢٥٣)

البتہ ان کی ایک روایت میں، جو کہ ''تاریخِ بغداد'' میں مذکور ہے، معراج کی رات میں دیکھنے کا اضافہ ہے، جو کہ شاذ ہے، کیونکہ دیگر اسناد میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ [1]

یہی وجہ ہے کہ ''تاریخِ بغداد'' میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی اس حدیث کو امام طبرانی کی سند سے نقل کیا گیا ہے، جبکہ امام طبرانی نے خود حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی جو حدیث اپنی کتب میں ذکر کی ہے، اس میں لیلۃُ الاسراء کا اضافہ نہیں۔ [2]

---

[1] قال الالبانی:أخرجه الطبرانی فی "الدعاء :حدثنا الحسن بن علی المعمَری :ثنا سليمان بن محمد المُبارکی :ثنا حماد بن دُليلٍ عن سفيان بن سعيد الثوری عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب، أو عبد الرحمن بن سابط .قال حماد بن دُليلٍ :وحدثنی الحسن بن صالح بن حَیٍّ عن عمرو بن مُرَّة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبی ثعلبة الخُشَنِی عن أبی عُبَيدة بن الجراح -رضی الله عنه- عن النبی -صلی الله عليه وسلم -قال ... :فذكره.

وأخرجه الخطيب فی "التاريخ من طريق الطبرانی، ولكنه زاد فی أوله":لما كان ليلة أسری بی رأيت ربی " ...الحديث.وهذه الزيادة شاذة؛ لمخالفتها لكتاب الطبرانی أولاً، ولأن الخطيب عقب عليها من طريق أخری عن محمد بن علی بن المدينی :حدثنا أبو داود المباركی به.

وابن المدينی هذا لم أعرفه، لكن تابعه الحسن بن علی المعمری كما تقدم، وهو من شيوخ الطبرانی الثقات، ومن فوقه ثقات من رجال مسلم، غير حماد بن دُليل، وهو صدوق كما فی "التقريب "، وقال الذهبی فی "الكاشف ":"ثقة، جاور"، فالسند صحيح(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۱۶۹)

[2] امام طبرانی کے حوالہ سے حدیث تو پیچھے حواشی میں گزر چکی ہے، اور ''تاریخِ بغداد'' کی حدیث درجِ ذیل ہے:

أنبأنا أبو الحسن علی بن يحيی بن جعفر الإمام -بأصبهان -حدثنا سليمان بن أحمد الطبرانی، حدثنا الحسن بن علی المعمری، حدثنا سليمان بن محمد المباركی، حدثنا حماد بن دليل عن سفيان بن سعيد الثوری، عن قيس بن سلم عن طارق بن شهاب -أو عبد الرحمن بن سابط -قال حماد بن دليل :وحدثنی الحسن بن حی عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن سابط عن أبی ثعلبة الخشنی عن أبی عبيدة بن الجراح عن النبی صلی الله عليه وسلم قال :لما كان ليلة أسری بی، رأيت ربی عز وجل فی أحسن صورة، فقال فيم يختصم الملأ الأعلی؟ قلت، لا أدری؟ فوضع يده بين كتفی، حتی وجدت برد أنامله، ثم قال فيم يختصم الملأ الأعلی؟ قلت :فی الكفارات والدرجات، قال :وما الكفارات؟ قلت :إسباغ الوضوء فی السبرات ونقل الأقدام إلی الجمعات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، قال :فما الدرجات؟ قلت :إطعام الطعام، وإفشاء السلام، والصلاة بالليل والناس نيام، ثم قال قل، قلت :وما أقول؟ قال :قل اللهم إنی أسألک عملا بالحسنات وتركا للمنكرات، وإذا أردت فی قوم فتنة وأنا فيهم فاقبضنی إليک غير مفتون .قال الطبرانی :لم يروه عن سفيان إلا حماد بن دليل (تاريخ بغداد، ج۸ص۱۴۶، ۱۴۷، تحت رقم الترجمة ۴۲۵۳، حماد بن دليل، أبو زيد قاضی المدائن)

اوراسی وجہ سے معراج کی رات کے ساتھ رؤیت کی قید والی روایت کواور محدثین نے بھی غیر معتبر قراردیا ہے، جیسا کہ آ گے اہلِ علم حضرات کی عبارات کے ضمن میں آ تا ہے۔ [1]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۱۵)...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرح کی حدیث حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، اور اس میں ''إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی تَجَلّٰی لِیْ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ'' کے الفاظ ہیں، خواب میں دیکھنے کے الفاظ نہیں۔ [2]

اوراس روایت کا باقی مضمون بھی خواب والی حدیث کی طرح کا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے

---

[1] اورابوعبیدہ بن جراح کی اس اضافہ والی روایت کوقاضی ابویعلیٰ نے ابوبکر خلال کی سنن سے بھی اپنی کتاب ''ابطال التاویلات'' میں ذکر کیا ہے۔

رواه أبـو بكر الخلال بإسناده فی سننه، فقال :أنا العباس بن محمد الدوری، قال :نا أبو داود المباركی، قال :نا حماد بن دليل، عن سفيان بن سعيد، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب، أو عبد الرحمن بن سابط، قال :نا حماد بن دليل، وحدثنی الحسن بن حی، عن عمرو بن مرة، عن عبد الرحمن بن سابط، عن أبی ثعلبة الخشنی، عن أبی عبيدة بن الجراح، عن النبی، صلى الله عليه وسلم، قال " :لما كانت ليلة أسری بی رأيت ربی فی أحسن صورة، فقال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قال :قلت :لا أدری، فوضع يده حتى وجدت فذكر كلمة ذهبت عنی ثم قال :فيم يختصم الملأ الأعلى، وذكر الخبر(ابطال التاويلات للقاضی ابی يعلیٰ، رقم الحديث ۸۶)

لیکن ابوبکر خلال کی سنن میں بلکہ ان کی دیگر کتب میں بھی ہمیں مذکورہ حدیث دستیاب نہیں ہوسکی، غالباً اسی وجہ سے علامہ ابنِ تیمیہ نے ابوبکر بن خلال کے حوالہ سے اس روایت کوذکر کرکے اس کومکذوب قراردیا ہے، جیسا کہ آ گے آ تا ہے۔

[2] ثنا أبو بكر بن أبی شيبة، ثنا يحيى بن أبی بكير، ثنا إبراهيم بن طهمان، ثنا سماك بن حرب، عن جابر بن سمرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن الله تعالى تجلى لی فی أحسن صورة، فسألنی فيما يختصم الملأ الأعلى؟ قال :قلت :ربی لا أعلم به، قال :فوضع يده بين كتفی، حتى وجدت بردها بين ثديی -أو وضعها بين ثديی حتى وجدت بردها بين كتفی -فما سألنی عن شیء إلا علمته (كتاب السنةلابن أبی عاصم،رقم الحديث ۴۶۵ ،"باب "حديث" :إن الله تجلى لی فی أحسن صورة)

قال الالبانی :إسناد حسن رجاله ثقات رجال الشيخين غير سماك بن حرب فهو من رجال مسلم وحده وفيه كلام كما تقدم بيانه قبل حديث.والحديث له شاهد من حديث معاذ وغيره وقد مضى تخريجه تحت رقم ۳۸۸ (ظلال الجنة فی تخريج السنة لابنِ ابی عاصم)

کہ یہ روایت اگرچہ مطلق ہے، لیکن یہ نیندوالی حدیث ہی کے قصہ سے متعلق ہے۔

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۱۶)...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرح کی حدیث حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، اوراس میں ''تُرَاءِ یُ لِیُ رَبِّیُ فِیُ أَحۡسَنِ الصُّوۡرَۃِ '' کے الفاظ ہیں۔ [۱]

اس روایت کے الفاظ بھی خواب میں دیکھنے پر دلالت کرتے ہیں۔

(۱۷)...... اورحضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ''أتـانـی ربی فی أحسن صورۃ'' کے الفاظ ہیں۔ [۲]

اور''اتانی'' کے الفاظ نیز اس حدیث کا باقی مضمون اسی رؤیتِ منامی کے قصہ پر دلالت کرتا ہے۔

---

[۱] ثنا یوسف بن موسی، ثنا جریر، عن لیث، عن ابن سابط، عن أبی أمامۃ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :تراء ی لی ربی فی أحسن الصورۃ ، ثم ذکر الحدیث (کتاب السنۃلابن أبی عاصم،رقم الحدیث ۴۶۶ ،"باب "حدیث" :إن اللہ تجلی لی فی أحسن صورۃ)

قال الالبانی :حدیث صحیح بما قبلہ وما بعدہ ورجالہ ثقات غیر لیث وھو ابن أبی سلیم وکان اختلط وقد مضی برقم ۳۸۹ بعض تمام ھذا الُحَدِیثُ(ظلال الجنۃ فی تخریج السنۃ لابنِ ابی عاصم)

[۲] حدثنا محمد بن إسحاق بن راھویہ، ثنا أبی، ثنا جریر، عن لیث، عن ابن سابط، عن أبی أمامۃ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال " :أتانی ربی فی أحسن صورۃ، فقال: یا محمد، فقلت :لبیک وسعدیک، قال :فیم یختصم الملأ الأعلی؟ قلت :لا أدری، فوضع یدہ علی ثدیی، فعلمت فی مقامی ذلک ما سألنی عنہ من أمر الدنیا والآخرۃ، فقال :فیم یختصم الملأ الأعلی؟ قلت :فی الدرجات والکفارات، فأما الدرجات: فإبلاغ الوضوء فی السبرات، وانتظار الصلاۃ بعد الصلوات، قال :صدقت، من فعل ذلک عاش بخیر ومات بخیر، وکان من خطیئتہ کما ولدتہ أمہ، وأما الکفارات :فإطعام الطعام، وإفشاء السلام وطیب الکلام، والصلاۃ والناس نیام، ثم قال :اللھم إنی أسألک عمل الحسنات، وترک السیئات، وحب المساکین، ومغفرۃ، وأن تتوب علی، وإذا أردت فی قوم فتنۃ، فنجنی غیر مفتون (المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث ۸۱۱۷)

عبدالرحمان بن عائش کی حدیث

(۱۸)...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرح کی حدیث حضرت عبدالرحمان بن عائش کی سند سے بھی مروی ہے، اوراس میں ''رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَۃٍ'' کے الفاظ ہیں۔ [1]

(۱۹)......اورعبدالرحمان بن عائش کی ایک روایت میں ''أَتَانِیْ رَبِّیْ اللَّیْلَۃَ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَۃٍ'' کے الفاظ ہیں۔ [2]

---

[1] عن خالد بن اللجلاج، وسأله، مكحول أن يحدثه، قال :سمعت عبد الرحمن بن عائش، يقول :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :رأيت ربى فى أحسن صورة قال :فيم يختصم الملأ الأعلى؟ فقلت :أنت أعلم يا رب، قال " :فوضع كفه بين كتفى فوجدت بردها بين ثديي،فعلمت ما فى السموات والأرض، وتلا (وكذلك نرى إبراهيم ملكوت السموات والأرض وليكون من الموقنين)(سنن الدارمى، رقم الحديث ۲۱۹۵)

قال حسين سليم اسد الدارانى:هذا من أحاديث الصفات التى علينا أن نؤمن بها ونجريها على ظاهرها من غير تمثيل أو تشبيه أو تأويل .إسناده صحيح إذا ثبتت صحبة عبد الرحمن بن عائش(حاشية سنن الدارمى)

حدثنا هشام بن عمار، ثنا الوليد بن مسلم، وصدقة، قالا :ثنا ابن جابر، قال :مر بنا خالد بن اللجلاج، فدعاه مكحول، فقال له :يا أبا إبراهيم حدثنا حديث عبد الرحمن بن عائش، قال :سمعت عبد الرحمن بن عائش، يقول :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربى فى أحسن الصورة (كتاب السنةلابن أبى عاصم،رقم الحديث۴۶۷، "باب "حديث" :إن الله تجلى لى فى أحسن صورة)

قال الالبانى :حديث صحيح وهو الطرف الأول للحديث المتقدم بهذا الإسناد ۲۸۸ إلا أنه لم يذكر فيه هناک الوليد بن مسلم .وتقدم تخريجه هناک مع بيان ان عبد الرحمن بن عائش لم تثبت له حجته(ظلال الجنة فى تخريج السنة لابنِ ابى عاصم)

[2] ثنا يحيى بن عثمان بن كثير، ثنا زيد بن يحيى، ثنا ابن ثوبان، ثنا أبى، عن مكحول، وابن أبى زكريا، عن ابن عائش الحضرمى، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أتانى ربى الليلة فى أحسن صورة (كتاب السنةلابن أبى عاصم،رقم الحديث ۴۶۸،"باب "حديث" :إن الله تجلى لى فى أحسن صورة)

قال الالبانى :حديث صحيح بما قبله وما بعده ورجاله ثقات لكن ابن عائش لم تثبت له صحبة كما سبق .وابن أبى زكريا اسمه عبد الله أبو يحيى الشامى.وابن ثوبان هو عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان العنسى الدمشقى(ظلال الجنة فى تخريج السنة لابنِ ابى عاصم)

اور یہ الفاظ بھی خواب میں دیکھنے پر دلالت کرتے ہیں، خاص کر جبکہ اس روایت میں بھی اگلا مضمون حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح کا مذکور ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عائش کی مذکورہ حدیث پر امام دارمی نے یہ باب قائم کیا ہے کہ:

بَـابٌ فِـیْ رُؤْیَةِ الرَّبِّ تَعَالٰی فِیْ النَّوْمِ (سنن الدارمی، ج۲ص۱۳۶۵، کتاب الرؤیا)

ترجمہ: یہ باب ہے رب تعالیٰ کی نیند میں رؤیت کا (دارمی)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۲۰)......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرح کی حدیث حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، اور اس میں ”إِنَّ رَبِّـیْ أَتَـانِـیْ اللَّیْلَةَ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ“ کے الفاظ ہیں، اور اس روایت کا باقی مضمون نیند والی حدیث کی طرح ہے۔ [۱]

---

[۱] ثـنـا عبيد الله بن فضالة، ثنا عبد الله بن صالح، ثنا معاوية بن صالح، عن أبی يحيی، عـن أبـی يـزيـد، عن أبی سلام الأسود، عن ثوبان، قال :قـال رسـول الـلـه صلی الله عليه وسلم :إن ربـی أتانی الليلة فی أحسن صورة .وفی هذه الأخبار :ووضع يده بين كتفی (كتـاب السـنةلابن أبی عاصم،رقم الحديث ۴۷۰ ،"باب "حديث" :إن الـلـه تجلی لی فی أحسن صورة)

قـال الالبـانـی :حـديـث صـحـيـح بـمـا تقدم له من الشواهد ورجاله ثقات علی ضعف فی عبد الله بن صـالـح غيـر أبـی يـحيـی فـإنی لم أعرفه وأبی يزيد واسمه غيلان بن أنس الكلبی روی عنه جمع من الثقات ولم يذكروا توثيقه عن أحد .وأبو سلام الأسود اسمه ممطور(ظلال الجنة فی تخريج السنة لابنِ ابی عاصم)

حدثنا بكر بن سهل، ثنا عبد الله بن صالح، حدثنی معاوية بن صالح، عن أبی يحيی سليم يعنی ابن عامر عن أبی يزيد، عن أبی سلام الأسود، عن ثوبان، رضی الله عنه قال :خرج إليـنـا رسول الله صلی الله عليه وسلم بعد صلاة الصبح فقال :إن ربی تعالی أتانی الليلة فـی أحسـن صورة فقال لی :يـا مـحـمـد، هل تدری فيم يختصم الملأ الأعلی؟ قلت :لا أعلم يا رب، فوضع كفه بين كتفی حتی وجدت برد أنامله فی صدری، فتجلی لی ما بين السماء والأرض، قال :قلت :نعم يا رب يختصمون فی الكفارات والدرجات قال :فأما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس روایت میں ’’اتـانـی ‘‘اور’’الـلـیلۃ‘‘ دونوں الفاظ اور خود اس روایت کا مضمون خواب پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۲۱)...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرح کی حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، اور اس میں ’’أَتَـانِیْ اللَّیْلَةَ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ‘‘ کے الفاظ ہیں۔ [۱]

اس روایت میں بھی ’’اتانی اللیلۃ ‘‘کے الفاظ، خواب پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۲۲)...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرح کی حدیث حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، اور اس میں ’’رَأَیْـتُ رَبِّیْ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ‘‘ کے الفاظ ہیں اور باقی مضمون گذشتہ احادیث کی طرح کا ہی ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الدرجات فإطعام الطعام، وبذل السلام، وقيام بالليل والناس نيام، وأما الكفارات فمشى علـى الأقـدام إلـى الـجماعات، وإسباغ الوضوء فى الكراهيات، وجلوس فى المساجد خلف الصلوات ، قال :ثم قال لى :يا محمد، قل نسمع وسل تعطه ، قال :قل :اللهم إنى أسـألک فعل الخيرات، وترک المنكرات، وحب المساكين، وأن تغفر لى وترحمنى، وإذا أردت فى قوم فتنة فتوفنى إليک وأنا غير مفتون، اللهم إنى أسألک حبک، وحب من يحبک، وحب عمل يبلغنى حبک (الدعاء للطبرانى، رقم الحديث ۱۴۱۷)

[۱] عـن عبيـد الـلـه، عـن أبـى المليح، عن عمران بن حصين، عن النبى صلى الله عليه وسـلم قال :أتـانـى الـليـلة ربى عز وجل فى أحسن صورة (رؤية الـلـه،لـلدارقطنى، رقم الحديث ۲۵۱)

[۲] حـدثنا جعفر بن محمد بن مالک الفزارى الكوفى، ثنا عباد بن يعقوب الأسدى، ثنا عبد الله بن إبراهيم بن الحسين بن على بن الحسن، عن أبيه، عن جده، عن عبيد الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یہ روایت بھی ''رؤیتِ منامی'' پر محمول ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور مذکورہ احادیث میں سے بعض احادیث کی سندوں پر محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن بعض احادیث سند کے لحاظ سے صحیح یا حسن درجہ میں داخل ہیں، اور یہ احادیث ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں، جس کی وجہ سے کئی ضعیف احادیث کا ضعف دور ہوجاتا ہے، اوروہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر سند کے لحاظ سے صحیح یا حسن درجہ میں داخل ہوجاتی ہیں، اور نیند وخواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا مسئلہ یقین کے درجہ تک ترقی کر جاتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بن أبي رافع، عن أبي رافع، قال :خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مشرق اللون، فعرف السرور في وجهه، فقال " :رأيت ربي في أحسن صورة، فقال لي :يا محمد، أتدري فيم يختصم الملأ الأعلى؟ فقلت :يا رب، في الكفارات، قال :وما الكفارات؟ قلت :إبلاغ الوضوء أماكنه على الكراهيات، والمشي على الأقدام إلى الصلوات، وانتظار الصلاة بعد الصلاة (المعجم الكبير للطبراني،رقم الحديث ۹۳۸)

[1] وذكر أَبُو بكر الأثرم فِي كتاب العلل :سألت أَحْمَد عن حديث عبد الرحمن بن عايش الذي روى عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :رأيت ربي فِي أحسن صورة "فقال :يضطرب فِي إسناده لأن معمرا روى عن أيوب، عن أَبِي قلابة، عن ابن عباس، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وروى معاذ بن هشام، عن أبيه، عن قتادة، عن أَبِي قلابة، عن خالد بن اللجلاج، عن ابن عباس، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه حَمَّاد بن سلمة، عن قتادة، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه يُوسُف بن عطية، عن قتادة، عن أنس ، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه عبد الرحمن بن زيد، عن جابر، عن خالد بن اللجلاج، عن عبد الرحمن بن عايش، سمعت النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه يزيد بن يزيد بن جابر، عن خالد بن اللجلاج، عن عبد الرحمن بن عايش، عن رجل من أصحاب النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ورواه يحيى بن أَبِي كثير، فقال :عن ابن عباس، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل، عن النبي، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأصل الحديث واحد، وقد اضطربوا فيه وظاهر هَذَا الكلام من أَحْمَد التوقف فِي طريقه لأجل الاختلاف فيه، ولكن ليس هَذَا الكلام مما يوجب تضعيف الحديث عَلَى طريقة الفقهاء (إبطال التأويلات لأخبار الصفات، للقاضى ابى يعلىٰ محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء ،رقم الحديث ۱۳۶)

(حديث) " رأيت ربي في المنام في أحسن صورة شابا موفرا رجلا في خضرة عليه نعلان من ذهب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مختلف احادیث میں نیند یا خواب کی وضاحت پائے جانے کی وجہ سے ظاہر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کی مذکورہ رؤیت زیارت خواب میں فرمائی ہے۔

اور یہ شبہ کرنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے، پھر خواب میں اللہ تعالیٰ کی کیسے زیارت ہوئی؟ کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں جو شکل والی نہیں ہوتیں، وہ خواب میں شکل کی صورت میں دکھائی دیا کرتی ہیں، اور خواب میں بہت سی ایسی چیزیں بھی متشکل ہوکر نظر آ جایا کرتی ہیں، جن کو بیداری اور جاگنے کی حالت میں دیکھنا عادتاً ممکن نہیں ہوتا۔

اور احادیث میں جو اللہ تعالیٰ کی ہتھیلی وغیرہ کا ذکر ہے، تو اس کی کھود کرید میں پڑنے کے بجائے، اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے، اور یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے، جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہے، جیسی اس کی ذات ہے، ویسا ہی اس کا ہاتھ ہے، پھر آخرت میں اہلِ جنت کے اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت بھی پوری طرح منکشف ہوجائے گی اور ہر طرح کے وساوس کا قلع قمع

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

على وجهه فراش من ذهب "(خط) من حديث أم الطفيل امرأة أبى وفيه نعيم بن حماد، وقال ابن عدى :يضع الحديث، ومروان بن عثمان وعمارة بن عامر مجهولان (تعقب) بأن عمارة ذكره البخارى فى الضعفاء ، وقال ابن حبان لم يسمع من أم الطفيل، وسماه الطبرانى، فقال :عمارة بن عامر بن حزم الأنصارى، ومروان روى له النسائى وضعفه أبو حاتم، وما وسم بكذب، فانتفت الجهالة عنهما، وأما نعيم فأحد الأئمة الأعلام روى له البخارى وأبو داود والترمذى وابن ماجه، ولم ينفرد بهذا بل تابعه جماعة، أخرج أحاديثهم الطبرانى فى السنة، وله شاهد عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس من طرق راوها الطبرانى أيضا (قلت) ورواه الترمذى وقال حسن غريب والله أعلم. وروى عن أبى زرعة الرازى أنه صححه، ورواه الطبرانى أيضا من حديث معاذ بن عفراء ومن حديث عائشة معلقا، والدارقطنى فى الأفراد من حديث أنس (قلت) وجاء من حديث جابر بن سمرة وأبى أمامة وعبد الرحمن بن عائش وعائذ الحضرمى وثوبان، أخرجها ابن أبى عاصم فى السنة، وقال البيهقى :روى من أوجه كلها ضعيفة ويكفى فى التعقيب على ابن الجوزى أنه هو نفسه ذكره فى الواهيات، وما كان من هذه الروايات غير مقيد بالمنام فينبغى أن يحمل عليه لتتفق الروايات ويزول الإشكال والله أعلم(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، ج ۱، ص ۱۴۵، تحت رقم الحديث ۳۱)

ہوجائے گا۔ ۱؎

اس سلسلہ میں محدثین واہلِ علم حضرات کے اقوال

متعدد جلیل القدر محدثین ومحققین اوراہلِ علم حضرات نے ان روایات کوکہ جن میں نینداور خواب کاذکرنہیں، نینداورخواب یعنی''رؤیتِ منامی'' پرہی محمول کیاہے۔

۱؎ عن معاذ(قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-(رأيت ربى عز وجل فى أحسن صورة) : الظاهر أن هذا الحديث مستند إلى رؤيا رآها رسول الله -صلى الله عليه وسلم -، فإنه روى الطبرانى بإسناده، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل، قال :احتبس علينا رسول الله - صلى الله عليه وسلم -صلاة الغدوة، حتى كادت الشمس تطلع، فلما صلى الغدوة قال :(إنى صليت الليلة ما قضى ربى ووضعت جنبى فى المسجد فأتانى ربى فى أحسن صورة) ، وعلى هذا لم يكن فيه إشكال إذ الرائى قد يرى غير المتشكل متشكلا، والمتشكل بغير شكله، ثم لم يعد ذلک بخلل فى الرؤيا ولا فى خلد الرائى، بل له أسباب أخر تذكر فى علم المنام، أى :التعبير، ولولا تلک الأسباب لما افتقرت رؤيا الأنبياء عليهم السلام إلى تعبير، وإن كان فى اليقظة وعليه ظاهر ما روى أحمد بن حنبل، فإنه فيه :(فنعست فى صلاتى حتى استيقظت فإذا أنا بربى عز وجل فى أحسن صورة) ، الحديث، فذهب السلف فى أمثال هذا الحديث إذا صح أن يؤمن بظاهره، ولا يفسر بما يفسر به صفات الخلق، بل ينفى عنه الكيفية ويوكل علم باطنه إلى الله تعالى، فإنه يرى رسوله ما يشاء من وراء أستار الغيب مما لا سبيل لعقولنا إلى إدراكه، لكن ترک التأويل فى هذا الزمان مظنة الفتنة فى عقائد الناس لفشو اعتقادات الضلال، وإن تأول بما يوافق الشرع على وجه الاحتمال لا القطع حتى لا يحمل على ما لا يجوز شرعا فله وجه، فقوله :فى أحسن صورة يحتمل أن يكون معناه :رأيت ربى حال كونى فى أحسن صورة وصفة من غاية إنعامه ولطفه على، أو حال كون الرب فى أحسن صورة، وصورة الشىء ما يتميز به عن غيره، سواء كان عين ذاته أو جزئه المميز له عن غيره أو صفته المميزة، وكما يطلق ذلک فى الجثة يطلق فى المعانى يقال :صورة المسألة كذا، وصورة الحال كذا، فصورته تعالى -والله أعلم -ذاته المخصوصة المنزهة عن مماثلة ما عداه من الأشياء البالغة إلى أقصى مراتب الكمال، أو صفته المخصوصة به، أى :كان ربى أحسن إكراما ولطفا من وقت آخر كذا نقله الطيبى والتوربشتى، وقال ابن حجر :والظاهر أن رواية :حتى استيقظت تصحيف فإن المحفوظ من رواية أحمد والترمذى كما سيذكره المصنف حتى استثقلت اهـ.

ويؤيده أن تلک الرواية أصح من هذه قال بعضهم :ويحتمل أن يكون معنى رأيت :علمته وعرفته فى أحسن صورة، وسمعت شيخنا الشيخ عطية السلمى ناقلا عن شيخه أبى الحسن البكرى أن لله تعالى تجليات صورية مع تنزه ذاته الأحدية عن المثلية، وكذا يندفع كثير من المتشابهات القرآنية والحديثية، والله أعلم (مرقاة المفاتيح، ج٢،ص٢٠٨،باب المساجد ومواضع الصلاة)

اور سند کے اعتبار سے بھی راجح یہی ہے کہ جن روایات میں مطلق رؤیت کا ذکر ہے، نیند وغیرہ کی قید مذکور نہیں، وہ روایات مختصر ہیں، اور مکمل روایات وہی ہیں، جن میں نینداور خواب کے اندر رؤیت کا ذکر ہے، جس سے کئی قسم کے اشکالات رفع ہوجاتے ہیں، اور یہ سب روایات متفق ہوجاتی ہیں۔

چنانچہ علامہ ''ابنِ عراق کنانی'' فرماتے ہیں کہ:

وَمَا كَانَ مِنُ هٰذِهِ الرَّوَايَاتِ غَيُرُ مُقَيّدٍ بِالُمَنَامِ فَيَنُبَغِىُ أَنُ يُّحُمَلَ عَلَيُهِ لَتُتَّفَقُ الرَّوَايَاتُ وَيَزُوُلُ الْإِشُكَالُ (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة لابن عراق الكنانى، تحت رقم الحديث ۳۱)

ترجمہ: اور وہ روایات کہ جن میں نیند کی قید نہیں ہے، ان کو نیند پر محمول کرنا مناسب ہے، تاکہ تمام روایات متفق ہوجائیں، اور اشکال زائل ہوجائے (تنزیہ الشریعہ)

اور ابو عمر قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قَوُلُهٗ فِىُ هٰذَا الُحَدِيُثِ رَأَيُتُ رَبِّىُ مَعُنَاهُ عِنُدَ أَهُلِ الُعِلُمِ فِىُ مَنَامِهٖ

(التمهيد لما فى الموطأ من المعانى والأسانيد، لابن عبد البر القرطبى، ج۲۴ ص۳۲۵، باب بلاغات مالک ومرسلاته، الحديث الثلاثون)

ترجمہ: اس حدیث میں یہ الفاظ کہ ''میں نے اپنے رب کو دیکھا'' اس کے معنیٰ اہلِ علم کے نزدیک یہ ہیں کہ خواب میں دیکھا (التمہید)

اور ابو اسحاق حلبی شافعی فرماتے ہیں کہ:

هٰذَا الُحَدِيُثُ مِنُ عِدَّةِ طُرُقٍ وَأَلُفَاظٍ، وَمِنُ رَوَايَةِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَأَكُثَرُهَا مُصَرِّحٍ بِأَنُ ذٰلِكَ كَانَ فِى الُمَنَامِ، وَفِىُ بَعُضِهَا أَنَّهٗ كَانَ فِى الْإِسُرَاءِ ، وَفِىُ بَعُضِهَا "تَرَاءِىُ لِىُ رَبِّىُ تَعَالٰى بِأَحُسَنِ

صُوْرَةٍ "وَفِیْ بَعْضِهَا "تَجَلّٰی لِیْ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ"، وَقَالَ عَمَادُ الدِّیْنُ بْنُ كَثِیْرٍ فِیْ تَفْسِیْرِهٖ بَعْدَ أَنْ سَاقَهٗ بِنَحْوِهٖ مِنْ مُّسْنَدِ أَحْمَدٍ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاذٍ "وَهُوَ حَدِیْثُ الْمَنَامِ الْمَشْهُوْرِ، وَمَنْ جَعَلَهٗ یَقِظَةً فَقَطُ غَلِطَ " (عجالة الإملاء المتيسرة ،لإبى إسحاق ابراهيم بن محمد الحلبى القبيباتى الشافعيّ الناجى، ج ١ ،ص ٤٥٩، كتاب الصلاة)

ترجمہ: یہ حدیث مختلف سندوں اور الفاظوں، اور صحابۂ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے، جن میں سے اکثر میں اس بات کی صراحت ہے کہ یہ رؤیت خواب میں ہوئی، اور بعض میں یہ ہے کہ معراج کی رات میں ہوئی، اور بعض میں یہ الفاظ ہیں کہ "مجھے میرا رب تعالیٰ خوبصورت شکل میں دکھائی دیا" اور بعض میں یہ الفاظ ہیں کہ "میرے لئے خوبصورت شکل میں تجلّی فرمائی، اور عماد الدین بن کثیر نے اپنی تفسیر میں مسند احمد کی، حضرت معاذ بن جبل کی حدیث کی طرح کی روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ "یہ مشہور خواب کی حدیث ہے، اور جس نے اس کو بیداری کی حالت قرار دیا ہے، اس نے غلطی کی ہے (عجالۃ الاملاء)

اس سے معلوم ہوا کہ معتبر و مستند احادیث کا مضمون اس رؤیت کے "رؤیتِ منامی" ہونے پر دلالت کرتا ہے، اور ان کو بیداری کی حالت پر منطبق کرنا درست نہیں، جبکہ یہ بات واضح ہے کہ معراج "حالتِ بیداری" میں ہوئی، اور معراج کا واقعہ ان روایات کے مضمون سے مختلف واقعہ ہے۔

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَیْتُ رَبِّیَ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ : اَلظَّاهِرُ أَنَّ هٰذَا الْحَدِیْثَ مُسْتَنِدٌ إِلٰی رُؤْیَا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (مرقاة المفاتيح، ج ٢، ص ٦٠٨، باب المساجد ومواضع الصلاة)

ترجمہ: ’’میں نے اپنے رب عزّ وجل کو بہترین صورت میں دیکھا‘‘ ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھے ہوئے خوابوں سے متعلق ہے (مرقاۃ)

اورامام ابو بکرمحمد بن حسن اصبہانی فرماتے ہیں کہ:

وَقَدْ ذُكِرَ فِيْ حَدِيْثِ أُمِّ الطُّفَيْلِ حَدِيْثُ الْمَنَام نَصًّا وَفِيْ بَعْضِ أَحَادِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ وَإِذَا كَانَ كَذٰلِكَ مَنْصُوْصًا فَقَدْ زَالَ الشَّكُّ فِيْهِ وَإِن لَّمْ يَكُنْ مَنْصُوْصًا فَإِنَّ الْأَمْرَ فِيْهِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى ذٰلِكَ وَهُوَ أَنَّ الْجَمِيْعَ مِنْ مُّثْبَتِي الرُّؤْيَة وَنفَاتِهَا قَدْ قَالُوْا بِجَوَاز رُؤْيَةِ اللّٰه عَزَّ وَجَلَّ فِي الْمَنَامِ (مشكل الحديث وبيانه ،ص ۷۲،۷۳، باب ذكر خبر مما يقتضي التأويل ويوهم ظاهره التشبيه، فصل آخر، لابى بكرمحمد بن الحسن الأصبهانى،المتوفى ۴۰۶ هـ)

ترجمہ: اورامِ طفیل رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نیند کی صراحت پائی جاتی ہے، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی بعض احادیث میں بھی نیند کی صراحت پائی جاتی ہے، اور جب اس طرح سے نیند کی صراحت پائی جاتی ہے، تو اس میں شک کی گنجائش نہیں، اور اگر نیند کی صراحت نہ ہو، تو بھی اسی (نیند کی حالت) پر محمول کیا جائے گا، اور وہ تمام حضرات کہ جو رؤیت کو ثابت اور وہ جو اس کی نفی کرتے ہیں، یہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ عز وجل کی خواب میں رؤیت ممکن ہے (مشکل الحدیث)

مطلب یہ ہے کہ جن روایات میں نینداور خواب کی صراحت نہیں، وہ بھی نینداور خواب پر ہی محمول ہیں، اور جو حضرات (مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) رؤیت کے منکر ہیں، وہ بھی ’’رؤیتِ منامی‘‘ کے وجود وامکان کے منکر نہیں۔

اورعلامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ :مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهُ، فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنَّهُ رَأٰى جِبْرِيْلَ مَرَّتَيْنِ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَخَلْقِهٖ سَادّاً مَا بَيْنَ الْأُفُقِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الإِسْنَادِ.

وَلَمْ يَأْتِنَا نَصٌّ جَلِيٌّ بِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى اللّٰهَ تَعَالٰى بِعَيْنَيْهِ، وَهٰذِهِ الْمَسْأَلَةُ مِمَّا يَسَعُ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ فِيْ دِيْنِهٖ السُّكُوْتُ عَنْهَا.

فَأَمَّا رُؤْيَةُ الْمَنَامِ :فَجَاءَتْ مِنْ وُجُوْهٍ مُتَعَدِّدَةٍ مُسْتَفِيْضَةٍ.

وَأَمَّا رُؤْيَةُ اللّٰهِ عِيَاناً فِي الآخِرَةِ : فَأَمْرٌ مُتَيَقَّنٌ، تَوَاتَرَتْ بِهِ النُّصُوْصُ، جَمَعَ أَحَادِيْثَهَا : الدَّارَقُطْنِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ، وَغَيْرُهُمَا (سير اعلام النبلاء، ج۲ص ۱۶۶، ۱۶۷، تحت ترجمة عائشة بنت ابی بكر الصديق)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ پر بڑا جھوٹ باندھتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت جبریل کو اپنی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے، جن کے جسم نے اُفق کے درمیان پوری جگہ کو گھیر رکھا تھا، یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

اور ہمارے پاس کوئی واضح نص ایسی نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا (یعنی رؤیتِ بصری وعینی کی) ہو، اور یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے کہ مسلمان کو اپنے دین میں اس سے سکوت مناسب ہے۔

جہاں تک نینداور خواب میں دیکھنے (یعنی رؤیتِ منامی) کا تعلق ہے، تو اس کا ذکر

مختلف مشہور طریقوں سے آیا ہے۔

اور اللہ کو آخرت میں آنکھوں سے دیکھنا یقینی چیز ہے، جس کے بارے میں نصوص متواتر ہیں، اس طرح کی احادیث کو دار قطنی و بیہقی وغیرہ نے جمع کیا ہے (سیر اعلام النبلاء)

اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَبَعُضُ مَنُ يَّقُوُل : إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهٗ لَيُلَةَ الُمِعُرَاجِ يَحُتَجُّ بِظَاهِرِ الحَدِيُثِ.

وَالَّذِيُ دَلَّ عَلَيُهِ الدَّلِيُلُ عَدَمُ الرُّؤُيَةِ مَعَ إِمُكَانِهَا، فَنَقِفُ عَنُ هٰذِهِ الُمَسُأَلَةِ، فَإِنَّ مِنُ حُسُنِ إِسُلاَمِ الُمَرُءِ تَرُكُهٗ مَا لاَ يَعُنِيُهِ، فَإِثُبَاتُ ذٰلِکَ أَوُ نَفُيُهٗ صَعُبٌ، وَالوُقُوُفُ سَبِيُلُ السَّلاَمَةِ -وَاللّٰهُ أَعُلَمُ .-

وَإِذَا ثَبَتَ شَيُءٌ، قُلُنَا بِهٖ، وَلاَ نُعَنِّفُ مَنُ أَثُبَتَ الرُّؤُيَةَ لِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنُيَا، وَلاَ مَنُ نَفَاهَا، بَلُ نَقُوُلُ :اَللّٰهُ وَرَسُوُلُهٗ أَعُلَمُ، بَلٰى نُعَنِّفُ وَنُبَدِّعُ مَنُ أَنُكَرَ الرُّؤُيَةَ فِي الآخِرَةِ، إِذُ رُؤُيَةُ اللّٰهِ فِي الآخِرَةِ ثَبَتَ بِنُصُوُصٍ مُتَوَافِرَةٍ (سیر اعلام النبلاء، ج۱۰ ص ۱۱۴، تحت ترجمة شاذان أسود بن عامر الشامی)

ترجمہ: اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو معراج کی رات میں دیکھا ہے، حدیث کے ظاہر سے دلیل پکڑتے ہوئے (جس میں مطلق رؤیت کا ذکر ہے، معراج کی رات یا آنکھوں سے رؤیت کا ذکر نہیں) اور جس بات پر دلیل دلالت کرتی ہے، وہ (معراج کی رات میں) نہ دیکھنا ہے، باوجودیکہ اس کا امکان ہے، بس ہم اس مسئلہ میں توقف اور سکوت رکھتے ہیں، اور بے شک آدمی کے اسلام کا حسن لایعنی چیزوں کو ترک کردینا ہے، پس اس کے

ثابت کرنے یا اس کے نفی کرنے کے درپے ہونا تکلف ہے، اور توقف اور سکوت سلامتی کا راستہ ہے، واللہ اعلم۔

اور جب کوئی چیز ثابت ہوگی، تو ہم اس کو اختیار کریں گے، اور جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا میں رؤیت کو ثابت کرتا ہے، ہم اس پر تشدد نہیں کریں گے، اور نہ اس پر جو اس کی نفی کرتا ہے، بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، البتہ ہم اس شخص پر تشدد کریں گے اور اس پر بدعتی ہونے کا حکم لگائیں گے، جو آخرت میں رؤیت کا انکار کرے گا، اس لئے کہ اللہ کی آخرت میں رؤیت بھرپور نصوص سے ثابت ہے (سیر اعلام النبلاء)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کرنے کی حدیث مستفیض اور مشہور ہے، اور مومنوں کے آخرت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کا مسئلہ بھی یقینی ہے۔

جہاں تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی آنکھوں سے دنیا اور بطور خاص معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ورؤیت کرنے کا مسئلہ ہے، تو اس بارے میں کوئی صریح نص نہیں ہے، اس لئے اس میں سکوت مناسب ہے۔

پس جو حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی آنکھوں سے دنیا اور بطور خاص معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کا یکطرفہ حکم لگاتے ہیں، ان کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَلَـمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمَ إِيْمَانًا مِنْ غَيْرِهٖ رَآهُ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، وَهِيَ رُؤْيَةُ مَنَامٍ بِالْمَدِيْنَةِ، كَمَا نَطَقَتْ بِذٰلِكَ الْأَحَادِيْثُ الْمَأْثُوْرَةُ عَنْه، وَأَمَّا لَيْلَةُ الْمِعْرَاجِ فَلَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الْمَعْرُوْفَةِ أَنَّهٗ رَآهُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ، لٰكِنْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ

حَدِيْثٌ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ، رَوَاهُ الْخَلَّالُ مِنْ طَرِيْقِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، وَذَكَرَهُ الْقَاضِيْ أَبُوْ يَعْلٰى فِيْ " إِبْطَالِ التَّأْوِيْلِ " ، وَالَّذِيْ نَصَّ عَلَيْهِ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي الرُّؤْيَةِ هُوَ مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَمَا قَالَهُ أَصْحَابُهُ، فَتَارَةً يَقُوْل: رَآهُ بِفُؤَادِهٖ مُتَّبِعًا لِأَبِيْ ذَرٍّ ، فَإِنَّهُ رَوٰى بِإِسْنَادِهٖ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهُ بِفُؤَادِهٖ.

وَقَدْ ثَبَتَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ : أَنَّ أَبَا ذَرٍّ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ فَقَالَ : نُوْرٌ أَنّٰى أَرَاهُ ، وَلَمْ يُنْقَلْ هٰذَا السُّؤَالُ عَنْ غَيْرِ أَبِي ذَرٍّ . وَأَمَّا مَا يَذْكُرُهُ بَعْضُ الْعَامَّةِ مِنْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : نَعَمْ رَأَيْتُهُ "، وَأَنَّ عَائِشَةَ سَأَلَتْهُ، فَقَالَ " :لَمْ أَرَهُ "فَهُوَ كَذِبٌ، لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَلَا يُجِيْبُ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَاحِدَةٍ بِالنَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ مُطْلَقًا، فَهُوَ مُنَزَّهٌ عَنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ أَبُوْ ذَرٍّ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهٖ اِتَّبَعَهُ أَحْمَدُ، مَعَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيْحِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: رَآهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ .

وَتَارَةً يَقُوْلُ أَحْمَد: رَآهُ .فَيُطْلِقُ اللَّفْظَ وَلَا يُقَيِّدُهُ بِعَيْنٍ وَلَا قَلْبٍ اِتِّبَاعًا لِلْحَدِيْثِ، وَتَارَةً يَسْتَحْسِنُ قَوْلَ مَنْ يَقُوْل : رَآه، وَلَا يَقُوْلُ بِعَيْنٍ وَلَا قَلْبٍ ، وَلَمْ يَنْقُلْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ أَحْمَدَ الَّذِيْنَ بَاشَرُوْهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ : رَآهُ بِعَيْنِهٖ، وَقَدْ ذَكَرَ مَا نَقَلُوْهُ عَنْ أَحْمَدَ الْخَلَّالِ فِيْ كِتَابِ "السُّنَّةِ "وَغَيْرِهٖ. وَكَذٰلِكَ لَمْ يَنْقُلْ أَحَدٌ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَال : رَآهُ بِعَيْنِهٖ "، بَلِ الثَّابِتُ عَنْهُ إِمَّا الْإِطْلَاقُ،

وَإِمَّا التَّقْيِيْدُ بِالْفُؤَادِ.

وَقَدْ ذَكَرَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِ أَحْمَدَ، كَالْقَاضِيْ أَبِيْ يَعْلٰى وَمَنِ اتَّبَعَهُ عَنْ أَحْمَدَ ثَلَاثَ رِوَايَاتٍ فِيْ رُؤْيَتِهٖ تَعَالٰى : إِحْدَاهَا: أَنَّهُ رَآهُ بِعَيْنِهٖ، وَاخْتَارُوْا ذٰلِك ، وَكَذٰلِكَ اِخْتَارَهُ الْأَشْعَرِيُّ وَطَائِفَةٌ .وَلَمْ يَنْقُلْ هَؤُلَاءِ عَنْ أَحْمَدَ لَفْظًا صَرِيْحًا بِذٰلِكَ، وَلَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَلٰكِنَّ الْمَنْقُوْلَ الثَّابِتَ عَنْ أَحْمَدَ مِنْ جِنْسِ النُّقُوْلِ الثَّابِتَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : إِمَّا تَقْيِيْدُ الرُّؤْيَةِ بِالْقَلْبِ، وَإِمَّا إِطْلَاقُهَا، وَأَمَّا تَقْيِيْدُهَا بِالْعَيْنِ فَلَمْ يَثْبُتْ لَا عَنْ أَحْمَدَ وَلَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

وَأَمَّا مَنْ سِوَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ ذَكَرَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ اِتِّفَاقَ السَّلَفِ عَلٰى أَنَّهُ لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ بِعَيْنِهٖ، وَقَدْ ثَبَتَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَنْ يَرٰى رَبَّهُ حَتّٰى يَمُوْتَ، وَهَذَا لِبَسْطِهٖ مَوْضِعٌ آخَرُ.

وَإِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ هُنَا أَنَّ كَثِيْرًا مِّنَ السَّالِكِيْنَ يَرِدُ عَلَيْهِ مِنَ الْأَحْوَالِ مَا يَصْطَلِمُهُ ، حَتّٰى يَظُنَّ أَنَّهُ هُوَ الْحَقُّ، وَأَنَّ الْحَقَّ فِيهِ، أَوْ أَنَّ الْحَقَّ يَتَكَلَّمُ عَلٰى لِسَانِهٖ، أَوْ أَنَّهُ يَرَى الْحَقَّ، أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا يَكُوْنُ الَّذِى يُشَاهِدُوْنَهُ وَيُخَاطِبُوْنَهُ هُوَ الشَّيْطَانُ، وَفِيْهِمْ مَنْ يَرٰى عَرْشًا عَلَيْهِ نُوْرٌ، وَيَرَى الْمَلَائِكَةَ حَوْلَ الْعَرْشِ، وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ الشَّيْطَانُ، وَتِلْكَ الشَّيَاطِيْنُ حَوْلَهُ، وَقَدْ جَرٰى هٰذَا لِغَيْرِ وَاحِدٍ (منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة القدرية. لابن تيمية ،ج۵،ص ۳۸۴، الیٰ ۳۸۸، الكلام على رؤية الله تعالى)

ترجمہ: اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان دوسروں کے مقابلہ میں سب سے عظیم تر تھا، تو آپ نے رب تعالیٰ کو سب سے بہتر شکل میں دیکھا، لیکن یہ رؤیت مدینہ

منورہ میں نیند (اور خواب) میں واقع ہوئی، جیسا کہ اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول احادیث میں صراحت ہے، جہاں تک معراج کی رات کا تعلق ہے، تو معروف احادیث میں سے کسی حدیث میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو معراج کی رات میں دیکھا ہے، البتہ اس بارے میں ایک موضوع و من گھڑت حدیث ہے، جس کے موضوع و منگھڑت ہونے پر حدیث کے اہلِ علم کا اتفاق ہے، اور اس کو خلال نے ابو عبید کے طریق سے روایت کیا ہے، اور اس کو قاضی ابو یعلیٰ نے ''ابطال التاویل'' میں ذکر کیا ہے۔ [1]

اور امام احمد نے اس رؤیت کے بارے میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے منقول ہے، کبھی یہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل سے دیکھا ہے، ابوذر کی اتباع کرتے ہوئے، کیونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔

اور صحیح مسلم میں یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نور تھا، میں اس کو کیسے دیکھ لیتا؟ اور یہ سوال حضرت ابوذر کے علاوہ کسی اور سے منقول نہیں، اور بعض عام لوگ یہ بات جو ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سوال کیا تو فرمایا کہ میں نے رب تعالیٰ کو نہیں دیکھا، تو یہ بات

---

[1] ملحوظ رہے کہ اس سلسلہ میں ہم یہ بات پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ قاضی ابو یعلیٰ کی ''ابطال التاویل'' میں تو اس روایت کو خلال کی سنن کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، مگر خود خلال کی کتاب السنۃ بلکہ دوسری کتب میں بھی ہمیں اس روایت کا ذکر نہیں ملا، اور اصل نقل میں تعارض کے وقت اصل کو ترجیح ہوا کرتی ہے، لہٰذا ابوبکر خلال کی طرف اس کی نسبت محلِ نظر ہے، اور جب تک سند سے کوئی روایت ثابت نہ ہو، اس کا ثبوت مشکل ہے، البتہ تاریخ بغداد میں اس کا ذکر طبرانی کی سند سے ملا ہے، جس پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔ محمد رضوان۔

جھوٹ ہے، جس کو اہلِ علم میں سے کسی نے روایت نہیں کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسئلہ کے بارے میں مطلق نفی اور مطلق اثبات کا جواب ہرگز نہیں دے سکتے، جس سے آپ پاک ہیں، پس جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ دوسروں کے مقابلہ میں اس مسئلہ کو زیادہ جانتے تھے، تو امام احمد نے ان کی اتباع کی، باوجویکہ صحیح سند سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی دومرتبہ قلب سے زیارت کی ہے۔

اور بعض اوقات امام احمد نے یہ فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے، اور آپ نے الفاظ عام بولے، نہ تو آنکھ سے دیکھنے کی قید لگائی، اور نہ دل سے دیکھنے کی قید لگائی، حدیث کی اتباع کرتے ہوئے۔

اور بعض اوقات امام احمد اس کے قول کی تحسین کرتے ہیں، جو یہ کہتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، اور وہ آنکھ اور دل سے دیکھنے کی قید نہیں لگاتا، اور امام احمد کے ساتھیوں میں سے کسی سے بھی جنہوں نے امام احمد کی صحبت اختیار کی، یہ منقول نہیں کہ امام احمد نے یہ فرمایا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے، اور جنہوں نے امام احمد سے نقل کیا ہے اس کو خلال نے ''کتاب السنۃ'' وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔

اور اسی طرح حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ کسی نے بھی یہ نقل نہیں کیا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے، بلکہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یا تو مطلق دیکھنا منقول ہے، یا دل سے دیکھنے کی قید کے ساتھ منقول ہے۔

اور امام احمد کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے جیسا کہ قاضی ابویعلیٰ اور ان کے متبعین نے امام احمد سے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے بارے میں تین روایات ذکر

کی ہیں، ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا، جس کو انہوں نے اختیار کیا، اور اسی طریقہ سے اشعری اور ایک جماعت نے اختیار کیا، حالانکہ ان حضرات نے امام احمد سے اس کے متعلق کوئی صریح لفظ ذکر نہیں کیا، اور نہ ہی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، بلکہ امام احمد سے جو صحیح سند کے ساتھ منقول ہے، وہ اسی طرح کی بات منقول ہے، جو حضرت ابنِ عباس سے منقول ہے، یعنی یا تو دل کے ساتھ دیکھنا یا مطلق دیکھنا، اور جہاں تک آنکھ سے دیکھنے کی قید کا تعلق ہے، تو وہ نہ امام احمد سے ثابت ہے، اور نہ حضرت ابنِ عباس سے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے کے متعلق امام احمد نے سلف کا اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ کسی نے بھی اللہ کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا، اور صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم یہ بات جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی ہرگز اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتا، اور اس کی تفصیل دوسرے موقع پر بیان کی گئی ہے۔

اور یہاں تو مقصود یہ ہے کہ بہت سے سالکین کو اس طرح کے احوال پیش آتے ہیں، جو ان کو جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ حق ہے، اور حق اسی میں ہے، یا وہ حق بات کا اپنی زبان سے کلام کرتے ہیں، یا وہ حق دیکھتے ہیں وغیرہ، حالانکہ جس کا وہ مشاہدہ کرتے ہیں، اور جس سے وہ خطاب کرتے ہیں، وہ شیطان ہوتا ہے، اور بعض سالکین عرش اور اس پر نور کو دیکھتے ہیں، یا عرش کے اردگرد فرشتوں کو دیکھتے ہیں، حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے، اور اس کے اردگرد بھی شیاطین ہوتے ہیں، اور یہ بہت سے سالکین کو پیش آتا ہے (منہاج السنۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کی حدیث تو صحیح ہے، لیکن معراج کی رات میں آنکھوں سے زیارت کرنے یا کسی اور موقع پر اللہ کی آنکھوں

سے زیارت کرنے کا مستند ثبوت نہیں اور امام احمد سے بھی مستند طریقہ پر اس کا ثبوت نہیں، اور مطلق رؤیت منام یا قلب کے ساتھ رؤیت پر محمول ہے۔

اور علامہ ابنِ تیمیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ اَلْإِسْرَاءُ وَإِنْ كَانَ حَقًّا وَرُؤْيَةُ مُحَمَّدٍ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ تْ بِهَا آثَارٌ ثَابِتَةٌ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَآهُ بِالْمَدِيْنَةِ فِى الْمَنَامِ لٰكِنْ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ الْمَذْكُوْرِ فِيْ لَيْلَةِ الْإِسْرَاءِ مِنَ الْمُوْضُوْعَاتِ الْمَكْذُوْبَاتِ كَمَا سَيَأْتِيْ بَيَانُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقُلْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ أُسْرِيَ بِيْ رَأَيْتُ رَبِّيْ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى وَإِنَّمَا ذَكَرَ أَنَّ رَبَّهٗ أَتَاهُ فِى الْمَنَامِ وَقَالَ لَهٗ هٰذَا وَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ مَنَامِهٖ وَلِهٰذَا لَمْ يَحْتَجَّ أَحَدٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْحَدِيْثِ بِهٰذَا بَلْ رَوَوْهُ لِلِاحْتِجَاجِ وَلَمْ يُثْبِتْهُ أَحَدٌ فِى الْأَحَادِيْثِ الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ كَمَا بَيَّنَّاهُ فَتَبَيَّنَ أَنَّ الْقَاضِيْ لَيْسَ مَعَهٗ مَا اعْتَمَدَ عَلَيْهِ فِيْ رَوَايَةِ الْيَقْظَةِ إِلَّا قَوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَآيَةُ النَّجْمِ (بيان تلبيس الجهمية فى تأسيس بدعهم الكلامية لابنِ تيمية، ج۷ص ۲۸۶، ۲۸۹، ، مناقشة الاقوال فى الرؤية)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ معراج کا واقعہ اگر چہ برحق ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے بارے میں بھی آثار ثابت ہیں، اور یہ (رؤیت الٰہی سے متعلق) حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو مدینہ منورہ میں خواب میں دیکھا، لیکن یہ حدیث مذکورہ لفظ کے ساتھ معراج کی رات کے بارے میں گھڑی ہوئی اور جھوٹی حدیثوں میں سے

ہے، جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آئے گا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا، پھر یہ فرمایا کہ فرشتوں کی جماعت اس چیز میں بحث کر رہی ہے، بلکہ یہ ذکر فرمایا کہ آپ کا رب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں آیا، اور یہ فرمایا کہ مدینہ میں خواب میں آپ کے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ مبارک رکھا، اور اسی وجہ سے حدیث کے اہلِ علم حضرات میں سے کسی نے بھی اس سے دلیل نہیں پکڑی، بلکہ خود اس روایت کو دلیل پکڑنے کے لئے روایت کیا ہے، اور کسی نے بھی اہلِ علم کے نزدیک مشہور احادیث میں اس کو ثابت نہیں مانا، جیسا کہ ہم نے بیان کیا، پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قاضی کے پاس کوئی ایسی بیداری سے متعلق قابلِ اعتماد روایت نہیں ہے، سوائے ابنِ عباس کے قول اور سورہ نجم کی آیت کے (تلبیس الجہمیۃ)

معلوم ہوا کہ لیلۃ الاسراء میں رؤیتِ باری تعالیٰ سے متعلق کوئی مستند حدیث نہیں اور قاضی ابویعلیٰ نے بحالتِ بیداری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رؤیتِ باری تعالیٰ پر کوئی مستند مرفوع حدیث و روایت پیش نہیں فرمائی، البتہ حضرت ابنِ عباس سے سورہ نجم کی آیت میں رؤیت کا ثبوت مروی ہے، مگر وہ بھی قلبی رؤیت کے ساتھ مقید ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

اور ابوالحسن عبید اللہ مبارک پوری فرماتے ہیں کہ:

(رَأَیْتُ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَۃٍ) اَلصَّوَابُ أَنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثُ مُسْتَنَدٌ إِلٰی رُؤْیَا رَآھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، یَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ التِّرْمَذِیْ فَفِیْہِ: أَتَانِیَ اللَّیْلَۃَ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ أَحْسَنِ صُوْرَۃٍ ، قَالَ أَحْسِبُہٗ قَالَ :فِی الْمَنَامِ، وَیَدُلُّ عَلٰی ذٰلِکَ أَیْضاً حَدِیْثُ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ اَلْآتِیْ فِی الْفَصْلِ

الثَّالِثِ فِإِنَّ فِيْهِ : فَنَعِسْتُ فِيْ صَلاتِيْ حَتّٰى اِسْتَثْقَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّيْ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ .قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ كَثِيْرٍ بَعْدَ نَقْلِهٖ عَنْ مُسْنَدِ أَحْمَدٍ :وَهُوَ حَدِيْثُ الْمَنَامِ الْمَشْهُوْرِ، وَمَنْ جَعَلَهٗ يَقِظَةً غَلَطَ-اِنْتَهٰى. وَالرِّوَايَاتُ الَّتِيْ أُطْلِقَ فِيْهَا الرُّؤْيَةَ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى الْمُقَيَّدَةِ .وَإِلَيْهِ أَشَارَ الدَّارِمِيُّ حَيْثُ بَوَّبَ عَلٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِائِشٍ هٰذَا "بَابُ رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَعَالٰى فِي النَّوْمِ "وَعَلٰى هٰذَا فَلاَ إِشْكَالَ فِي الْحَدِيْثِ (مرعاۃ المفاتیح، ج۲ص ۴۳۴، کتاب الصلاۃ، باب المساجد ومواضع الصلاۃ، الفصل الثانی)

ترجمہ: ’’میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا‘‘ درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث ان خوابوں سے متعلق ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے، جس پر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ترمذی کی حدیث دلالت کرتی ہے، جس میں یہ ہے کہ ’’میرے پاس رات کو میرا رب تبارک وتعالیٰ بہترین صورت میں آیا‘‘ میرا گمان یہ ہے کہ نیند میں فرمایا، اوراس پر حضرت معاذ بن جبل کی تیسری فصل میں آنے والی حدیث بھی دلالت کرتی ہے، جس میں یہ ہے کہ ’’مجھے اپنی نماز میں اونگھ آئی، یہاں تک کہ مجھ پر بوجھ ہوگیا، تو میں نے دیکھا کہ میں اپنے رب کے سامنے ہوں، جو بہترین صورت میں ہے‘‘

حافظ ابنِ کثیر نے مسند احمد کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث خواب والی مشہور حدیث ہے، اور جس نے اس کو بیداری کی حالت میں قرار دیا، اس نے غلطی کی، حافظ ابنِ کثیر کی بات ختم ہوئی۔

اور جن روایات میں رؤیت مطلق پائی جاتی ہے، وہ مقید پر محمول ہے، اوراسی کی طرف دارمی نے اشارہ کیا ہے، اس طور پر کہ انہوں نے عبدالرحمان بن عائش کی

اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے کہ یہ باب اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنے کا ہے، اوراس پر حدیث میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا (مرعاۃ)

اور شرح سنن ابی داؤد للعباد میں ہے کہ:

اَلسُّؤَالُ: ......قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ رَبِّيْ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، هَلْ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ كَانَ فِي الْيَقِظَةِ؟

اَلْجَوَابُ: ...... هٰذَا الْحَدِيْثُ فِي الْمَنَامِ، وَأَمَّا الْيَقِظَةُ فَلَمْ يَرَ النَّبِيُّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ، وَفِيْ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ :هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ فَلَمْ يَقُلْ: نَعَمْ رَأَيْتُهُ، وَلَوْ حَصَلَتَ الرُّؤْيَةُ لَأَخْبَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ جَاءَ عَنْهُ مَا يَدُلُّ عَلٰى عَدَمِ الرُّؤْيَةِ، لِأَنَّهُ قَالَ: (رَأَيْتُ نُوْراً)، وَقَالَ: (نُوْرٌ أَنّٰى أَرَاهُ؟!) يَعْنِيْ :كَيْفَ أَرَاهُ وَقَدْ مَنَعَنِي النُّوْرُ مِنْ رُؤْيَتِهٖ، وَرُؤْيَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِدَّخَرَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ لِتَكُوْنَ أَكْمَلَ نَعِيْمٍ يَكُوْنُ لِأَهْلِ دَارَ النَّعِيْمِ، وَلَمْ يَشَأْ أَنْ يُّرٰى فِي الدُّنْيَا؛ لِأَنَّهُ لَوْ رُئِيَ فِي الدُّنْيَا لَصَارَ نَعِيْمُ الْآخِرَةِ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ الْآخِرَةِ، وَقَدْ جَاءَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّكُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوْتُوْا، فَاللّٰهُ شَاءَ أَلَّا يَرٰى فِي الدُّنْيَا؛ لِأَنَّ رُؤْيَةَ اللّٰهِ أَكْمَلُ نَعِيْمٍ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ حَصَلَتِ الرُّؤْيَةُ فِي الدُّنْيَا لَكَانَ نَعِيْمُ الْجَنَّةِ جَاءَ فِي الدُّنْيَا، وَلِهٰذَا لَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْكُسُوْفِ عُرِضَتْ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَمَدَّ يَدَهُ لِيَتَنَاوَلَ عُنْقُوْداً مِنَ الْعِنَبِ مِنَ الْعَنَاقِيْدِ الْمُتَدَلِّيَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَلَمْ يَأْخُذْ شَيْئاً، وَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: رَأَيْنَاكَ مَدَدْتَ يَدَكَ كَأَنَّكَ تَتَنَاوَلُ شَيْئاً -فَهُمْ رَأَوْا يَدَهُ مَمْدُوْدَةٌ إِلٰى

شَيْءٍ وَمَا رَأَوْا ذٰلِكَ الشَّيْءَ الْمَمْدُوْدَةِ إِلَيْهِ يَدَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ فَرَأَيْتُ عَنَاقِيْدَ مُتَدَلِّيَةٍ، فَمَدَدْتُ يَدِيْ لِآخُذَ عُنْقُوْداً، وَلَوْ أَخَذْتُ مِنْهُ لَأَكَلْتُمْ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا)، يَعْنِيْ : وَلَوْ أَخَذْتُ مِنْهُ عُنقُوْداً لَأَكَلْتُمْ مِنْ هٰذَا الْعُنْقُوْدِ إِلٰى نِهَايَةِ الدُّنْيَا، وَهٰذَا يُبَيِّنُ عَظْمُ نَعِيْمِ الْجَنَّةِ وَعَظْمُ شَأْنِهٖ، وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى شَاءَ أَلَّا يَأْتِيْ نَعِيْمَ الْجَنَّةِ فِي الدُّنْيَا؛ حَتّٰى يَتَمَيَّزَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْغَيْبِ وَمَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِالْغَيْبِ، فَالَّذِيْ يُؤْمِنُ بِالْغَيْبِ وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ يَجِدُهٗ فِي الْمُسْتَقْبَلِ، وَالَّذِيْ لَا يُؤْمِنُ إِلَّا بِالْمُشَاهَدَةِ وَالْمُعَايَنَةِ لَا يَجِدُهٗ، فَشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَلَّا يُشَاهَدَ نَعِيْمَ الْجَنَّةِ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَتَمَيَّزَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْغَيْبِ وَمَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِالْغَيْبِ (شرح سنن ابی داوٗد للعباد، جزء ۴۴۴، ص ۲۹ ،شرح حديث :رأيت ربی فی أحسن صورة)

ترجمہ: سوال:...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ''میں نے اپنے رب کو بہترین شکل میں دیکھا'' کیا یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ دیکھنا بیداری کی حالت میں ہوا تھا؟

جواب:...... یہ حدیث خواب کے بارے میں ہے، اور بیداری کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا، اور معراج کی رات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ ہاں میں نے دیکھا ہے۔ [1]

---

[1] ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ملا، مگر اس میں معراج کا ذکر نہیں، خواب کے علاوہ کسی اور موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کی کوئی معتبر و مستند دلیل نہیں پائی جاتی، جس پر اطمینان کیا جاسکے، اس لئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو خواب والی حدیث کی تشریح و توضیح قرار دینے کا احتمال بھی قوی معلوم ہوتا ہے۔ محمد رضوان۔

اور اگر دیکھا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ضرور خبر دیتے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات منقول ہے، وہ نہ دیکھنے پر دلالت کرتی ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نور دیکھا ہے، اور فرمایا کہ نور تھا، میں کیسے اس کو دیکھ لیتا، یعنی میں اللہ کو کیسے دیکھ لیتا، حالانکہ مجھے نور نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے سے روک دیا تھا، اور اللہ عزوجل نے اپنی رؤیت کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر کے رکھ دیا ہے، تاکہ کامل نعمت آخرت کے انعام کے مستحق لوگوں کے لئے ہو، اور دنیا میں اپنے آپ کو دکھانا نہیں چاہا، اس لئے کہ اگر دنیا میں دکھا دیا جاتا، تو آخرت کی عظیم نعمت دنیا ہی میں آخرت سے پہلے ہو جاتی، اور صحیح مسلم میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بے شک تم ہرگز بھی اپنے رب کو نہیں دیکھ سکو گے، یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ، پس اللہ کی یہ مشیّت ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو دنیا میں نہ دکھائے، کیونکہ اللہ کی رؤیت جنت کی نعمتوں میں سے سب سے کامل ترین نعمت ہے، اور اگر وہ رؤیت دنیا میں حاصل ہو جاتی، تو جنت کی عظیم نعمت دنیا میں حاصل ہو جاتی، اور اسی وجہ سے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سورج گرہن کی نماز پڑھائی، تو آپ پر جنت اور جہنم کو پیش کیا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا، تاکہ وہ انگور کے خوشوں میں سے ایک لٹکا ہوا خوشہ حاصل کر لیں، دراں حالیکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ اس سے کچھ حاصل نہیں کر پائے، اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے، تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو اپنا ہاتھ لمبا کرتے ہوئے دیکھا، گویا کہ آپ کوئی چیز حاصل کر رہے ہیں، پس صحابۂ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے دیکھا، لیکن انہوں نے اس چیز کو نہیں دیکھا، جس چیز کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنا ہاتھ بڑھایا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اوپر جنت کو پیش کیا گیا تھا، تو میں نے لٹکے ہوئے خوشے دیکھے تھے، پس میں نے ایک خوشہ حاصل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا، اور اگر میں اس سے لے لیتا، تب تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے، یعنی اگر میں اس میں سے خوشہ لے لیتا، تو تم اس خوشہ سے دنیا ختم ہونے تک کھاتے رہتے، تو اس واقعہ نے جنت کی عظیم نعمت اور اس کی عظمتِ شان کو بیان کردیا (اور جب ایک خوشہ کا یہ حال ہے، تو اللہ کی رؤیت تو عظیم ترین نعمت ہے) اور بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ جنت کی نعمت دنیا میں حاصل نہ ہو، یہاں تک کہ جو غیب پر ایمان رکھتا ہے، اور جو غیب پر ایمان نہیں رکھتا، ان دونوں کے درمیان امتیاز ہوجائے، پس جو غیب پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کی تصدیق کرتا ہے، تو وہ اس کو آخرت میں پالے گا، اور جو مشاہدہ اور معائنہ کئے بغیر ایمان نہیں رکھتا، وہ اس کو آخرت میں نہیں پائے گا، پس اللہ تعالیٰ کی یہ مشیّت ہوئی کہ جنت کی نعمت کا دنیا میں مشاہدہ نہ کرائے، یہاں تک کہ غیب پر ایمان لانے والوں اور غیب پر ایمان نہ لانے والوں میں امتیاز ہوجائے (شرح سنن ابی داؤد)

اور اسی کتاب میں ایک مقام پر ہے کہ:

أَمَّا بِالنِّسْبَةِ لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَقَدْ اُخْتُلِفَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ لِرَبِّهٖ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ، وَلٰكِنَّ الْقَوْلَ الصَّحِيْحُ الَّذِيْ دَلَّتْ عَلَيْهِ الْأَدِلَّةُ أَنَّهٗ لَمْ يَرَهٗ، وَيَكُوْنُ دَاخِلاً فِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :(إِنَّكُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوْتُوْا)، أَوْ :(إِنَّهٗ لَنْ يَّرٰى أَحَدٌ مِّنْكُمْ رَبَّهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ)، فَالرَّاجِحُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرَ رَبَّهٗ، وَلَمَّا سُئِلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ :هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ مَا قَالَ :

نَعَمُ .رَأَيُتُ رَبِّىُ !وَلٰكِنَّهُ قَالَ :(رَأَيُتُ نُوراً)، وَفِى رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ : (نُورٌ أَنّٰى أَرَاهُ؟) يَعُنِى أَنَّهُ إِنَّمَا رَأٰى نُورَ الُحِجَابِ الَّذِىُ قَالَ عَنُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ :(حِجَابُهُ النُّورُ، لَوُ كَشَفَهُ لَأَحُرَقَتُ سُبُحَاتُ وَجُهِهِ مَا انُتَهٰى إِلَيُهِ بَصَرُهُ مِنُ خَلُقِهِ)فَهٰذِهِ الُأَدِلَّةُ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ مَا رَأٰى رَبَّهُ، وَلَوُ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهُ لَبَيَّنَ ذٰلِكَ، وَقَالَ :نَعَمُ رَأَيُتُ رَبِّىُ.

وَجَاءَ فِىُ حَدِيُثٍ صَحِيُحٍ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهُ فِى الُمَنَامِ، أَمَّا فِى الُيَقُظَةِ فَلَا (شرح سنن ابی داوٗد للعباد، جزء۵۳۴، صفحة ۴، باب رؤية النبى صلى الله عليه وسلم لربه فى الدنيا)

ترجمہ: اور ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اعتبار سے معراج کی رات میں رؤیتِ باری تعالیٰ کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن صحیح قول جس پر کئی دلائل موجود ہیں، یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، اور یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اصولی قول میں داخل ہے کہ بے شک تم ہرگز اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے، یہاں تک کہ تم فوت ہوجاؤ، یا بے شک کوئی تم میں سے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا، یہاں تک کہ وہ فوت ہوجائے، پس راجح بات یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا، اور جب نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ ہاں میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے، بلکہ یہ فرمایا کہ میں نے نور کو دیکھا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ تو نور تھا، میں اسے کیسے دیکھ لیتا، یعنی آپ نے صرف اس نورِ حجاب کو دیکھا ہے، جس کے بارے میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا حجاب نور ہے، اگر وہ اس کو ہٹادے، تو اللہ کی

ذات کے انوار اللہ کی ان سب مخلوق کو جلا دیں گے، جہاں تک کہ اللہ کی نظر پہنچے گی
، پس دلائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں
دیکھا، اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہوتا، تو اس کو بیان
فرماتے، اور یہ فرماتے کہ بے شک میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے، اور صحیح حدیث
میں یہ بات آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نیند اور خواب میں
دیکھا، بیداری کے بارے میں دیکھنے کے بارے میں نہیں آئی (شرح سنن ابی داؤد)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی خواب میں رؤیت کرنے کا تو معتبر و مستند احادیث میں ثبوت پایا جاتا ہے، لیکن اس کے علاوہ بحالتِ بیداری رؤیتِ بصری کا کوئی مضبوط و مستند ثبوت نہیں پایا جاتا، بلکہ اس کے مقابلہ میں عام اور اصولی نصوص سے دنیا میں اللہ کی آنکھوں سے رؤیت ہونے کی نفی پائی جاتی ہے لہٰذا ان اصولی نصوص کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی آنکھوں سے رؤیت کا جب تک قوی دلائل کے ساتھ ثبوت نہ ہو، اس وقت تک نہ تو ان نصوص کی مخالفت کی جا سکتی اور نہ تخصیص کی جا سکتی ہے، لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں رؤیتِ باری تعالیٰ حاصل ہونے پر تو عقیدہ رکھنا چاہیئے، لیکن بیداری کی حالت میں آنکھوں سے زیارت کرنے پر عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیئے، اور جن حضرات نے اس سلسلہ میں سکوت کو سلامتی کا راستہ قرار دیا ہے، ان کا مطلب بھی یہی ہے کہ آنکھوں سے رؤیت و زیارت حاصل ہونے کا عقیدہ نہ رکھا جائے۔

اور آگے آتا ہے کہ خواب میں رؤیت کو رؤیتِ قلبی بھی کہا جاتا ہے، لہٰذا قلبی رؤیت کا ثبوت منامی رؤیت کے خلاف نہیں۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

(فصل نمبر ۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قلبی و بصری رؤیتِ باری تعالیٰ کی تحقیق

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا :يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَأٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ :لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي مِمَّا قُلْتَ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلاثٍ، مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ :(لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ)(وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ)وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ :(وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا)وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ :(يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ)الآيَةَ وَلٰكِنَّهُ رَأٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُوْرَتِهٖ مَرَّتَيْنِ(بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے ماں! کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تیری اس بات سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، کیا تجھے ان تین باتوں کی خبر نہیں ہے؟ کہ جو بھی شخص ان میں سے کوئی بات تجھ سے کہے گا، تو وہ جھوٹا ہوگا، ایک تو اگر کوئی شخص تجھ سے کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، تو

[1] رقم الحدیث ۴۸۵۵، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله :وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب.

وہ جھوٹا ہے، پھر انہوں نے (سورہ انعام کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ:

"لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ"

"نہیں پاسکتیں اس کو نگاہیں، اور وہ پالیتا ہے نگاہوں کو، اور وہ انتہائی لطیف ہے، خبیر ہے" اور (سورہ شوریٰ کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائی کہ) "وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ" "اور نہیں ہے کسی بشر کو قدرت، اس بات کی کہ وہ اللہ سے کلام کرے، مگر وحی کے طور پر یا حجاب کے پیچھے سے" دوسرے جو شخص تجھ سے یہ بات بیان کرے کہ وہ جانتا ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے تو وہ جھوٹا ہے، پھر (سورہ لقمان کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا" "اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ وہ کل کیا کرے گا" تیسرے جو شخص تجھ سے یہ بات بیان کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات چھپائی ہے تو وہ جھوٹا ہے پھر (سورہ مائدہ کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ" "اے رسول! تبلیغ کیجئے ان چیزوں کی، جو نازل کی گئیں آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے" آخر آیت تک (اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا) بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے (بخاری)

اور حضرت مسروق رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ، ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهٗ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، قَالَ: وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنْظِرِينِي، وَلَا تُعْجِلِينِي، أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ

الْـمُبِيْـنِ)(وَلَـقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى)؟ فَقَالَتْ :أَنَـا أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَـنْ ذٰلِكَ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :إِنَّـمَا هُوَ جِبْـرِيْـلُ، لَـمْ أَرَهُ عَـلٰى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُـهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَقَالَتْ :أَوَ لَـمْ تَسْـمَعْ أَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ :(لَا تُـدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُـوَ يُـدْرِكُ الْأَبْصَـارَ وَهُـوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ) أَوَ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللّٰهَ يَـقُوْلُ :(وَمَـا كَـانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَـلِّمَـهُ اللّٰـهُ إِلَّا وَحْيًـا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُـرْسِـلَ رَسُـوْلًا فَيُـوْحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ)؟ قَالَتْ :وَمَـنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ الـلّٰـهِ، فَـقَـدْ أَعْـظَـمَ عَـلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ :(يَـا أَيُّهَا الـرَّسُـوْلُ بَـلِّـغْ مَـا أُنْـزِلَ إِلَيْكَ مِـنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَـالَتَهُ)قَالَتْ :وَمَـنْ زَعَـمَ أَنَّـهُ يُـخْبِرُ بِمَا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ، فَقَدْ أَعْظَمَ عَـلَـى الـلّٰـهِ الْـفِرْيَةَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ :(قُـلْ لَا يَـعْـلَـمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ)(صحيح مسلم) [1]

ترجمہ: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تکیہ لگائے بیٹھا تھا، توانہوں نے فرمایا کہ اے ابو عائشہ (یہ حضرت مسروق کی کنیت ہے) تین باتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی ان کے مطابق بات کرے، تو اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا، میں نے عرض کیا کہ وہ تین باتیں کونسی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

---

[1] رقم الحديث ١٧٧ "٢٨٧" كتاب الايمان، باب معنى قول الله عز وجل: ولقد رآه نزلة أخرى، وهل رأى النبى صلى الله عليه وسلم ربه ليلة الإسراء ،سنن الترمذى، رقم الحديث ٣٠٦٨.
قال الترمذى: هذا حديث حسن صحيح، ومسروق بن الاجدع يكنى ابا عائشة وهو: مسروق بن عبد الرحمن ، وكذا كان اسمه فى الديوان.

ایک تو یہ کہ جس نے یہ گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ باندھا، مسروق کہتے ہیں کہ میں تکیہ لگائے بیٹھا تھا، میں نے یہ سنا تو اٹھ کر بیٹھ گیا، اور میں نے عرض کیا کہ اے ام المومنین! آپ مجھے مہلت دیجئے اور جلدی نہ کیجئے، کیا اللہ عزوجل نے (سورہ تکویر میں) یہ نہیں فرمایا کہ "وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ" "یعنی بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے ان کو واضح افق پر" اور (سورہ نجم میں یہ نہیں فرمایا کہ) "وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى" "یعنی بلاشبہ دیکھا ہے اس (نبی) نے اس کو ایک اور مرتبہ بھی" تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس امت میں سے سب سے پہلے میں نے ان آیات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ تو جبریل تھے، جن کو میں نے ان کی اصلی پیدائشی صورت میں، ان دو مرتبہ کے علاوہ نہیں دیکھا، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہے تھے، ان کے جسم کی ضخامت نے آسمان اور زمین کے درمیان کی جگہ کو بھر رکھا تھا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تو نے اللہ کا (سورہ انعام میں) یہ فرمان نہیں سنا کہ "نہیں پاسکتیں اس کو نگاہیں، اور وہ پالیتا ہے نگاہوں کو، اور وہ انتہائی لطیف ہے، خبیر ہے" اور (سورہ شوریٰ میں) اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ "اور نہیں ہے کسی بشر کو قدرت، اس بات کی کہ وہ اللہ سے کلام کرے، مگر وحی کے طور پر یا حجاب کے پیچھے سے، بے شک وہ انتہائی بلند ہے، حکیم ہے" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابُ اللہ میں سے کوئی چیز چھپائی ہے، تو اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا، حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ "اے رسول! تبلیغ کیجئے ان چیزوں کی، جو نازل کی گئیں آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے، اور اگر آپ نے یہ

نہیں کیا، تو آپ نے تبلیغ نہیں کی، اس کی رسالت کی“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ وہ کل آنے والے دن کے بارے میں خبر دیدے گا، تو اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا، حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ ”آپ یہ فرمادیجئے کہ نہیں جانتا جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے غیب کو مگر اللہ ہی“ (ترمذی)

اور مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ قَالَ :قُلْتُ أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ :(وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ)(وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى)قَالَتْ :أَنَا أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمَا، فَقَالَ "إِنَّمَا ذَاكِ جِبْرِيْلُ لَمْ يَرَهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا، إِلَّا مَرَّتَيْنِ رَآهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۲۶۰۴۰) [1]

ترجمہ: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ ”وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِين، وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اس امت میں سب سے پہلی ہوں، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں آیات کے بارے میں سوال کیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ تو جبریل ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصل پیدائشی صورت میں صرف دو مرتبہ ہی دیکھا تھا، ان کو آسمان سے زمین کی طرف اترتے ہوئے دیکھا، جن کے پیدائشی جسم کی ضخامت نے آسمان اور زمین کے درمیان کو گھیر رکھا تھا (مسند احمد)

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث سے خصوصیت کے ساتھ چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ کو دیکھنے کا قول سننے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، یعنی وہ اس بات سے سخت خوفزدہ ہوئیں، کیونکہ یہ بات ان کو اللہ تعالیٰ کی شان اور قرآن مجید کے خلاف معلوم ہوئی۔

اورانہوں نے اس کواللہ تعالیٰ پر بہتان قرار دیا۔

(۲)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تحقیق کی رو سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ظاہری آنکھوں سے زیارت نہیں کی، اور قرآن مجید میں ''لاتدرکہ الابصار ''اور''مِنْ وَّرَا یِٔ حِجَابٍ'' کے کلیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔

(۳)...... قرآن مجید کی آیت ''وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ''اور''وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى '' کے بارے میں سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس سے مراد جبریلِ امین کو دیکھنا ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا محمد بن المثنى، قال :ثنا عبد الوهاب الثقفى، قال :ثنا داود،عن عامر، عن مسروق، عن عائشة، أن عائشة قالت :يا أبا عائشة من زعم أن محمدا رأى ربه فقد أعظم الفرية على الله ;قال :وكنت متكئا، فجلست، فقلت :يا أمّ المؤمنين أنظرينى ولا تعجلينى، أرأيت قول الله(وَلَقَدْ رَآهُ نزلَةً أُخْرَى ، وَلَقَدْ رَآهُ بِالأُفُقِ الْمُبِينِ) قال :إنما هو جبريل رآه مرّة على خلقه وصورته التى خلق عليها، ورآه مرة أخرى حين هبط من السماء إلى الأرض سادّا عظم خلقه ما بين السماء والأرض، قالت :أنا أوّل من سأل النبىّ صلى الله عليه وسلم عن هذه الآية، قال "هو جبريل عليه السلام ."
حدثنا ابن المثنى، قال :ثنا ابن أبى عدىّ وعبد الأعلى، عن داود، عن عامر، عن مسروق، عن عائشة بنحوه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا یہ سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے کہ ان آیات کے بارے میں مندرجہ بالا رائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنی ذاتی ہے، یا یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ارشاد فرمائی ہے، لہٰذا اس کے مرفوع حدیث کا درجہ ہونے میں شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

اور کسی مضبوط سند کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی رؤیتِ بصری حاصل ہونا منقول نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو اس کے معارض قرار دیا جائے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا يزيد بن هارون، قال :أخبرنا داود، عن الشعبی، عن مسروق، قال :كنت عند عائشة، فذكر نحوه(تفسير الطبری، ج ۲ص ۵۱۰، ۵۱۱، سورة النجم)

أخبرنی عقيل بن محمد أنّ أبا الفرج أخبرهم عن محمد بن جرير عن محمد بن المثنى قال :حدّثنا عبد الوهاب الثقفی .قال :حدّثنا داود بن عامر عن مسروق أن عائشة رضی الله عنها قالت :من زعم أنّ محمدا رأى ربّه فقد أعظم الفرية على الله .قال :وكنت متكئا فجلست فقلت :يا أم المؤمنين، أنظرينی ولا تعجلی، أرأيت قول الله سبحانه ولقد رآه نزلة أخرى ولقد رآه بالأفق المبين .قالت :إنّما هو جبريل رآه على صورته التی خلق عليها مرتين :مرة حين هبط من السماء إلى الأرض سادّا أعظم حلقة ما بين السماء إلى الأرض، ومرة عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهى .قالت :وأنا أوّل من سأل النبی عن هذه الآية فقال :هو جبريل(تفسير الثعلبی، ج ۹،ص ۱۴۲،سورة النجم)

[1] بلکہ کسی مستند حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کو معراج کی رات میں دیکھنے کا ذکر بھی نہیں پایا جاتا، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں پیش آنے والے تمام حالات اور واقعات کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، اور وہ واقعات ہم نے اپنی دوسری کتاب ''ماہِ رجب کے فضائل واحکام'' میں ذکر کر دیئے ہیں، البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اس سلسلہ میں مروی ہے، جس کا ذکر سورہ نجم کی آیات کے ذیل میں آتا ہے۔ محمد رضوان۔

فقالت :أنا أول هذه الأمة سأل رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عن ذلك، فقال :إنما هو جبريل."

وأخرجه ابن مردويه بسند مسلم، فقال " :أنا أول من سأل رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عن هذا، فقلت :يا رسول الله، هل رأيت ربک؟ فقال" :لا، إنما رأيت جبريل منهبطا"

قلت :أعجب من كلام النووی ما قاله ابن خزيمة -رحمه الله -فإنه ذكر هذا الحديث بعينه -أعنی قول عائشة" :-أنا سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عن هذا، قال" :رأيت جبريل نزل فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی چیز نہ چھپانے کی آیت بھی تلاوت فرمائی، جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأفق، علـى خلقه، وهيئته، سادا ما بين الأفق "ثـم بعد أسطر قال" :إن عـائشة لم تحک أن النبی -صلی الله علیه وسلم -أخبرها أنه لم یر ربه"

فهـذا ونـحوه هو ما غر النووی -رحـمه الله -ودعـاه إلـی رد قـول عائشة من غیر تأمل للأدلة؛ والله المستعان.

وکثیر من العلماء یذکر الخلاف فی أن النبی -صلی الله علیه وسلم -رأی ربه لیلة المعراج، "ولیس فـی الأدلة مـا یـقـضـی بـأنه رآه بعینه، ولا ثبت ذلک عن أحد من الصحابة صریحا، ولا فی الکتاب والسـنة مـا یـدل علی ذلک، بل النصوص الصحیحة علی نفیه أدل، کما فی "صحیح مسلم"، عن أبی ذر، قال :سألت رسول الله -صلی الله علیه وسلم -هل رأیت ربک؟ فقال" :نور أنی أراه "

وقد قال -تعالی :-(سبـحـان الذی أسری بعبده لیلا من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصی الذی بـارکـنـا حـولـه لـنـریـه من آیاتنا)، ولو کان قد رأی ربه بعینه لکان ذکر ذلک أولی، وکذلک قوله -تعالی :-(لقد رأی من آیات ربه الکبری)، ولو کان رآه لکن ذکر ذلک أولی.

وفی "الصحیحین "عن ابن عباس، فی قوله -تعالی :(ومـا جـعلنا الرؤیا التی أریناک إلا فتنة للناس والشـجرة الملعونة فی القرآن)، قال :هـی رؤیا عین، أریها رسول الله -صـلی الله علیه وسلم -لیلة أسـری بـه، وهـذه رؤیـا الآیـات؛ لأنـه أخبر الناس بما رآه بعینه لیلة المعراج، فکان ذلک فتنة لهم، حیـث صدقه قوم، وکذبه قوم، ولم یخبرهم بأنه رأی ربه بعینه، ولیس فی شیء من أحادیث المعراج الثابتة ذکر ذلک، ولو کان قد وقع ذلک لذکره کما ذکر ما دونه "ا .هـ .

وبهذا تبین أن قول عائشة -رضی الله عنها -هو الراجح، الذی تؤیده الأدلة -والله أعلم-، وظاهره أن مرادها أنه -تعالی -لا یری فی الدنیا.

قوله" :وهو یقول :(لا تدرکه الأبصار وهو یدرک الأبصار وهو اللطیف الخبیر) استدلت عائشة -رضی الله عنها -بظاهر الآیة علی نفی الرؤیة، وقد قال بذلک بعض المفسرین، کما رواه ابن جریر بسنده، عن السدی، قال" :لا یراه شیء وهو یری الخلائق"

وذکـر ابـن کثیـر ما رواه ابن أبی حاتم بسنده إلی إسماعیل ابن علیة أنه قال" :هذا فی الدنیا، وعن هشام بن عبید الله نحوه"

وذکر السیوطی :أن الحسن قال مثل ذلک، قال :أخرجه أبو الشیخ، والبیهقی فی کتاب :الرؤیة.

وبهـذه الآیة تـعـلـق المعتزلة فی نفی رؤیة الله -تـعالی -فـی الآخـرة، ووجـه ذلک أنه جعل متعلق الإدراک البـصـر، فـلـمـا نـفاه عنه کان ظاهر ذلک نفی الرؤیة .والـحق ثبـوت رؤیة المؤمنین لله -تـعـالـی -فـی الآخـرة، کـمـا تـواتـرت النصوص فی ذلک (شـرح کـتـاب الـتـوحـیـد من صحیح البخاری،لعبد الله بن محمد الغنیمان، ج ۱ ص ۱۱۶ و ۱۱۷ ،باب لم یر النبی صلی الله علیه وسلم ربه لیلة المعراج)

نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہوتا، اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھپاتے، یا اس آیت کے (نعوذ باللہ) غلط معنیٰ بتاتے، تو یہ آپ کی رسالت کے سراسر خلاف تھا، جب کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت کوئی چھوٹا اور غیر اہم واقعہ نہیں تھا کہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فرمانے سے اعراض فرماتے۔

(۴)...... ''لا تدرکہ الابصار'' کا تعلق ظاہری آنکھوں سے ہے، لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ظاہری آنکھوں سے رؤیت کا انکار کیا ہے۔

اور انہوں نے منامی اور قلبی رؤیت یا اللہ تعالیٰ کے نور کی رؤیت کا انکار نہیں کیا۔

اور منامی و قلبی رؤیت دوسرے دلائل سے ثابت ہے، لہٰذا اس حدیث کی رُو سے منامی و قلبی رؤیت سے نفیاً یا اثباتاً تعرض نہیں کرتی وہ اپنی جگہ مسلّم ہے۔

لہٰذا یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منامی و قلبی رؤیت کا بھی انکار فرمایا ہے۔

(۵)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ حدیث میں پُر زور کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے مؤقف پر پورا شرح صدر تھا، اور اس میں وہ کسی قسم کے ابہام یا شک وشبہ میں مبتلا نہ تھیں۔

چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے بارے میں بعض لوگوں میں طرح طرح کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، اس لئے ہم نے الگ الگ شقوں میں اس حدیث کے ضروری پہلوؤں کی وضاحت کر دی ہے۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث قرآن مجید کے اصولی حکم کے موافق ہونے کے ساتھ ساتھ، ان احادیث کے بھی مطابق ہے، جن میں اللہ تعالیٰ کو موت سے پہلے نہ دیکھنے کا حکم مذکور ہے، پھر ان واضح نصوص کے برخلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رؤیتِ بصری وعینی کے ثبوت کی معقول دلیل بھی نہیں پائی جاتی کہ دونوں میں تطبیق، تخصیص وتقیید یا تاویل کی

نوبت آئے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّکَ؟ قَالَ : نُوْرٌ أَنّٰى أَرَاهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نور تھا، میں اس کو کیسے دیکھتا (مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے سوال کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب نہیں دیا کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے، بلکہ جواب میں یہ فرمایا کہ وہ نور تھا، میں اس کو کیسے دیکھتا، جس کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بجائے اللہ تعالیٰ کے حجابِ نور کو دیکھا، جیسا کہ پہلی فصل میں تفصیلاً گزرا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١٧٨ ” ٢٩١ “كتاب الايمان، باب فى قوله عليه السلام :نور أنى أراه، وفى قوله: رأيت نورا.

[2] وعند مسلم من حديث أبى ذر أنه سأل النبى صلى الله عليه وسلم عن ذلک فقال نور أنى أراه ولأحمد عنه قال رأيت نورا ولابن خزيمة عنه قال رآه بقلبه ولم يره بعينه وبهذا يتبين مراد أبى ذر بذكره النور أى النور حال بين رؤيته له ببصره(فتح البارى لابنِ حجر، ج٨ص٦٠٨، باب قوله سورة النجم)

قوله:(نور أنى أراه؟) قال الإمام أحمد :يعنى على طريق الإيجاب.

أى أراد أن الاستفهام ليس للإنكار المستلزم للنفى، بل للتقرير المستلزم للإيجاب، أى نور حيث أراه.

(مح)وفى الرواية الأخرى (رأيت نورا)، و(أنى) بفتح الهمزة وتشديد النون المفتوحة، هكذا رواه جميع الرواة فى جميع الأصول، ومعناه :حجابه نور فكيف أراه، قال الإمام المازرى :معناه أن النور منعنى من الرؤية كما جرت العادة، فإن كمال النور يمنع الإدراک(شرح المشكاة للطيبى، ج١١ص٣٥٧٨، كتاب احوال القيامة وبدء الخلق، باب رؤية الله تعالىٰ)

ومعناه حجابه نور فكيف أراه قال الإمام أبو عبد الله المازرى رحمه الله الضمير فى أراه عائد على الله سبحانه وتعالى ومعناه أن النور منعنى من الرؤية كما جرت العادة بإغشاء الأنوار الأبصار ومنعها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ روایت کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو بیداری کی حالت میں آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

ملحوظ رہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث میں ''لیلۃ الاسراء'' یا کسی دوسرے موقع پر اللہ کے نور کو دیکھنے کی قید نہیں، لہٰذا اس کو ''لیلۃ الاسراء'' پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں، اور امکان یہ بھی ہے کہ اس رؤیتِ نورِ الٰہی سے مراد وہی منامی و قلبی رؤیت ہو، جس کا ذکر پہلے گزرا۔ واللہ اعلم۔

اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اللہ کے نور دیکھنے میں یہ بھی امکان ہے کہ نیند کے علاوہ کسی اور موقع پر رؤیت مراد ہو، جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا مؤقف دو مواقع پر رؤیتِ قلبی حاصل ہونے کا ہے، مگر ہمیں کسی مستند مرفوع حدیث میں، لیلۃ الاسراء وغیرہ میں رؤیتِ الٰہی کا ثبوت نہیں ملا، البتہ ''لیلۃ الاسراء'' میں قربتِ الٰہی کا ثبوت ملا ہے، جس کا ذکر آگے ''سورہ نجم و تکویر میں مذکور رؤیت پر کلام'' میں آتا ہے۔

اور صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَامَ فِينَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ ": إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَّنَامَ وَلٰكِنَّهُ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ . يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ . حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ (مسند احمد)[1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ من إدراک ما حالت بين الرائی وبينه وقوله صلی الله عليه وسلم (رأيت نورا) معناه رأيت النور فحسب ولم أر غيره (شرح النووی علیٰ مسلم، ج۳ص ۱۲، کتاب الايمان، باب معنی قول الله عز وجل ولقد رآه نزلة أخری)

[1] رقم الحديث ۱۹۶۳۲، سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۹۵.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح علی شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اندر پانچ کلمات راسخ ومضبوط فرمائے؛ فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ سوتا نہیں، اور نہ ہی سونا اس کی شان ہے؛ وہ میزانِ عمل کو (بندوں کے ہمہ وقتی اعمال کے مطابق) نیچے اور اوپر کرتا ہے، اور اللہ کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے چڑھتا ہے، اللہ کا حجاب نور ہے، اگر اللہ اس کو کھول دے، تو اللہ کی ذات کے انوار اللہ کی ان سب مخلوق کو جلا دیں گے، جہاں تک اللہ کی نظر پہنچے گی (مسند احمد)

لہٰذا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھا، تو اس سے یہی نورِ حجاب کا دیکھنا مراد ہوگا۔

اس کے علاوہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رؤیت قلب سے فرمائی ہے، ظاہری آنکھوں سے نہیں فرمائی۔

چنانچہ یزید بن شریک سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِی ذَرٍّ، قَالَ :رَأَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِقَلْبِهِ، وَلَمْ يَرَهُ بِبَصَرِهِ(السنن الكبرى للنسائی) [1]

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تبارک وتعالیٰ کو اپنے قلب سے دیکھا ہے، اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا (نسائی)

اور یزید بن شریک کی ایک روایت میں ''ببصرہ'' کے بجائے ''بعینه'' کے الفاظ ہیں۔

اس روایت کا مطلب بھی یہی ہے۔ [2]

اور ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ أَبِی ذَرٍّ، قَالَ :رَآهُ بِقَلْبِهِ، وَلَمْ يَرَهُ بِعَيْنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] رقم الحديث ۱۱۴۷۲، كتاب التفسير، باب سورة النجم، التوحيد لابن خزيمة، رقم الحديث ۲۸۵.

[2] نا هشيم، قال :ثنا منصور، عن الحكم، عن يزيد بن شريك بن الرشک، عن أبی ذر قال:رآه بقلبه ولم يره بعينه (التوحيد لابن خزيمة، رقم الحديث ۲۸۴)

(رؤية الله، للدارقطني، رقم الحديث ۲۵۸)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے قلب سے دیکھا ہے، اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا (دارقطنی)

معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جو اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھنے کی حدیث روایت کرتے ہیں، وہ خود اس بات کے بھی قائل ہیں کہ یہ رؤیت عینی اور بصری نہیں تھی، بلکہ قلبی وفؤادی تھی، اس لئے یہ احتمال اور زیادہ قوت حاصل کر لیتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نور کی زیارت قلب سے فرمائی ہے، اور آگے دلائل کے ساتھ آتا ہے کہ انبیائے کرام کی رؤیت منامی، دراصل رؤیت قلبی ہوئی ہے، پس اس کا مآل وہی رؤیت منامی نکلے گا۔ واللہ اعلم۔

اور حضرت عطاء سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَآهُ بِقَلْبِهِ (مسلم) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے دل سے دیکھا (مسلم)

اور حضرت عطاء کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمْ يَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ بِعَيْنَيْهِ إِنَّمَا رَآهُ بِقَلْبِهِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۱۴۲۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے، بلکہ اپنے دل سے دیکھا (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ:

قَالَ: اِجْتَمَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَكَعْبٌ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا بَنُوْ هَاشِمٍ نَزْعُمُ أَوْ نَقُوْلُ: إِنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ: فَكَبَّرَ كَعْبٌ حَتّٰى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ

---

[1] رقم الحديث ۱۷۶ "۲۸۴" كتاب الايمان، باب معنى قول الله عز وجل: ولقد رآه نزلة أخرى، وهل رأى النبي صلى الله عليه وسلم ربه ليلة الإسراء.

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُوسٰى، فَرَآهُ مُحَمَّدٌ بِقَلْبِهٖ، وَكَلَّمَهُ مُوسٰى (رؤية الله،للدارقطني، رقم الحديث ٢٢٦)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس اور حضرت کعب دونوں جمع ہوئے، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم بنو ہاشم ہیں، ہم یہ گمان کرتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے، حضرت کعب نے (بآوازِ بلند) تکبیر پڑھی، یہاں تک کہ اس سے پہاڑ گونج اٹھے، پھر فرمایا کہ بے شک اللہ نے اپنی رؤیت اور اپنے کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ کے درمیان تقسیم فرمایا ہے، پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو اپنے دل سے دیکھا، اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا (رؤیۃ اللہ)

معلوم ہوا کہ حضرت کعب کا قول بھی قلبی رؤیت کا ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی رؤیتِ قلبی ہونے کا ذکر ہے، اور جن روایات میں قلبی کی قید نہیں، تو مذکورہ روایات کے پیشِ نظر ان کو بھی رؤیتِ قلبی پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے، کیونکہ رؤیتِ بصری وعینی کی صراحت مستند ومعروف احادیث میں نہیں پائی جاتی۔

چنانچہ علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ جَاءَتْ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَارٌ مُطْلَقَةٌ وَأُخْرٰى مُقَيَّدَةٌ فَيَجِبُ حَمْلُ مُطْلَقِهَا عَلٰى مُقَيَّدِهَا (فتح البارى شرح صحيح البخارى لابنِ حجر، ج٨،ص٦٠٨، كتاب التفسير، باب سورة النجم)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ حضرت ابنِ عباس سے بعض روایات مطلق (رؤیت کی) ہیں، اور دوسری (قلبی رؤیت کے ساتھ) مقید ہیں، تو مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے (فتح الباری)

اور علامہ ابنِ حجر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

فَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَينَ إِثْبَاتَ بْنِ عَبَّاسٍ وَنَفْيِ عَائِشَةَ بِأَنْ يُحْمَلَ نَفْيُهَا عَلٰى رُؤْيَةِ الْبَصَرِ وَإِثْبَاتُهُ عَلٰى رُؤْيَةِ الْقَلْبِ ثُمَّ الْمُرَادُ بِرُؤْيَةِ الْفُؤَادِ رُؤْيَةُ الْقَلْبِ لَا مُجَرَّدُ حُصُوْلِ الْعِلْمِ (فتح البارى شرح صحيح البخارى لابنِ حجر، ج۸، ص ۶۰۸، كتاب التفسير، باب سورة النجم)

ترجمہ: پس حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے اثبات اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی کے درمیان اس طرح سے جمع کرنا ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی کو رؤیتِ بصری پر محمول کیا جائے، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے اثبات کو رؤیتِ قلبی پر محمول کیا جائے، پھر رؤیتِ فؤاد سے مراد رؤیتِ قلب ہے، نہ کہ صرف حصولِ علم (فتح الباری)

اور علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فَإِنْ قُلْتَ: كَيْفَ التَّوفِيْقُ بَيْنَ نَفْيِ عَائِشَةَ الرُّؤْيَةَ وَإِثْبَاتِ اِبْنِ عَبَّاسٍ إِيَّاهَا. قُلْتُ: وَيَحْمِلُ نَفْيَهَا عَلٰى رُؤْيَةِ الْبَصَرِ وَإِثْبَاتِهِ عَلٰى رُؤْيَةِ الْقَلْبِ (عمدة القارى للعينى، ج۱۹ ص ۱۱۹، كتاب تفسير القرآن، باب: فأوحى إلى عبده ما أوحى)

ترجمہ: اگر آپ یہ کہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رؤیت کی نفی اور حضرت ابنِ عباس کے رؤیت کے اثبات میں کیسے موافقت ہوگی؟ تو میں کہتا ہوں کہ حضرت عائشہ کی نفی کو رؤیتِ بصری پر محمول کیا جائے گا، اور حضرت ابنِ عباس کے اثبات کو رؤیتِ قلبی پر محمول کیا جائے گا (عمدۃ القاری)

اور علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَأَمَّا اِبْنُ الْجَوْزِيِّ فَتَأَوَّلَهُ عَلٰى أَنَّ أَبَا ذَرٍّ لَعَلَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْإِسْرَاءِ فَأَجَابَہُ بِمَا أَجَابَہُ بِہٖ، وَلَوْ سَأَلَہُ بَعْدَ الْإِسْرَاءِ لَأَجَابَہُ بِالْإِثْبَاتِ، وَھٰذَا ضَعِیْفٌ جِدًّا، فَإِنَّ عَائِشَۃَ أُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَدْ سَأَلَتْ عَنْ ذٰلِکَ بَعْدَ الْإِسْرَاءِ وَلَمْ یُثْبِتْ لَھَا الرُّؤْیَۃَ(تفسیر ابن کثیر، ج۷،ص ۴۲۰،سورۃ النجم)

ترجمہ: اور ابنِ جوزی نے یہ تاویل کی ہے کہ ابوذر نے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسراء کے واقعہ سے پہلے سوال کیا ہو، جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا ہو، اور اگر اسراء کے واقعہ کے بعد سوال کرتے، تو ان کو رؤیت کے اثبات کا جواب دیتے، مگر یہ بات شدید ضعیف ہے، کیونکہ امُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق اسراء کے واقعہ کے بعد سوال کیا ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیت کا اثبات بیان نہیں کیا (ابنِ کثیر)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ أَنَّہُ أَطْلَقَ الرُّؤْیَۃَ وَھِیَ مَحْمُوْلَۃٌ عَلَی الْمُقَیَّدَۃِ بِالْفُؤَادِ، وَمَنْ رَوٰی عَنْہُ بِالْبَصَرِ فَقَدْ أَغْرَبَ فَإِنَّہُ لَا یَصِحُّ فِیْ ذٰلِکَ شَیْءٌ عَنِ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ، وَقَوْلَ الْبَغَوِیِّ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ وَذَھَبَ جَمَاعَۃٌ إِلٰی أَنَّہُ رَآہُ بِعَیْنِہٖ وَھُوَ قَوْلُ أَنَسٍ وَالْحَسَنِ وَعِکْرِمَۃَ فِیْہِ نَظَرٌ(تفسیر ابن کثیر، ج۷،ص ۴۱۶،سورۃ النجم)

ترجمہ: اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مطلق رؤیت کی روایت بھی مروی ہے، اور وہ قلبی رؤیت کے ساتھ مقید ہونے پر محمول ہے، اور جس نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بصری رؤیت کو روایت کیا ہے، تو وہ غریب ہے، کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے صحت کے ساتھ اس کا ثبوت نہیں، اور بغوی کا ان کی تفسیر میں یہ قول ہے کہ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اور یہ انس اور حسن اور عکرمہ کا قول ہے، مگر اس قول میں خلجان ہے (قابلِ اعتماد نہیں) (ابنِ کثیر)

مطلب یہ ہے کہ جن حضرات نے رؤیتِ بصری کے قول کی نسبت حضرت انس، حسن اور عکرمہ وغیرہ کی طرف کی ہے، اس بات میں تأمل اور خلجان پایا جاتا ہے۔

علامہ ابنِ کثیر کی یہ بات بڑی وزنی ہے، کیونکہ مذکورہ شخصیات سے رؤیتِ عینی وبصری صراحت، صحت کے ساتھ ہمیں بھی باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوئی، بلکہ اس کے خلاف ثابت ہوا ہے۔ [1]

جیسا کہ آگے سورہ نجم کی آیات کی بحث میں آتا ہے۔

اگرچہ بہت سے مفسرین نے اس بات کو نقل کیا ہے، اور یہ سلسلہ متعدد کتب میں نقل در نقل چلتا رہا، جس سے متعدد غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔ [2]

اور آگے آتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب میں کسی چیز کی رؤیت کرنا، درحقیقت رؤیتِ قلبی کے طور پر ہوتا ہے، اس اعتبار سے رؤیتِ قلبی والی روایات کا مطلب رؤیتِ منامی والی روایات کے مطابق ہی ہوگا۔

---

[1] قال جماعة من التابعين :إنه يراه بقلبه، منهم الحسن، وأبو العالية، ومجاهد ووعبد الله بن الحارث بن نوفل، وإبراهيم التيمي وغيرهم (فتح الباری لابن رجب، ج ۱، ص ۲۱۴، کتاب الایمان)

وقوله تعالى :(ولقد رآه نزلة أخرى عند سدرة المنتهى) . روى عن ابن مسعود وعائشة ومجاهد والربيع قالوا :رأى جبريل فى صورته التى خلقه الله عليها مرتين وروى عن ابن عباس" :أنه رأى ربه بقلبه ;"وهذا يرجع إلى معنى العلم وعن ابن مسعود والضحاك " :سدرة المنتهى فى السماء السادسة وإليها ينتهى ما يعرج إلى السماء "وقيل" :سميت سدرة المنتهى ;لأنه ينتهى إليها أرواح الشهداء "وقال الحسن" :جنة المأوى هى التى يصير إليها أهل الجنة ."وفى هذه الآية دلالة على أن النبى صلى الله عليه وسلم قد صعد إلى السماء وإلى الجنة بقوله تعالى :رآه عند سدرة المنتهى وإن عندها جنة المأوى (احكام القرآن للجصاص، سورة النجم، تحت رقم الآية ۱۳)

[2] اس موقع پر اہلِ علم حضرات کے لئے یہ بات فائدہ سے خالی نہ ہوگی کہ ایک تو کسی کو غلط فہمی کا لگنا ہے، اور ایک اس غلط فہمی کا چلنا ہے، اور بعض اوقات غلط فہمی کسی ایک کو لگتی ہے، مگر یہ نقل در نقل ہوتے ہوئے بہت سے حضرات سے گزرتی ہے، لہٰذا اس موقع پر اس غلط فہمی کو تمام حضرات کا قول قرار دینے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ محمد رضوان

(فصل نمبر۴)

انبیائے کرام کی رؤیتِ منامی کا، رؤیتِ قلبی ہونا

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کی خواب میں رؤیت کو مانا جائے تو خواب میں جو چیز دیکھی جاتی ہے، وہ تو غیر واقعی اور غیر حقیقی بھی ہوسکتی ہے، اوراس کا حقیقت اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں۔

کیونکہ یہ شبہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ دوسرے لوگوں کے خوابوں کے بارے میں تو کیا جاسکتا ہے، جہاں تک انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خوابوں کا تعلق ہے، تو ان میں یہ بات نہیں ہوتی، بلکہ انبیاء کرام کے خواب واقعی، حقیقی اور سچ وحق پر مبنی ہوتے ہیں، اور ان میں نفس وشیطان کی ملاوٹ نہیں ہوتی، اوراسی وجہ سے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے خوابوں کو وحی کا درجہ حاصل ہوتا ہے، اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اپنے خواب یادرکھنے اوران کو بیان کرنے میں بھی کسی قسم کی کوئی غلطی وکوتاہی واقع نہیں ہوتی، اوراس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نیند کی حالت میں عام لوگوں کے تو دل بھی سوجاتے ہیں، لیکن انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے دل نیند میں سوتے نہیں ہیں، بلکہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں، اوران کے دل پوری طرح بیدار رہتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کے ذبح کا حکم خواب کے ذریعہ ہی دیا تھا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى، قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (سورة الصافات، رقم الآية ۱۰۲)

ترجمہ: ابراہیم نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں، سوتم غور کرلو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل نے کہا کہ اے میرے والد! جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اُسے کرگزریئے (سورہ صافات)

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے خواب میں دیکھا تھا، جس کو حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام نے حکمِ الٰہی قرار دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب حکمِ الٰہی اور وحی ہوتا ہے۔ [1]

اور حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی ایک اہم سچا خواب دیکھا تھا، جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ (سورة يوسف، رقم الآية ۴)

ترجمہ: اے میرے ابا جی! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے کہ یہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں (سورہ یوسف)

جو بعد میں سچا ثابت ہوا، جیسا کہ قران مجید میں ارشاد ہے کہ:

---

[1] قلنا لعمرو إن ناسا يقولون :إن رسول الله صلى الله عليه وسلم تنام عينه ولا ينام قلبه قال عمرو سمعت عبيد بن عمير يقول " :رؤيا الأنبياء وحى، ثم قرأ إنى أرى فى المنام أنى أذبحك (بخارى، تحت رقم الحديث ۱۳۸)

قَالَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ :رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ، وَقَرَأَ :(إنى أرى فى المنام أنى أذبحك فانظر ماذا ترى قال يا أبت افعل ما تؤمر) (شرح السنة للبغوى، ج۱۲ ص۲۰۳، باب تحقيق الرؤيا)

قال بعض أهل التفسير :فالوحى أول ما أرى الله سبحانه وتعالى الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام- فى منامهم كما أمر إبراهيم -عليه السلام- فى منامه بذبح ابنه، فقال فيما أخبر عن إبراهيم عليه السلام :(إنى أرى فى المنام أنى أذبحك فانظر ماذا ترى قال يا أبت افعل ما تؤمر، قال الإمام المطلبى الشافعى رضى الله عنه :قال غير واحد من أهل التفسير :رؤيا الأنبياء وحى؛ لقول ابن إبراهيم الذى أمر بذبحه :(افعل ما تؤمر) (الاسماء والصفات للبيهقى، باب قول الله عز وجل وما كان لبشر أن يكلمه الله إلا وحيا الخ)

وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا (سورة يوسف، رقم الآية ۱۰۰)

ترجمہ: اے میرے ابا جی! یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے دیکھا تھا، بے شک میرے رب نے اسے حق کر دیا ہے (سورہ یوسف)

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے خواب کے سچا ہونے کو حق قرار دیا، جس سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خواب حق اور سچ ہوتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے مذکورہ خواب کی تفسیر میں روایت ہے کہ:

كَانَتْ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَحْيًا (شرح مشكل الآثار للطحاوی) [1]

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں (طحاوی)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْیٌ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: انبیائے کرام کے خواب وحی ہیں (حاکم، طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِءَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ (بخاری) [3]

---

[1] باب بيان مشكل ما روى عن عبد الله بن عباس، من قوله: كانت رؤيا الأنبياء وحيا الخ.

[2] رقم الحديث ۳۶۱۳، كتاب التفسير، تفسير سورة الصافات، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۳۰۲.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

وقال الذهبی فی التلخيص: على شرط البخاری ومسلم.

[3] رقم الحديث ۴۹۵۳، كتاب تفسير القرآن، باب ما ودعك ربك وما قلی.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (وحی کے سلسلہ میں) سب سے پہلی چیز جو عطا کی گئی، وہ نیند میں سچے خواب تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب بھی دیکھتے تھے، تو وہ صبح کی روشنی پھوٹنے (اور روزِ روشن) کی طرح پورا (یعنی سچ ثابت) ہوجاتا تھا (بخاری)

معلوم ہوا کہ جس طرح انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ جاگتے ہوئے وحی فرماتے ہیں، اسی طرح سوتے ہوئے بھی خواب میں وحی فرماتے ہیں۔ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ تْ مَلائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ، وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ (بخاری) [2]

ترجمہ: فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے، تو بعض فرشتوں نے کہا کہ سوئے ہوئے ہیں، اور بعض نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے، اور دل بیدار ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تو تھے، لیکن اس طرح سوئے ہوئے تھے کہ آپ کی صرف آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، مگر دل سویا ہوا نہیں تھا، بلکہ وہ بیدار تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ:

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذٰلِكَ

---

[1] وكان أحسن ما حضرنا مما يؤول عليه هذا الحديث :أن رؤيا الأنبياء صلوات الله عليهم كانت مما يوحيه الله إياها إليهم، فيوحي إليهم في مناماتهم ما شاء أن يوحي إليهم فيها، ويوحي إليهم في يقظاتهم ما شاء أن يوحيه إليهم فيها، وكل ذلك وحي منه إليهم ,يجعل منه ما شاء في مناماتهم، ويجعل منه ما شاء في يقظاتهم (شرح مشكل الآثار للطحاوي، باب بيان مشكل ما روي عن عبد الله بن عباس، من قوله :كانت رؤيا الأنبياء وحيا الخ)

[2] رقم الحديث ٧٢٨١، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

الْأَنْبِيَآءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ (بخاری) [1]

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوئی ہوئی تھیں، اور دل سویا ہوا نہیں تھا، اور اسی طریقہ سے انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں، اور ان کے دل نہیں سوتے (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَنَامُ عَيْنِىْ، وَلَا يَنَامُ قَلْبِىْ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل نہیں سوتا (مسند احمد، ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تَنَامُ عَيْنِىْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِىْ (بخاری) [3]

ترجمہ: میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل نہیں سوتا (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَنَامُ عَيْنَایَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِىْ

---

[1] رقم الحديث ۳۵۷۰، كتاب المناقب، باب كان النبى صلى الله عليه وسلم تنام عينه ولا ينام قلبه.

[2] رقم الحديث ۷۴۱۷، صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۴۸، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۶۳۸۶.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوى (حاشية مسند احمد)

وقال ايضاً: إسناده حسن على شرط مسلم (حاشية صحيح ابنِ حبان)

وقال محمد مصطفىٰ الأعظمى: إسناده صحيح (حاشية صحيح ابنِ خزيمة)

[3] رقم الحديث ۳۵۶۹، كتاب المناقب، باب كان النبى صلى الله عليه وسلم تنام عينه ولا ينام قلبه.

(صحیح ابنِ خزیمة) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں، اور میرا دل نہیں سوتا (ابن خزیمہ)

لہٰذا انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو خواب میں جو رؤیت ہوتی ہے، وہ رؤیتِ قلبی ہوتی ہے، جس کا درجہ دوسرے لوگوں کی رؤیتِ بصری سے بھی زیادہ قوی ہوتا ہے، کیونکہ رؤیتِ بصری میں غلطی کا امکان ہوتا ہے، جبکہ رؤیتِ قلبی میں یہ امکان نہیں ہوتا، اور رؤیتِ بصری بصارت سے ہوتی ہے، جبکہ رؤیت قلبی بصیرت سے ہوتی ہے، نیز رؤیتِ بصری مادی چیز کی ہوتی ہے، جبکہ رؤیتِ قلبی غیر مادی وغیر مجسم چیز کی بھی ہوسکتی ہے، جس سے رؤیتِ قلبی کا رؤیتِ بصری سے قوی واعلیٰ ہونا واضح ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۴۸، کتاب الوضوء، باب ذکر ما کان اللہ عز وجل فرق به بین نبیه صلی الله علیه وسلم، وبین أمته فی النوم، صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۶۳۸۶.
قال شعیب الانؤوط: إسناده حسن علی شرط مسلم (حاشیة صحیح ابنِ حبان)
وقال محمد مصطفیٰ الأعظمی: إسناده صحیح (حاشیة صحیح ابنِ خزیمة)

[2] والقول الثانی: أن هذه الإراءة کانت بعین البصیرة والعقل، لا بالبصر الظاهر والحس الظاهر (تفسیر الرازی، ج۱۳ ص۳۶، سورة الانعام تحت آیة "وکذلک نری إبراهیم ملکوت السماوات والأرض ولیکون من الموقنین")
(فإنها لا تعمی الأبصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور) أی: لیس العمی عمی البصر، وإنما العمی عمی البصیرة (تفسیر ابنِ کثیر، ج۵ ص۴۳۸، سورة الحج)
ولکن تعمی القلوب التی فِی الصدور) أی لیس العمی علی الحقیقة عمی البصر، وإنما العمی عمی البصیرة فمن کان أعمی القلب لا یعتبر ولا یتدبر، وذِکرُ الصدور للتأکید (صفوة التفاسیر، ج۲ ص۲۶۹، سورة الحج)
فعمی البصیرة أشد من عمی البصر لأنه عظیم الضرر (فإنها لا تعمی الأبصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۱۲۰۹)
بصر: البصر یقال للجارحة الناظرة نحو قوله تعالی: (کلمح البصر -وإذ زاغت الابصار) وللقوة التی فیها ویقال لقوة القلب المدرکة بصیرة وبصر نحو قوله تعالی: (فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید) وقال: (ما زاغ البصر وما طغی) وجمع البصر أبصار، وجمع البصیرة بصائر قال تعالی: (فما أغنی عنهم سمعهم ولا أبصارهم) ولا یکاد یقال للجارحة بصیرة ویقال من الاول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی وجہ سے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (سورة الحج، رقم الآية ۴۶)

ترجمہ: پس بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، اور لیکن اندھے ہوجاتے ہیں دل، جو کہ سینوں میں ہیں (سورہ حج)

اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں جو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی، وہ بعض جہات سے رؤیتِ بصری سے بھی زیادہ قوی تھی۔

رہا یہ کہ اس موقع پر رؤیتِ قلبی کیوں حاصل ہوئی، اور رؤیتِ بصری کیوں حاصل نہیں ہوئی، تو اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ عام رؤیتِ بصری پر قدرت حاصل نہ ہونے کے قاعدے میں داخل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو رؤیتِ بصری کے بارے میں فرمایا کہ:

لَنْ تَرَانِي (سورة الاعراف، رقم الآية ۱۴۳)

ترجمہ: تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا (سورہ اعراف)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبصرت ومن الثانی أبصرته وبصرت به وقلما يقال بصرت فی الحاسة إذا لم تضامه رؤية القلب.

وقال تعالى فى الابصار :(لم تعبد ما لا يسمع ولا يبصر -ربنا أبصرنا وسمعنا -ولو كانوا لا يبصرون -وأبصر فسوف يبصرون -بصرت بما لم يبصروا به) ومنه (أدعو إلى الله على بصيرة أنا ومن اتبعنى) أى على معرفة وتحقق.

وقوله :(بل الانسان على نفسه بصيرة) أى تبصره فتشهد له، وعليه من جوارحه بصيرة تبصره فتشهد له، وعليه يوم القيامة كما قال :(تشهد عليهم ألسنتهم وأيديهم)

والضرير يقال له بصير على سبيل العكس والاولى أن ذلك يقال لما له من قوة بصيرة القلب لا لما قالوه ولهذا لا يقال له مبصر وباصر وقوله عز وجل (لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار) حمله كثير من المسلمين على الجارحة، وقيل ذلك إشارة إلى ذلك وإلى الاوهام والافهام كما قال أمير المؤمنين رضى الله عنه :التوحيد أن لا تتوهمه، وقال كل ما أدركته فهو غيره(المفردات فى غريب القرآن للاصفهانى، ج ۱ ص ۱۲۷، مادة "بصر")

اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بھی جلیل القدر نبی تھے۔

البتہ دنیا میں خواب کے علاوہ کسی اور موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی رؤیتِ بصری حاصل ہوئی یا نہیں؟ تو امکانی درجہ میں اس کو تسلیم کیا جا سکتا ہے، لیکن ہمارے نزدیک زیادہ قوی دلائل یہ ہیں کہ رؤیتِ بصری حاصل نہیں ہوئی، اور نہ ہی رؤیتِ قلبی حاصل ہونے کے بعد رؤیتِ بصری کی ضرورت تھی، اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو اللہ کے نور کو دیکھنے کا ذکر ہے، تو یہ بھی احتمال ہے کہ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اسی نور کی رؤیتِ قلبی فرمائی ہو۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

(فصل نمبر ۵)

سورہ نجم وتکویر میں مذکور رؤیت پر کلام

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سورہ نجم اور سورہ تکویر کی آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جس رؤیت کا ذکر ہے، ان آیات سے کس کی رؤیت مراد ہے، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی بعض روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رؤیت مراد ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و دیگر جمہور صحابۂ کرام بلکہ جلیل القدر تابعین کے نزدیک اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی بعض روایات کے مطابق جبریلِ امین کی رؤیت مراد ہے، اور ہمارے نزدیک حضرت عائشہ و جمہور صحابۂ کرام کا قول روایتاً ودرایتاً راجح ہے۔

جس کی تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

پہلے سورہ نجم کی وہ آیات ترجمہ سمیت نقل کی جاتی ہیں، جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مبحوث فیہ رؤیت کا ذکر ہے۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى . مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى. وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى . إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى . عَلَّمَهٗ شَدِيدُ الْقُوٰى . ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى. وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى . ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى . فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى . فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى . مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى . أَفَتُمَارُونَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى. وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى . عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى . عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى . إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى . مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى . لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (سورة النجم، رقم الآيات ۱ الیٰ ۱۸)

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہو، نہیں بھٹکا تمہارا ساتھی اور نہ بہکا،

اور نہیں بولتا وہ خواہش سے، وہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے، تعلیم دی ہے اس کو زبردست قوت والے نے، جو بڑا طاقت ور ہے پھر وہ سیدھا نمودار ہوا، جبکہ وہ تھا افق پر بلند، پھر نزدیک ہوا پھر اور بھی قریب ہوا، پھر ہو گیا وہ دو کمانوں کے فاصلے پر، یا اس سے بھی زیادہ قریب، پھر وحی کی اس نے اللہ کے بندے کی طرف جو بھی وحی کی، نہیں بولا جھوٹ دل نے اس چیز کا، جو اس نے دیکھا، کیا پس تم جھگڑتے ہو اس سے، اس چیز پر جو اس نے دیکھی، اور بلاشبہ دیکھا ہے اس (نبی) نے اس کو ایک اور مرتبہ بھی، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، جس کے پاس جنتُ الماویٰ ہے، جب چھا رہا تھا، اس سدرہ پر جو کچھ چھا رہا تھا، نہ تو چوندھیائی نگاہ اور نہ حد سے متجاوز ہوئی، بلاشبہ دیکھا اس نے نشانیوں کو اپنے رب کی بڑی بڑی (سورہ نجم)

اور سورہ تکویر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدُ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِين (سورة التكوير، رقم الآية ٢٣)

ترجمہ: اور بلاشبہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) دیکھا ہے اس کو واضح افق پر (سورہ تکویر)

مذکورہ دونوں آیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جس چیز کو دیکھنے کا ذکر ہے، اس سے متعلق آگے احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

فَقُلْتُ :يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنْظِرِينِى، وَلَا تُعْجِلِينِى، أَلَمْ يَقُلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ :(وَلَقَدُ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ)(وَلَقَدُ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى)؟ فَقَالَتْ :

أَنَا أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذٰلِکَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ، لَمْ أَرَهُ عَلٰى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ (صحيح مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے ام المومنین! آپ مجھے مہلت دیجئے اور جلدی نہ کیجئے، کیا اللہ عزوجل نے (سورہ تکویر میں) یہ نہیں فرمایا کہ ''اور بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے ان کو واضح افق پر'' اور (سورہ نجم میں یہ نہیں فرمایا کہ) ''اور بلاشبہ دیکھا ہے اس (نبی) نے اس کو ایک اور مرتبہ بھی'' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس امت میں سے سب سے پہلے میں نے ان آیات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ تو جبریل ہیں کہ جن کو میں نے ان کی اصلی پیدائشی صورت میں، ان دو مرتبہ کے علاوہ نہیں دیکھا، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہے تھے، ان کے جسم کی ضخامت نے آسمان اور زمین کے درمیان کی فضا کو بھر رکھا تھا (مسلم)

اور حضرت مسروق سے ہی روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَأَيْنَ قَوْلُهُ ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى﴾ قَالَتْ: ذَاکَ جِبْرِيلُ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ، وَإِنَّهُ أَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ الْأُفُقَ (صحيح البخاری) [2]

---

[1] رقم الحديث ١٧٧ "٢٨٧" كتاب الايمان، باب معنى قول الله عز وجل: ولقد رآه نزلة أخرى، وهل رأى النبى صلى الله عليه وسلم ربه ليلة الإسراء.

[2] رقم الحديث ٣٢٣٥، كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم: آمين والملائكة فى السماء، آمين فوافقت إحداهما الأخرى، غفر له ما تقدم من ذنبه، صحيح مسلم، رقم الحديث ١٧٧ "٢٩٠"

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اللہ کے (سورہ نجم کے) اس ارشاد کا کیا مطلب ہوگا کہ ''پھر نزدیک ہوا پھر اور بھی قریب ہوا، پھر ہو گیا وہ دو کمانوں کے فاصلے پر، یا اس سے بھی زیادہ قریب'' تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ تو جبریل ہیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (عام حالات میں) آدمی کی صورت میں آتے تھے، اور وہ اس مرتبہ اپنی اصلی صورت میں آئے تھے، تو انہوں نے افق کو ڈھانپ دیا تھا (بخاری، مسلم)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک اور حدیث ذکر کی ہے، جس میں سورہ نجم کی تفسیر میں حضرت جبریلِ امین کو ہی دیکھنے کا ذکر ہے۔ [1]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس طرح کی مزید روایات اور ان سے حاصل ہونے والے ضروری نتائج پیچھے ''رؤیتِ قلبی وبصری'' کی بحث میں گزر چکے ہیں، جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مذکورہ دونوں آیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مرئی، جبریل ہیں، نہ کہ اللہ تعالیٰ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلٰى سِدْرَةِ

---

[1] عن عروة، عن عائشة أن نبى الله صلى الله عليه وآله وسلم كان أول شأنه يرى فى المنام فكان أول ما رأى جبريل بأجياد أنه خرج لبعض حاجته، فصرخ به يا محمد يا محمد! فنظر يمينا وشمالا فلم ير شيئا، ثم نظر فلم ير شيئا، فرفع بصره فإذا هو يراه ثانيا إحدى رجليه على الأخرى على أفق السماء ، فقال يا محمد جبريل جبريل يسكنه. فهرب محمد صلى الله عليه وآله وسلم حتى دخل فى الناس فنظر فلم ير شيئا ثم خرج من الناس فنظر فرآه فذلك قوله عز وجل والنجم إذا هوى ما ضل صاحبكم وما غوى الآية.(دلائل النبوة للبيهقى، ج ۲،ص ۳۶۸، باب الدليل على أن النبى صلى الله عليه وآله وسلم عرج به إلى السماء)

الْـمُـنْتَهٰى، وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ قَالَ :سَأَلْتُ عَاصِمًا، عَنِ الْأَجْنِحَةِ؟ فَأَبٰى أَنْ يُخْبِرَنِي، قَالَ فَـأَخْبَرَنِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ أَنَّ الْجَنَاحَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۳۸۶۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبریل کو سدرۃُ المنتہیٰ پر دیکھا، جن کے چھ سو بازو تھے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عاصم سے بازوؤں کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے مجھے اس کے بارے میں بتانے سے انکار کیا، اور فرمایا کہ ان کے بعض اصحاب نے فرمایا کہ حضرت جبریل کے پر مشرق اور مغرب کے درمیان تھے (مسند احمد)

اس مرفوع حدیث سے معلوم ہوا کہ سدرۃُ المنتہیٰ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلِ امین کو دیکھا تھا، اور یہ وہی رؤیت ہے، جو سورہ نجم میں مذکور ہے۔

اور حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے کہ:

عَـنِ ابْـنِ مَسْـعُـوْدٍ، أَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ(وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، عَـلَيْـهِ سِـتُّ مِـائَةِ جَـنَـاحٍ، يُنْتَثَرُ مِنْ رِّيْشِهِ التَّهَاوِيْلُ :اَلـدُّرُّ وَالْيَاقُوْتُ

(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۳۹۱۵) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی اس) آیت ''وَلَقَدْ رَآهُ نَـزْلَةً أُخْرٰى '' کے بارے میں فرمایا کہ (اس سلسلہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریل کو سدرۃُ المنتہیٰ کے پاس دیکھا، جن کے چھ سو

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن من أجل عاصم بن بهدلة، وبقية رجاله ثقات رجال الصحيح(حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤط: إسناده حسن، عاصم بن بهدلة صدوق حسن الحديث، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد بن سلمة، فمن رجال مسلم (حاشية مسند احمد)

بازو تھے، اوران کے بازوؤں سے مختلف رنگوں کے موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے (مسند احمد)

اور اسحاق بن کہتلہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَرَ جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ قَالَ أَمَّا مَرَّةٌ فَإِنَّهُ سَأَلَهُ أَنْ يُرِيَهُ نَفْسَهُ فِي صُورَتِهِ، فَأَرَاهُ، فَأَتَاهُ يَسُدُّ الْأُفُقَ، وَأَمَّا الثَّانِيَةُ فَإِنَّهُ كَانَ مَعَهُ إِذْ صَعِدَ، فِي قَوْلِهِ (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى، فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى) ، فَلَمَّا أَنْ حَسَّ جِبْرِيلُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَادَ فِي صُورَتِهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ (وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى، عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى) إِلَى قَوْلِهِ (لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى)، قَالَ: خَلْقِ جِبْرِيلَ

(المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ ہی دیکھا، ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین سے یہ سوال کیا کہ وہ انہیں اپنے آپ کو اصل صورت میں دکھائیں، تو حضرت جبریل تشریف لائے، اور افق کو گھیر لیا، اور دوسری مرتبہ اس وقت جب آسمان پر چڑھنے کے وقت حضرت جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جس کا اللہ تعالیٰ کے قول "**ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى، فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى، فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى**" میں ذکر ہے، پھر جب محسوس کیا جبریل نے اللہ رب العزت کو، تو اپنی صورت میں لوٹ آئے، پس یہ اللہ تعالیٰ کا قول "**وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى، عِنْدَ سِدْرَةِ**

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۵۴۷، ترتیب الامالی، رقم الحدیث ۱۲۳.

قال الالبانی: وإسناده حسن رجاله كلهم ثقات معروفون غير إسحاق هذا وقد روى عنه ثقتان وذكره ابن حبان فی "الثقات (الاسراء و المعراج و ذکر احادیثهما للالبانی، ج ۱، ص ۱۰۲)

الْمُنْتَهٰى، عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى ‘‘ ہے، اللہ تعالیٰ کے قول ’’لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ‘‘ تک، یعنی جبریل کی اصلی پیدائشی صورت کو دیکھا (طبرانی)

حضرت ابواسحاق شیبانی سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى) قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ رَأٰى جِبْرِيلَ، لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ (صحيح البخاري) [1]

ترجمہ: میں حضرت زر بن حبیش سے (سورہ نجم کی اس) آیت کے بارے میں سوال کیا کہ ’’فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى .فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى ‘‘ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم سے ابنِ مسعود نے حدیث بیان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو دیکھا، جن کے چھ سو بازو تھے (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ :قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ :رَأٰى جِبْرِيلَ فِيْ صُوْرَتِهِ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ (صحيح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت زرّ بن حبیش سے (سورہ نجم کی) اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ ’’لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ‘‘کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا‘‘ تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت

---

[1] رقم الحديث ۳۲۳۲، كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم :آمين والملائكة فى السماء، آمين فوافقت إحداهما الأخرى، غفر له ما تقدم من ذنبه، و رقم الحديث ۴۸۵۶، مسلم، رقم الحديث ۱۷۴ ‘‘۲۸۰’’

[2] رقم الحديث ۶۴۲۷، ج۱۴ ص ۳۳۶، كتاب التاريخ، باب من صفته صلى الله عليه وسلم واخباره، مؤسسة الرسالة، بيروت.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية ابنِ حبان)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (اس آیت کے متعلق) فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو ان کی (اصل) صورت میں دیکھا، جن کے چھ سو بازو تھے (ابنِ حبان)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالَى :(لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى) قَالَ :لَمْ يَرَهُ فِي صُورَتِهٖ إِلَّا مَرَّتَيْنِ:مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَمَرَّةً بِأَجْيَادَ، لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ (اخبار مكة للفاكهي، رقم الحديث ٢٣٠٦، ج٣ص ٣٨٦)

ترجمہ: حضرت زرّ بن حبیش حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول ''لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى'' کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ ہی دیکھا ہے، ایک مرتبہ ''سدرۃ المنتہیٰ'' کے پاس، اور ایک مرتبہ اجیاد میں، جن کے چھ سو بازو تھے، جنہوں نے اُفق کو گھیر رکھا تھا (اخبارِ مکہ)

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلِ امین کو اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے، ایک مرتبہ زمین پر بلند افق میں، اور دوسری مرتبہ آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ [1]

---

[1] النبي صلى الله عليه وسلم رأى جبريل، عليه الصلاة والسلام، على صورته التي خلق عليها مرتين مرة بالأرض في الأفق الأعلى، ومرة في السماء عند سدرة المنتهى، وهذا قول عائشة، وأكثر العلماء وهو الاختيار لأنه قرن الرؤية بالمكان، فقال :عند سدرة المنتهى، ولأنه قال :نزلة أخرى، ووصف الله تعالى بالمكان والنزول الذي هو الانتقال محال(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج١٩،ص ١٩٩ ،باب فأوحى إلى عبده ما أوحى)

(مرتين) مرة بالأرض في الأفق الأعلى ومرة في السماء عند سدرة المنتهى (ارشاد الساري، ج٧، ص ٣٦٠، باب سورة النجم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى)، قَالَ: رَأٰى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی اس) آیت "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى" کے بارے میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا، جن کے چھ سو بازو تھے (مسلم)

اور حضرت عبدالرحمان بن یزید سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، (مَا كَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَأٰى) قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلَ فِي حُلَّةٍ مِنْ رَفْرَفٍ قَدْ مَلَأَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی اس) آیت "مَا كَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَأَى" کے بارے میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو سبز لباس کے حلّے میں دیکھا، جنہوں نے آسمان و زمین کی درمیانی فضا کو بھر رکھا تھا (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

اور حضرت عطاء سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وللترمذی من طریق مسروق عن عائشة لم یر محمد جبریل فی صورته إلا مرتین مرة عند سدرة المنتهی ومرة فی أجیاد وهذا یقوی روایة بن لهیعة (فتح الباری، ج ۱، ص ۲۳)

[1] رقم الحدیث ۱۷۴ "۲۸۱" کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرة المنتهی.

[2] رقم الحدیث ۳۲۸۳، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النجم.
قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، (وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى) قَالَ: رَأٰى جِبْرِيلَ (مسلم) [1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی اس) آیت ''وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى'' کے بارے میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو دیکھا (مسلم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت شعبی کی سند سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ: (وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ) إِنَّمَا أَعْنِي جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ فِي صُورَةٍ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (المعجم الكبير للطبرانی، ۱۲۵۶۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول ''وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ'' کے بارے میں فرماتے تھے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جبریل علیہ السلام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اپنی صورت میں سدرۃ المنتہٰی کے پاس دیکھا (طبرانی)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ سدرۃ المنتہٰی کے قریب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین کو دیکھا تھا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۷۵ "۲۸۳" كتاب الايمان، باب فی ذكر سدرة المنتهى.

[2] اس حدیث کی سند درج ذیل ہے۔

حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمی، ثنا جمهور بن منصور، ثنا اسماعيل بن مجالد، عن مجالد، عن الشعبی (حواله بالا)

اس حدیث کی سند میں محمد بن عبداللہ حضرمی اور اسماعیل بن مجالد تو ثقہ ہیں، اور مجالد کو بعض نے ضعیف اور بعض نے ثقہ وصالح قرار دیا ہے، جس کی وجہ سے بعض محدثین نے ان کو حسن قرار دیا ہے، اور جمہور بن منصور کو ابنِ نمیر نے صالح قرار دیا ہے، اور ابنِ حبان نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

(۱) مطين أبو جعفر محمد بن عبد الله الحضرمی .الشيخ، الحافظ، الصادق، محدث الكوفة، أبو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت شعبی کی روایت

اور عطاء بن سائب سے روایت ہے کہ:

عَنِ الشَّعْبِيِّ: (وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ) قَالَ: أَيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ ثِيَابٌ خُضْرٌ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ (تفسيرِ مجاهد، ج ۱ ص ۷۰۹، سورة التكوير، رقم الآية ۲۳)

ترجمہ: حضرت شعبی نے فرمایا "ولقد رآه بالأفق المبين" یعنی رسول اللہ صلی اللہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جعفر محمد بن عبد الله بن سليمان الحضرمي، الملقب: بمطين. رأى أبا نعيم الملائى (سير اعلام النبلاء، ج ۱۴ ص ۴۱)

(۲) قال لنا الحضرمى سألت بن نمير عن جمهور فقال أكتب عنه هذا يروى من غير هذا الوجه بإسناد صالح (الضعفاء الكبير للعقيلى، رقم الحديث ۱۹۲۷)

جمهور بن منصور القرشي: روى عن وهب بن حكيم الأزدي، وهشيم، وسليم بن أخضر، وغيرهم. روى عنه محمد بن عبد الله الحضرمي -المعروف بِمُطَيَّن-، ومحمد بن عثمان بن أبي شيبة. قال الحافظ مُطين " :سألت ابن نمير عن جمهور؟ فقال :أَكْتُبُ عَنْه "، وذكره ابن حِبَّان في "الثقات" (التذييل علىٰ كتب الجرح والتعديل، لطارق بن محمد آل بن ناجى، ص ۵۸، تحت رقم الترجمة ۱۶۰)

(۳) إسماعيل بن مجالد عن أبيه عن عامر عن جابر قال :فذكره .قلت :وهذا إسناد مرشح للتحسين، مجالد -وهو ابن سعيد -ليس بالقوى، وبه أعله الهيثمى، فقال (۹/۲۷۲) ":وهو ضعيف، وقد وثق، وبقية رجاله رجال الصحيح ."وأقول :ولكن إسماعيل هذا، وإن كان من رجال البخارى فقد تكلم فيه بعضهم من قبل حفظه. وقال الذهبى فى "الكاشف " :"صدوق ."وكذا قال الحافظ فى "التقريب "، وزاد " :يخطىء ."قلت :وهذا أصح، فمثله وسط، يدور حديثه بين أن يكون حسنا لذاته أو حسنا لغيره، فإن توبع لم يتوقف الباحث عن تحسينه (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۶۵۷)

(۴) مجالد بن سعيد بن عمير بن بسطام الهمدانى.....قال أبو حاتم :لا يحتج به، وهو أحب إلى من بشر بن حرب، وأبى هارون، وشهر بن حوشب، وداود الأودى، وعيسى الحناط.

وقال النسائى :ثقة.وقال مرة :ليس بالقوى.وقال ابن عدى :له عن الشعبى، عن جابر أحاديث صالحة، وعن غير جابر من الصحابة أحاديث صالحة، وعامة ما يرويه غير محفوظ.

وقال أبو سعيد الأشج :شيعى.وقال الدارقطنى :ضعيف (سير اعلام النبلاء، ج ۶ ص ۲۸۴، ۲۸۵ ملخصاً)

علیہ وسلم نے جبریل کو دیکھا سبز لباس میں، جنہوں نے افق کو گھیر رکھا تھا (تفسیر مجاہد)

چند جلیل القدر تابعین ومحدثین کی روایات

مذکورہ آیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت جبریل امین کو دیکھنے کی روایات جلیل القدر تابعین ومفسرین حضرت قتادہ، مرہ، حضرت مجاہد اور حضرت ربیع سے بھی مروی ہیں۔ [1]

جس سے معلوم ہوا کہ سورہ نجم اور سورہ تکویر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت سے مراد جبریل امین کی رؤیت ہونے کا قول تنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہیں ہے، بلکہ متعدد صحابہ وتابعین کا بھی یہی قول ہے، اور مرفوع حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا ابن عبد الأعلى، قال :ثنا ابن ثور، عن معمر، عن قتادة، فی قوله(مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى) قال :رأى جبريل فی صورته التی هی صورته، قال :وهو الذی رآه نزلة أخرى(تفسیر الطبری، ج۲۲ص ۵۰۹،سورة النجم)

حدثنی الحسین بن علیّ الصدائی، قال :ثنا أبو أسامة، عن سفیان، عن قیس بن وهب، عن مرّة فی قوله(وَلَقَدْ رَآهُ نزلَةً أُخْرَى) ثم ذكر نحوه.

حدثنا ابن بشار، قال :ثنا مؤمل، قال :ثنا سفیان، عن سلمة بن كهیل، عن مجاهد(وَلَقَدْ رَآهُ نزلَةً أُخْرَى) قال :رأى جبریل فی صورته مرّتین.

حدثنا ابن حُمید، قال :ثنا مهران، عن سفیان، عن سلمة بن كهیل الحضرمیّ، عن مجاهد، قال :رأى النبیّ صلى الله علیه وسلم جبریل علیه السلام فی صورته مرّتین.

حدثنا ابن حُمید، قال :ثنا مهران، عن أبی جعفر، عن الربیع(وَلَقَدْ رَآهُ نزلَةً أُخْرَى) قال :جبریل علیه السلام (تفسیر الطبری، ج۲۲ص ۵۱۲،سورة النجم)

عن الربیع رحمه الله، فی قوله :(إنه لقول رسول كریم ذی قوة عند ذی العرش مكین مطاع ثم أمین) قال " :هذا ثناؤه على جبریل، ثم رجع إلى محمد صلى الله علیه وسلم، فقال :(وما صاحبكم بمجنون ولقد رآه بالأفق المبین) فأتاه من الأفق فی صورته، حتى انتهى إلیه عند الضحى(العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، ج۲ص ۷۹۲)

[2] وقوله تعالى ولقد رآه نزلة أخرى عند سدرة المنتهى روى عن ابن مسعود وعائشة ومجاهد والربیع قالوا رأى جبریل فی صورته التی خلقه الله علیها مرتین وروى عن ابن عباس أنه رأى ربه بقلبه وهذا یرجع إلى معنى العلم(احكام القرآن للجصاص، ج۵ص۲۹۷، سورة النجم)

فكان قاب قوسین أو أدنى وهذا الذی قلناه من أن هذا المقترب الدانی الذی صار بینه وبین محمد صلى الله تعالى علیه وسلم إنما هو جبریل علیه السلام، وهو قول أم المؤمنین عائشة وابن مسعود

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول

البتہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی بعض روایات کے مطابق سورہ نجم میں مذکور رؤیت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رؤیت ہے، جس کی بعض سلف وخلف نے پیروی کی ہے۔ [1]

آگے ان روایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو العالیہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى) (وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى) قَالَ: رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ (مسلم) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی آیت) ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى '' اور ''وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى '' کے بارے میں فرمایا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) اپنے دل سے دو مرتبہ دیکھا (مسند احمد، نسائی)

اور حضرت ابو العالیہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ: (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى) قَالَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وأبی ذر وأبی هريرة، كما سنورد أحاديثهم قريبا إن شاء الله تعالى.
وروى مسلم فى صحيحه عن ابن عباس أنه قال: رأى محمد ربه بفؤاده مرتين 1 فجعل هذه إحداهما، وجاء فى حديث شريك بن أبى نمر عن أنس فى حديث الإسراء: ثم دنا الجبار رب العزة فتدلى، ولهذا قد تكلم كثير من الناس فى متن هذه الرواية وذكروا أشياء فيها من الغرابة، فإن صح فهو محمول على وقت آخر وقصة أخرى، لا أنها تفسير لهذه الآية فإن هذه كانت ورسول الله صلى الله عليه وسلم فى الأرض لا ليلة الإسراء، ولهذا قال بعده: ولقد رآه نزلة أخرى عند سدرة المنتهى فهذه هى ليلة الإسراء والأولى كانت فى الأرض (تفسير ابنِ كثير، ج۷ ص ۴۱۴، ۴۱۵، سورة النجم)

[1] وتقدم أن ابن عباس رضى الله عنهما كان يثبت الرؤية ليلة الإسراء ويستشهد بهذه الآية، وتابعه جماعة من السلف والخلف، وقد خالفه جماعات من الصحابة رضى الله عنهم والتابعين وغيرهم (تفسير ابن كثير، ج۷، ص ۴۱۹، سورة النجم)

[2] رقم الحديث ۱۷۶ "۲۸۵" كتاب الايمان، باب معنى قول الله عز وجل: ولقد رآه نزلة أخرى، وهل رأى النبى صلى الله عليه وسلم ربه ليلة الإسراء.

رَأٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ بِقَلْبِهٖ مَرَّتَیْنِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۱۹۵۶، السنن الکبری للنسائی، رقم الحدیث ۱۱۴۷۱) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی آیت) ''مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی '' کے بارے میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو اپنے دل سے دو مرتبہ دیکھا (مسند احمد، نسائی)

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، (مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی) قَالَ: رَآهُ بِقَلْبِهٖ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی آیت) ''مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی '' کے بارے میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو اپنے دل سے دیکھا (ترمذی)

حضرت عکرمہ سے منقول حضرت ابنِ عباس کی اسی طرح کی روایت کو طبری، دار قطنی نے اور ابو القاسم للکائی نے بھی روایت کیا ہے۔ [3]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحیح علی شرط مسلم (حاشیة مسند احمد)

[2] رقم الحدیث ۳۲۸۱، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النجم.
قال الترمذی: هذا حدیث حسن.

[3] حدثنا سعید بن یحیی، قال: ثنی عمی سعید عبد الرحمن بن سعید، عن إسرائیل بن یونس بن أبی إسحاق السبیعی، عن سماک بن حرب، عن عکرمة، عن ابن عباس، فی قوله (مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی) قال: رآه بقلبه صلی الله علیه وسلم (تفسیر طبری، ج۲۲ ص۵۰۷، سورة النجم)
حدثنا محمد بن نوح الجندیسابوری، حدثنا هارون بن إسحاق، ح وحدثنا محمد بن مخلد، حدثنا العباس بن محمد بن حاتم، والرمادی، قالوا: حدثنا عمرو بن حماد بن طلحة القناد، عن أسباط بن نصر، عن سماک، عن عکرمة، عن ابن عباس، فی قوله " :(ولقد رآه نزلة أخری) قال: إن النبی صلی الله علیه وسلم رأی ربه عز وجل بقلبه" (رؤیة الله، للدارقطنی، رقم الحدیث ۲۷۸)
أخبرنا الحسن بن عثمان، قال: أخبرنا إسماعیل بن محمد، قال: ثنا عباس بن محمد الدوری، قال: ثنا عمرو بن حماد بن طلحة القناد، قال: ثنا أسباط، عن سماک، عن عکرمة، عن ابن عباس، فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت یوسف بن مہران سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهٖ :(مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى)، قَالَ :رَأٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ بِفُؤَادِهٖ (رؤية الله للدارقطنى، رقم الحديث ۲۸۱، تفسير مجاهد، رقم الحديث ۱۶۷۲)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے (سورہ نجم کی آیت) ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى'' کے بارے میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو اپنے دل سے دیکھا (رؤیۃ اللہ، تفسیر مجاہد)

اور حضرت عطاء سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَأٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ مَرَّتَيْنِ، وَلَمْ يَرَهٗ بِعَيْنَيْهِ، وَلٰكِنْ بِقَلْبِهٖ، مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى (رؤية الله، للدارقطنى، رقم الحديث ۲۸۰)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دو مرتبہ دیکھا، لیکن اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، بلکہ اپنے قلب سے دیکھا ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى'' (رؤیۃ اللہ)

اور حضرت عطاء سے ہی روایت ہے کہ:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمْ يَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ بِعَيْنَيْهِ إِنَّمَا رَآهُ بِقَلْبِهٖ (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۱۴۲۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ قوله (ولقد رآه نزلة أخرى) قال :إن النبى صلى الله عليه وسلم رأى ربه بقلبه (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، رقم الحديث ۹۱۰)

أخبرنا أحمد بن عبيد، قال :أخبرنا على بن عبد الله بن مبشر، قال :ثنا أحمد بن سنان، قال :ثنا أبو أحمد، قال :ثنا إسرائيل، عن سماک، عن عكرمة، عن ابن عباس، فى قوله (ما كذب الفؤاد ما رأى) قال " :رأى ربه بقلبه (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، رقم الحديث ۹۱۱)

نے اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، بلکہ اپنے قلب سے دیکھا ہے (طبرانی)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ سورہ نجم میں مذکور رؤیت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رؤیت ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی یہ رؤیت قلب سے فرمائی ہے، ظاہری آنکھوں سے نہیں فرمائی۔

اب حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوسری ''رؤیتِ قلبی کونسی ہوگی، تو اس کا حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ثبوت نینداور خواب میں ثابت ہے، جیسا کہ پیچھے مستقل فصل میں گزرا، اور ہم یہ بھی دلائل کے ساتھ بلکہ مستقل بحث میں ذکر کر چکے ہیں کہ انبیائے کرام کی رؤیتِ منامی رؤیتِ قلبی ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں چند محدثین واہلِ علم کی آراء

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونے کے علاوہ کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور خود حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

لہٰذا اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو متفرد قرار دینا درست نہیں۔

البتہ اس سلسلہ میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول اللہ تعالیٰ کی رؤیت مراد ہونے کا ہے، مگر وہ محض ان کا قول ہے، نہ تو کسی مرفوع حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے، اور نہ کسی دوسرے صحابی سے مستند طریقہ پر اس کا ثبوت پایا جاتا۔

چنانچہ علامہ ابنِ قیم فرماتے ہیں کہ:

وَهِيَ مَسْأَلَةُ خِلَافٍ بَيْنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ، وَإِنْ كَانَ جُمْهُورُ الصَّحَابَةِ بَلْ كُلُّهُمْ مَعَ عَائِشَةَ كَمَا حَكَاهُ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ إِجْمَاعًا لِلصَّحَابَةِ (زاد المعاد فی هدی خیر العباد، ج ا ،ص ۷۹، فصل فی نسبه صلی الله علیه وسلم)

ترجمہ: اور یہ مسئلہ سلف اور خلف کا اختلافی ہے، اگر چہ جمہور صحابہ بلکہ سب کے سب حضرت عائشہ کے ساتھ ہیں، جیسا کہ عثمان بن سعید دارمی نے صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے (زادالمعاد)

اور امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

بَابُ الدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عُرِجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ فَرَأٰى جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامَ فِيْ صُوْرَتِهٖ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَقَبْلَ ذٰلِكَ كَانَ قَدْ رَأٰى جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى . مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى. وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى . إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى . عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى . ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى. وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى . ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى . فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى . فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى . مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى . أَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى.) (دلائل النبوة للبيهقى، ج۲، ص ۳٦٦)

ترجمہ: یہ باب اس بات پر دلیل کے بیان میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے سفر میں جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں سدرۃ المنتہٰی کے پاس دیکھا، اور اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں (اس وقت) دیکھا تھا، جب کہ جبریل بلند افق پر تھے، اللہ عزو جل کا (سورہ نجم میں) ارشاد ہے کہ:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى . مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى. وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى . إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى . عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى . ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى. وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى . ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى . فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى . فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى . مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى . أَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى

(دلائل النبوۃ)

اور علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ:

فَجَزَمَ صَاحِبُ الْكَشْفِ بِأَنَّهُ مَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُوْنَ مِنْ أَنَّ الدُّنُوَّ وَالتَّدَلِّيَ مَقْسَمٌ مَا بَيْنَ النَّبِيِّ وَجِبْرِيْلَ صَلَاةُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمَا أَيْ وَأَنَّ الْمَرْئِيَّ هُوَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِذَا صَحَّ خَبَرُ جَوَابِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مَحِيْصٌ عَنِ الْقَوْلِ بِهِ (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ج ۱۴، ص ۵۴، سورۃ النجم)

ترجمہ: پس صاحبِ کشف نے اس پر یقین ظاہر کیا ہے، جس پر اکثر حضرات ہیں کہ ''دنو'' اور ''تدلی'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے مابین تقسیم ہے، اور مرئی جبریل علیہ السلام ہی ہیں، اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جواب کی حدیث صحیح ہے، تو کسی کے لئے اس قول سے مفر کی گنجائش نہیں (روح المعانی)

ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی (المتوفی ۴۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

وَقَالَ تَعَالٰى: (عَلَّمَهُ) أَيْ: عَلَّمَ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شَدِيْدُ الْقُوٰى) أَيْ: شَدِيْدُ الْخَلْقِ، يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ (ذُوْ مِرَّةٍ) أَيْ: ذُوْ قُوَّةٍ (فَاسْتَوٰى) أَيْ: فَاعْتَدَلَ قَائِماً: يَعْنِيْ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامِ (وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى) يَعْنِيْ: وَجِبْرِيْلُ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى، أَي: بِالْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ تَطْلُعُ الشَّمْسُ (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى) أَيْ: فَتَدَلّٰى جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ إِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ: فَقَرَّبَ (فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى) أَيْ: قَدْرَ ذِرَاعَيْنِ (فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى) أَيْ: فَأَوْحٰى جِبْرِيْلُ إِلٰى مُحَمَّدٍ، وَقِيْلَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلٰى مُحَمَّدٍ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى) قَالَ الْحَسَنُ: مَا كَذَبَ فُؤَادُهُ مَا رَأَتْ عَيْنَاهُ لَيْلَةَ

أَسْرٰى بِهٖ بَلْ صَدَّقَهُ الْفُؤَادُ (أَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى)إِلٰى قَوْلِهٖ :(مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى)، وَأَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم رَأى هُنَاكَ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ : آدَمَ، وَإِبْرَاهِيْمَ، وَمُوْسٰى، وَعِيْسٰى، وَإِدْرِيْسَ، وَفُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسِ، وَكَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَأَرَاهُ النَّارَ عَلٰى مَا تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ، وَثَبَتَتْ بِنَقْلِهِ الْآثَارِ (الرسالة الوافية لمذهب أهل السنة فى الاعتقادات وأصول الديانات، ج ۱، ص ۱۹۴، فصل فى الاسراء)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ نجم میں) ارشاد ہے کہ ’’علمہ‘‘ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی ’’شدید القویٰ‘‘ یعنی مضبوط مخلوق نے، جس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں ’’ذو مرۃ‘‘ یعنی قوت والے نے ’’فاستویٰ‘‘ یعنی سیدھے کھڑے ہوگئے، جس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں ’’وھو بالافق الاعلیٰ‘‘ یعنی اور جبریل افقِ اعلیٰ پر تھے، یعنی مشرق پر تھے، جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے ’’ثم دنا فتدلیٰ‘‘ یعنی جبریل قریب ہوئے، وحی لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور اتنے قریب ہوئے کہ ’’فکان قاب قوسین او ادنیٰ‘‘ یعنی دو ذراع کے بقدر یا اس سے بھی قریب ’’فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ‘‘ یعنی وحی کی جبریل نے محمد کی طرف، اور ایک قول یہ ہے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے محمد کی طرف ’’ماکذب الفواد مارای‘‘ حسن نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے جھوٹ نہیں بولا، اس چیز کے بارے میں جو اُن کی آنکھوں نے معراج کی رات میں دیکھا، بلکہ دل نے سچ بولا ’’افتمارونہ علی مایری‘‘ اللہ تعالیٰ کے قول ’’ مازاغ البصر و ماطغی، لقد رای من آیات ربہ الکبری‘‘ تک اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر انبیائے علیہم السلام کو دیکھا، حضرت آدم کو، حضرت ابراہیم کو، حضرت موسیٰ کو، حضرت عیسیٰ کو، حضرت ادریس کو، نبی صلی اللہ

علیہ وسلم پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں داخل کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم بھی دکھائی گئی، جس کی احادیث متواتر ہیں، اور اس کے نقل کرنے پر آثار ثابت ہیں (الرسالۃ الوافیۃ)

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں جو رب تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا، اس سے مراد، اللہ تعالیٰ کی رؤیت نہیں، بلکہ اللہ کی عجیب اور عظیم مخلوقات کو دیکھنا ہے، جس کا ذکر سورہ اسراء میں ان الفاظ میں آیا ہے کہ:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

(سورة بنی اسرائیل، رقم الآیة ۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھائیں اس کو اپنی نشانیاں، بے شک وہی ہے خوب سننے والا، دیکھنے والا (سورہ بنی اسرائیل)

یہی نشانیاں جو سورہ بنی اسرائیل میں بیان کی گئیں، ان ہی کا ذکر سورہ نجم میں کیا گیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں ان کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔[1]

---

[1] (لنريه من آياتنا) عجائب قدرتنا (تفسير الجلالين، سورة بنى اسرائيل، تحت رقم الآية ١)

(لنريه من آياتنا) هذا من باب تلوين الخطاب والآيات التى أراه الله من العجائب التى أخبر بها الناس، وإسراؤه من مكة إلى المسجد الأقصى فى ليلة وهو مسيرة شهر، وعروجه إلى السماء ووصفه الأنبياء واحدا واحدا، حسبما ثبت فى صحيح مسلم وغيره (تفسير القرطبى، سورة بنى اسرائيل، تحت رقم الآية ١)

لنريه أى محمدا من آياتنا أى العظام . كما قال تعالى :لقد رأى من آيات ربه الكبرى (تفسير ابنِ كثير، سورة بنى اسرائيل، تحت رقم الآية ١)

وقوله(لِنُرِيَهُ مِنْ آياتِنا) يقول تعالى ذكره :كى نرى عبدنا محمدا من آياتنا، يقول :من عبرنا وأدلتنا وحججنا، وذلك هو ما قد ذكرت فى الأخبار التى رويتها آنفا، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أريه فى طريقه إلى بيت المقدس، وبعد مصيره إليه من عجائب العبر والمواعظ (تفسير الطبرى، سورة بنى اسرائيل، تحت رقم الآية ١)

اور علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں کہ:

(فَأَوْحٰى) ، يَعْنِیُ :أَوْحٰى اللّٰه تَعَالٰى إِلٰى عَبدِهٖ مُحَمَّدً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ، وَعَنِ الْحَسَنِ وَالرَّبِيْعِ وَابْنِ زَيْدٍ مَعْنَاهُ :فَأَوْحٰى جِبْرِيلُ، عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، إِلٰى مُحَمَّدٍ مَا أَوْحٰى إِلَيْهِ رَبُّهٗ (عمدة القارى، ج١٩، ص ١٩٩، باب فأوحى إلى عبده ما أوحى)

ترجمہ: ”فاوحیٰ“ یعنی وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، اور حسن اور ربیع اور ابنِ زید سے یہ معنیٰ مروی ہیں کہ وحی کی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے محمد کی طرف، جو وحی جبریل کی طرف ان کے رب نے کی (عمدۃ القاری)

اور علامہ ابنِ قیم فرماتے ہیں کہ:

وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ ”رَأَيْتُ رَبِّىْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى“ وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ هٰذَا فِى الْإِسْرَاءِ وَلٰكِنْ كَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ لَمَّا اِحْتَبَسَ عَنْهُمْ فِىْ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ أَخْبَرَهُمْ رَبَّهٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى تِلْکَ اللَّيْلَةِ فِىْ مَنَامِهٖ ...... وَأَمَّا قَوْلُ ابْنِ عَبَّاس: أَنَّهٗ رَآهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ كَانَ اسْتِنَادُهٗ إِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى: (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى) ثُمَّ قَالَ :(وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى) وَالظَّاهِرُ أَنَّهٗ مُسْتَنَدُهٗ، فَقَدْ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ هٰذَا الْمَرْئِىَّ جِبْرِيْلُ، رَآهُ مَرَّتَيْنِ فِىْ صُورَتِهِ الَّتِى خُلِقَ عَلَيْهَا، وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذَا هُوَ مُسْتَنَدُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ فِىْ قَوْلِهٖ: (رَآهُ بِفُؤَادِهٖ) ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .وَأَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى فِىْ سُورَةِ النَّجم: (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى) فَهُوَ غَيْرُ الدُّنُوِّ وَالتَّدَلِّىْ فِىْ قِصَّةِ الْإِسْرَاءِ، فَإِنَّ الَّذِى فِىْ (سُورَةِ النَّجْمِ) هُوَ دُنُوُّ جِبْرِيْلَ وَتَدَلِّيْهِ، كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ، وَالسِّيَاقُ يَدُلُّ عَلَيْهِ فَإِنَّهٗ قَالَ: (عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى) وَهُوَ جِبْرِيْل: (ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى -وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى -ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى) فَالضَّمَائِرُ كُلُّهَا

رَاجِعَةٌ إِلٰى هٰذَا الْمُعَلِّمِ الشَّدِيْدِ الْقُوٰى، وَهُوَ ذُو الْمِرَّةِ، أَىُ :الْقُوَّةُ، وَهُوَ الَّذِىُ اسْتَوٰى بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى، وَهُوَ الَّذِىُ دَنَا فَتَدَلّٰى، فَكَانَ مِنُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْرَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى، فَأَمَّا الدُّنُوُّ وَالتَّدَلِّى الَّذِىُ فِىُ حَدِيْثِ الْإِسْرَاءِ فَذٰلِكَ صَرِيْحٌ فِىُ أَنَّهُ دُنُوُّ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَدَلِّيْهِ، وَلَا تَعَرُّضَ فِىُ (سُورَةِ النَّجْمِ) لِذٰلِكَ، بَلُ فِيْهَا أَنَّهُ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَهٰذَا هُوَ جِبْرِيْلُ، رَآهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ، مَرَّةً فِى الْأَرْضِ، وَمَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ (زاد المعاد فى هدى خير العباد، ج۳، ص ۳۴، ۳۵، فصل فى الإسراء والمعراج)

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھا ہے، لیکن یہ دیکھنا اسراء کے واقعہ کے متعلق نہیں، بلکہ مدینہ میں تھا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں محبوس ہو گئے تھے، پھر ان کو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں رب تبارک وتعالیٰ کو اپنے خواب میں دیکھا............اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا ہے، تو اگر ان کی دلیل (سورہ نجم میں مذکور) اللہ کا یہ قول ہے کہ ''ما کذب الفؤاد ما رأى'' اور پھر فرمایا ''ولقد رآه نزلة أخرى'' اور ظاہر یہی ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا مستند یہی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ یہ جبریل کی رؤیت ہے، جن کو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) دو مرتبہ ان کی اصلی پیدائشی صورت میں دیکھا، اور ابنِ عباس کا یہی قول امام احمد کا بھی مستند ہے، جو انہوں نے ''رآه بفوائده'' فرمایا، واللہ اعلم۔

اور سورہ نجم میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ''ثم دنا فتدلى'' تو یہ بھی اس دنو اور تدلی کے

علاوہ ہے، کیونکہ جو سورہ نجم میں ہے، وہ جبریل کا دنو اور تدلی ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اور سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اللہ نے یہ فرمایا کہ ''علمه شديد القوى '' اور وہ جبریل ہیں، ''ذو مرة فاستوى -وهو بالأفق الأعلى -ثم دنا فتدلى '' تو اس میں تمام ضمیریں اسی شدید قوی معلم کی طرف راجع ہیں، جو کہ ذو المرۃ یعنی قوت والا ہے، اور وہی افقِ اعلیٰ پر مستوی ہوا، اور وہی قریب ہوا، پھر زیادہ قریب ہوا، پس وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دو قوسوں کے برابر یا اس سے بھی زیادہ قریب ہو گیا۔

جہاں تک اس دنو اور تدلی کا تعلق ہے، جو حدیثِ اسراء میں آیا ہے، تو وہ اس بارے میں صریح ہے کہ وہ دنو اور تدلی رب تعالیٰ کے ساتھ ہوا، اور سورہ نجم میں اس دنو اور تدلی سے کوئی تعرض نہیں، بلکہ اس میں تو یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دوسری مرتبہ دیکھا، اور یہ وہی جبریل ہیں، جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ زمین میں، اور ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، واللہ اعلم (زادالمعاد)

اور شرح عقیدۃ الطحاویہ میں ہے کہ:

وَقَوْلُهُ :(مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى) (وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى) صَحَّ عَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم أَنَّ هٰذَا الْمَرْئِيَّ جِبْرِيْلُ، رَآهُ مَرَّتَيْنِ عَلٰى صُوَرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا (شرح العقيدة الطحاوية لصدر الدين ابن أبي العز الحنفي، ص ۲۷۵، ۲۷۶، باب الإسراء والمعراج له صلى الله عليه وسلم باليقظة)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا قول ''ما كذب الفؤاد ما رأى '' اور ''ولقد رآه نزلة أخرى '' کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ منقول ہے کہ یہ مرئی جبریل تھے، جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصل پیدائشی صورت میں دو مرتبہ دیکھا (عقیدہ طحاویہ)

لیلۃ الاسراء میں قربِ الٰہی اور سورہ نجم کی رؤیت میں فرق

ملحوظ رہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی معراج سے متعلق حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

ثُمَّ عَلَا بِهٖ فَوْقَ ذٰلِکَ بِمَا لَا یَعْلَمُهٗ إِلَّا اللّٰهُ، حَتّٰی جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَیْنِ أَوْ أَدْنٰی، فَأَوْحَی اللّٰهُ فِیْمَا أَوْحٰی إِلَیْهِ : خَمْسِیْنَ صَلَاةً عَلٰی أُمَّتِکَ کُلَّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ، ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰی بَلَغَ مُوْسٰی، فَاحْتَبَسَهٗ مُوْسٰی، فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ، مَاذَا عَهِدَ إِلَیْکَ رَبُّکَ؟ قَالَ :عَهِدَ إِلَیَّ خَمْسِیْنَ صَلَاةً کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ، قَالَ :إِنَّ أُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ ذٰلِکَ، فَارْجِعْ فَلْیُخَفِّفْ عَنْکَ رَبُّکَ وَعَنْهُمْ، فَالْتَفَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی جِبْرِیْلَ کَأَنَّهٗ یَسْتَشِیْرُهٗ فِیْ ذٰلِکَ، فَأَشَارَ إِلَیْهِ جِبْرِیْل: أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَعَلَا بِهٖ إِلَی الْجَبَّارِ، فَقَالَ وَهُوَ مَکَانَهٗ :یَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِیْ لَا تَسْتَطِیْعُ هٰذَا، فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰی مُوْسٰی، فَاحْتَبَسَهٗ فَلَمْ یَزَلْ یُرَدِّدُهٗ مُوْسٰی إِلٰی رَبِّهٖ حَتّٰی صَارَتْ إِلٰی خَمْسِ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ احْتَبَسَهٗ مُوْسٰی عِنْدَ الْخَمْسِ، فَقَالَ :یَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ قَوْمِیْ عَلٰی أَدْنٰی مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا فَتَرَکُوْهُ، فَأُمَّتُکَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوْبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْیُخَفِّفْ عَنْکَ رَبُّکَ، کُلَّ ذٰلِکَ یَلْتَفِتُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلٰی جِبْرِیْلَ لِیُشِیْرَ عَلَیْهِ، وَلَا یَکْرَهُ ذٰلِکَ جِبْرِیْلُ، فَرَفَعَهٗ عِنْدَ الْخَامِسَةِ، فَقَالَ :یَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِیْ ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ

وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا، فَقَالَ الْجَبَّار: يَا مُحَمَّدُ، قَالَ :لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ :إِنَّهُ لا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، كَمَا فَرَضْتُهُ عَلَيْكَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ، قَالَ :فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، فَهِيَ خَمْسُوْنَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ، وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ، فَرَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ :كَيْفَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ :خَفَّفَ عَنَّا، أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، قَالَ مُوْسٰى: قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ، ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا مُوْسٰى، قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ، قَالَ :فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ (بخاری، رقم الحديث ۷۵۱۷) [1]

ترجمہ: پھر آپ کو اس (ساتویں آسمان) سے بھی اوپر لے گئے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر آئے اور جبار رب العزت کے قریب ہو گئے، پھر اور زیادہ قریب ہو گئے، یہاں تک کہ اللہ سے دو قوسوں کے برابر یا اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے، پھر اللہ نے وحی بھیجی ان چیزوں کے متعلق جو بھی نبی کی طرف وحی بھیجی، اس میں یہ تھا کہ آپ کی امت پر دن رات پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں، پھر آپ نیچے اترے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور کہا کہ اے محمد! تمہارے رب نے تم سے کیا عہد لیا، آپ نے فرمایا کہ مجھ سے دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا عہد لیا ہے، انہوں نے کہا کہ تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی اسلئے لوٹ جاؤ اپنے رب سے اپنے لیے اور اپنی امت کے واسطے تخفیف کراؤ، نبی صلی

---

[1] کتاب التوحيد، باب قوله :وكلم الله موسى تكليما، رقم الحديث ۷۵۱۷، دارطوق النجاة، بيروت.

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل کی طرف رخ کیا گویا آپ ان سے مشورہ لینا چاہتے تھے، جبریل نے مشورہ دیا کہ ہاں اگر آپ کی خواہش ہو چنانچہ جبریل آپ کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے گئے، آپ نے اپنی پہلی جگہ پر کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے ہمارے رب! نمازوں میں ہم پر کمی فرما دیجئے، میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں (اور چالیس نمازیں رہ گئیں) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے انہوں نے روک لیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کو اسی طرح اپنے رب کے پاس بھیجتے رہے حتّٰی کہ پانچ نمازیں رہ گئیں، پھر پانچ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روکا اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو اس سے بھی کم نمازوں پر بہلا سمجھا کر مطمئن کرنا چاہا لیکن وہ حوصلہ ہار بیٹھے اور اس کو چھوڑ دیا، تمہاری امت تو جسم، بدن، آنکھ اور کان، کے اعتبار سے بہت ضعیف ہے، لہٰذا واپس جاؤ تمہارا رب تمہاری نمازوں میں کمی کر دے گا، ہر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کی طرف دیکھتے تھے تا کہ ان سے مشورہ لیں اور جبریل علیہ السلام اس کو ناپسند نہیں کرتے تھے چنانچہ پانچویں بار بھی آپ کو لے گئے آپ نے عرض کیا اے میرے رب! میری امت کے جسم ناتواں ہیں اور ان کے دل اور کان اور ان کے بدن کمزور ہیں اس لئے ہم پر تخفیف فرما، اللہ جبار نے فرمایا کہ اے محمد، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ لبیک وسعدیک، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی جو میں نے تم پر فرض کیا تھا وہ امّ الکتاب (لوحِ محفوظ) میں (طے شدہ) ہے، اللہ نے فرمایا ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے اس لئے پانچ نمازیں جو تم پر فرض ہوئیں لوح محفوظ میں پچاس ہی برقرار رہیں گی، آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے کہا

ہمارے رب نے ہماری نماز میں بہت کمی فرمادی ہر نیکی کا دس گنا ثواب عطا کیا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے بنی اسرائیل کو اس سے بھی کم پر بہلانا جمانا چاہا لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا، لہٰذا لوٹ کر اپنے رب کے پاس جاؤ اور اس میں کمی کراؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اللہ کی قسم مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے اس لئے کہ میں بار بار اپنے رب کے پاس جا چکا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر اللہ کا نام لے کر اترو (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ ''لیلۃ الاسراء'' میں اللہ کا انتہائی قرب حاصل ہونے کے بعد اللہ کی طرف سے جو وحی بھیجی گئی تھی، اس میں اہم حکم نماز کا تھا۔

مگر ''لیلۃُ الاسراء'' سے متعلق مذکورہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ''تقربِ الٰہی'' کا تو ذکر ہے، ''رؤیتِ الٰہی'' کا ذکر نہیں، جبکہ سورہ نجم کی آیات میں رؤیت کا بھی ذکر ہے، اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ نجم میں مذکور رؤیت سے مراد جبریل امین کی رؤیت ہے۔

لیکن متعدد اہلِ علم حضرات نے ''لیلۃُ الاسراء'' کی مذکورہ حدیث میں موجود ''سدرۃ المنتھیٰ'' اور ''فتدلیٰ'' اور ''قاب قوسین او ادنیٰ'' اور ''فاوحیٰ'' کے الفاظ کی سورہ نجم میں مذکور الفاظ کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے دونوں کو ایک ہی واقعہ کا مضمون سمجھ لیا، جس سے استدلال کرتے ہوئے سورہ نجم میں اس طرح کے الفاظ سے معراج کے واقعہ کی

---

[1] عن عبد الله بن مسعود، قال: لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم سدرة المنتهى، قال: انتهى إليها ما يعرج من الأرض وما ينزل من فوق. قال: فأعطاه الله عندها ثلاثا لم يعطهن نبيا كان قبله، فرضت عليه الصلاة خمسا، وأعطى خواتيم سورة البقرة وغفر لأمته المقحمات ما لم يشركوا بالله شيئا قال ابن مسعود: (إذ يغشى السدرة ما يغشى قال: السدرة فى السماء السادسة، قال سفيان: فراش من ذهب، وأشار سفيان بيده فأرعدها، "وقال غير مالك بن مغول: إليها ينتهى علم الخلق لا علم لهم بما فوق ذلك (سنن الترمذی، رقم الحدیث ٣٢٧٦)

قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

تفسیر بیان کردی، اور عین ممکن ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طریقہ سے استدلال فرمایا ہو۔

لیکن پیچھے مرفوع احادیث اور جمہور صحابہ وتابعین سے معلوم ہو چکا کہ سورہ نجم میں سدرۃُ المنتہیٰ کے قریب رؤیت سے مراد رؤیتِ جبریل ہے، اور اسی طرح ''**ثم دنا فتدلی، فکان قاب قوسین او ادنیٰ**'' سے مراد بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل کا قرب اور رؤیت ہے۔

جبکہ مندرجہ بالا حدیثِ انس واضح طور پر واقعہ جبریل سے متعلق ہے، اور اس میں مذکور امور کا تعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ سے ہے، مگر اس میں رؤیتِ الٰہی کا ذکر نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ محققین نے ان دونوں کو الگ الگ واقعات قرار دیا ہے۔

چنانچہ شرح عقیدۃُ الطحاویہ میں ہے کہ:

وَأَمَّا قَوْلُهُ تَعَالٰى فِيْ سُوْرَةِ النَّجْمِ : (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى)، فَهُوَ غَيْرُ الدُّنُوِّ وَالتَّدَلِّيْ الْمَذْكُوْرَيْنِ فِيْ قِصَّةِ الْإِسْرَاءِ، فَإِنَّ الَّذِيْ فِيْ سُوْرَةِ النَّجْمِ هُوَ دَنُوُّ جِبْرَائِيْلُ وَتَدَلِّيْهِ، كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَإِنَّهُ قَالَ : (عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوٰى، ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى، وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى، ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى) فَالضَّمَائِرُ كُلُّهَا رَاجِعَةٌ إِلٰى هٰذَا الْمُعَلِّمِ الشَّدِيْدِ الْقُوٰى، وَأَمَّا الدُّنُوُّ وَالتَّدَلِّيْ الَّذِيْ فِيْ حَدِيْثِ الْإِسْرَاءِ، فَذٰلِكَ صَرِيْحٌ فِيْ أَنَّهُ دُنُوُّ الرَّبِّ تَعَالٰى وَتَدَلِّيْهِ، وَأَمَّا الَّذِيْ فِيْ سُوْرَةِ النَّجْمِ: أَنَّهُ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، فَهٰذَا هُوَ جِبْرَائِيْلُ، رَآهُ مَرَّتَيْنِ، مَرَّةً فِي الْأَرْضِ، وَمَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (شرح العقيدة الطحاوية لصدر الدين ابن أبى العز الحنفى، الأذرعى الصالحى الدمشقى، ص ۲۷۶، باب الإسراء والمعراج له صلى الله عليه وسلم

بالیقظة)

ترجمہ: اور رہا اللہ تعالیٰ کا سورہ نجم میں یہ ارشاد کہ" ثم دنا فتدلی "تو اس دنو اور تدلی کے علاوہ ہے، جو اسراء کے قصہ میں مذکور ہے، پس جو سورہ نجم میں ہے، وہ جبریل کا دنو اور تدلی ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ" علمہ شدید القوی ذو مرة فاستوی وھو بالأفق الأعلی ثم دنا فتدلی "تو یہ تمام ضمیریں اس معلم شدید قویٰ کی طرف راجح ہیں، اور وہ دنو اور تدلی جو اسراء کی حدیث میں ہے، تو اس میں تصریح ہے کہ وہ رب تعالیٰ کا دنو اور تدلی ہے، اور رہا سورہ نجم میں یہ قول کہ" رآه نزلة أخری عند سدرة المنتھی "تو یہ جبریل ہیں، جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ زمین میں اور ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (شرح عقیدۃ الطحاویہ)

اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَبَعْضُ مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -رَأٰى رَبَّهُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ يَحْتَجُّ بِظَاهِرِ الْحَدِيْثِ.

وَالَّذِىْ دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيْلُ عَدَمُ الرُّؤْيَةِ مَعَ إِمْكَانِهَا (سیر اعلام النبلاء، ج۱۰ ص۱۱۴، تحت ترجمة شاذان أسود بن عامر الشامی)

ترجمہ: اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو معراج کی رات میں دیکھا ہے، حدیث کے ظاہر سے دلیل پکڑتے ہوئے (جس میں مطلق رؤیت کا ذکر ہے، معراج کی رات یا آنکھوں سے رؤیت کا ذکر نہیں) اور جس بات پر دلیل دلالت کرتی ہے، وہ (معراج کی رات میں بھی) نہ دیکھنا ہے، باوجودیکہ اس کا امکان ہے (سیر اعلام النبلاء)

اور شرح سنن ابی داؤد للعباد میں ہے کہ:

أَمَّا بِالنِّسْبَةِ لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ فَقَدْ اُخْتُلِفَ فِيْ رُؤْيَتِهِ لِرَبِّهِ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ، وَلٰكِنَّ الْقَوْلَ الصَّحِيْحُ الَّذِىْ دَلَّتْ عَلَيْهِ الْأَدِلَّةُ أَنَّهُ لَمْ يَرَهُ، وَيَكُوْنُ دَاخِلاً فِيْ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّكُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوْتُوْا)، أَوْ: (إِنَّهُ لَنْ يَّرٰى أَحَدٌ مِّنْكُمْ رَبَّهُ حَتّٰى يَمُوْتَ)، فَالرَّاجِحُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرَ رَبَّهُ

(شرح سنن ابی داؤد للعباد، جزء ۵۳۴، صفحہ ۴، باب رؤية النبی صلی الله علیه وسلم لربه فی الدنیا)

ترجمہ: اور ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اعتبار سے معراج کی رات میں رؤیتِ باری تعالیٰ کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن صحیح قول جس پر کئی دلائل موجود ہیں، یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، اور یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اصولی قول میں داخل ہے کہ بے شک تم ہرگز اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے، یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ، یا بے شک کوئی تم میں سے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائے، پس راجح بات یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو (بحالتِ بیداری) نہیں دیکھا (شرح سنن ابی داؤد)

ملحوظ رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر اللہ کے نورِ اعظم کو دیکھنے کا ذکر ہے۔ [1]

---

[1] عن أنس بن مالک قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بينا أنا قاعد إذا جاء جبريل صلى الله عليه وسلم فوكزني بين كتفي، فقمت إلى شجرة فيها كوكرى الطير، فقعد في أحدهما، وقعدت في الآخر، فسمت وارتفعت، حتى سدت الخافقين، وأنا أقلب طرفي، ولو شئت أن أمس السماء لمسست، فالتفت إلى جبريل كأنه حلس لاطىء فعرفت فضل علمه بالله علي وفتح لي باب من أبواب السماء ورأيت النور الأعظم، وإذا دون الحجاب رفرفة الدر والياقوت فأوحى إلى ما شاء أن يوحى (مسند البزار، رقم الحديث ۷۳۸۹)

جس کی سند کو بعض حضرات نے معتبر قرار دیا ہے۔ [1]
اور بعض حضرات نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار والطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، رقم الحديث ۲۳۸،باب منه في الإسراء)
وقال الذهبي: إسناده جيد حسن، والحارث من رجال مسلم(سير أعلام النبلاء، ج۱،ص۲۰۵،ذكر الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المسجد الأقصى)

[2] قال الزيلعي: فيه الحارث بن عبيد وهو وإن أخرج له مسلم في صحيحه فقد ضعفه لابن معين وقال أحمد مضطرب الحديث وقال أبو حاتم لا يحتج به وقال ابن حبان كثير الوهم فلا يحتج به إذا انفرد وهذا الحديث من غرائبه ولعله منام والله أعلم(تخريج احاديث الكشاف، ج۲ص۳۶۴، سورة الانبياء)
وقال ابن كثير: (قلت) الحارث بن عبيد هذا هو أبو قدامة الإيادي أخرج له مسلم في صحيحه إلا أن ابن معين ضعفه، وقال :ليس هو بشيء، وقال الإمام أحمد :مضطرب الحديث .وقال أبو حاتم الرازي :يكتب حديثه ولا يحتج به .وقال ابن حبان :كثر وهمه فلا يجوز الاحتجاج به إذا انفرد، فهذا الحديث من غرائب رواياته، فإن فيه نكارة وغرابة ألفاظ وسياقا عجيبا ولعله منام، والله أعلم(تفسير ابن كثير، ج۷،ص۴۱۳،تفسير سورة النجم)
و قال الالباني: (بينا أنا جالس؛ إذ جاء جبريل، فوكز بين كتفي، فقمت إلى شجرة مثل وكرى الطير، فقعد في إحداهما، وقعدت في الأخرى، فسمت فارتفعت؛ حتى سدت الخافقين؛ وأنا أقلب بصري، ولو شئت أن أمس السماء لمسست، فنظرت إلى جبريل كأنه حلس لاطئ، فعرفت فضل علمه بالله علي، وفتح لي بابين من أبواب الجنة، ورأيت النور الأعظم، وإذا دون الحجاب رفرف الدر والياقوت، فأوحى إلى ما شاء أن يوحى). ضعيف أخرجه ابن خزيمة في "التوحيد "(ص ۲۰۹ ــ ۲۱۰مكتبة الكليات الأزهرية) ، وابن سعد في "الطبقات(۱/۱/۱۷)"والبزار في "مسنده (۱/۴۷/۵۸)"والطبراني في "الأوسط(۱/۹۹/۵۹)"مجمع البحرين) ، وأبو نعيم في "الحلية (۲/۳۱۶)"والبيهقي في "شعب الإيمان(۱/۱۰۹ـ هندية) "من طريق الحارث بن عبيد الإيادي عن أبي عمران الجوني عن أنس بن مالك مرفوعا .وقال أبو نعيم مضعفا : "غريب، لم نكتبه إلا من حديث أبي عمران، تفرد به الحارث بن عبيد أبو قدامة ." قلت :قال الذهبي في "الكاشف:" "ليس بالقوي، وضعفه ابن معين ."وقال الحافظ في "التقريب:" "صدوق يخطئ ."
قلت :ولم يصرح أحد بتوثيقه. ومع ذلك؛ رجح الشيخ أحمد شاكر رحمه الله توثيقه، وقد رددت عليه في "شرح الطحاوية "(ص ـ ۳۴۸الطبعة السادسة) . ومما يؤكد ضعفه :أنه خالفه حماد بن سلمة؛ فقال :أخبرنا أبو عمران الجوني عن محمد بن عمير بن عطارد بن حاجب التميمي -زاد بعضهم -عن أبيه قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم ... :-فذكره. أخرجه البيهقي هكذا بالزيادة، وعلقه قبيل ذلك بدونها .وهكذا رواه البخاري في "التاريخ الكبير(۱/۱۹۴)"وكذا ابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس حدیث میں ''نورِ اعظم'' سے بعض حضرات نے اللہ تعالیٰ کے نور کو لیلۃُ الاسراء میں دیکھنا سمجھ لیا۔

اور اگرچہ معراج کی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے نور کو دیکھنے کا امکان پایا جاتا ہے۔

لیکن مذکورہ حدیث سے یہ استدلال درست نہیں، کیونکہ اولاً تو اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، اور اس حدیث کو تسلیم کرنے کی صورت میں بھی محدثین نے اس کو لیلۃُ الاسراء کے علاوہ، بلکہ مدینہ منورہ میں خواب کے واقعہ پر محمول کیا ہے، اور مدینہ منورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت ہونے کا ثبوت پہلے مستقل فصل میں گزر چکا ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المبارك فى "الزهد"، والحسن بن سفيان فى "مسنده - "كما فى "اللسان- "، وقال: "وجزم البخارى وابن أبى حاتم والعسكرى وابن حبان (يعنى فى "الثقات(۳/۲۳۴) "بأنه مرسل" وذكره نحوه فى ترجمة محمد بن عمير هذا من "الإصابة"، وقال: "قال ابن منده :ذكر فى الصحابة، ولا يعرف له صحبة ولا رؤية ."ثم قال الحافظ: "وأما أبوه :فلا أدرى هل له إدراك أم لا؟ فإنى لم أجد أحدا ممن صنف فى الصحابة ذكره، وأخلق به أن يكون أدرك العهد النبوى!"

وأقول :نعم؛ لو صح ذكره فى الإسناد؛ ولكن الظاهر أنه شاذ لا يصح؛ كما يشعر بذلك إعلال الأئمة إياه بالإرسال، وعدم ذكره فى روايتهم -إلا البيهقى -على ما فى ثبوتها فى كتابه من الشك كما سبقت الإشارة إليه .والله سبحانه وتعالى أعلم(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۵۴۴۴)

[۱] قلت :وهذا إن صح يقتضى أنها واقعة غير ليلة الإسراء ، فإنه لم يذكر فيها بيت المقدس ولا الصعود إلى السماء فهى كائنة غير ما نحن فيه، والله أعلم وقال البزار أيضا :حدثنا عمرو بن عيسى حدثنا أبو بحر، حدثنا شعبة عن قتادة عن أنس أن محمدا صلى الله عليه وسلم رأى ربه عز وجل، وهذا غريب(تفسير ابن كثير ،ج۵،ص ۹،تفسير سورة الإسراء)

ومنهم من قال بوقوع المعراج مرارا منهم الإمام أبو شامة واستندوا فى ذلك إلى ما أخرجه البزار وسعيد بن المنصور من طريق أبى عمران الجونى عن أنس رفعه قال بينا أنا جالس إذ جاء جبريل عليه الصلاة والسلام فوكز بين كتفى فقمنا إلى صخرة مثل وكرى الطائر فقعدت فى أحدهما وقعد جبريل فى الآخر فارتفعت حتى سدت الخافقين الحديث وفيه فتح لى باب من السماء ورأيت النور

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ سورہ نجم میں مذکور رؤیت سے مراد جبریل امین کی رؤیت کا مراد ہونا راجح ہے۔

اوراس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و دیگر جمہور صحابۂ کرام کا قول راجح ہے، جس کی تائید مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں مرفوع حدیث کے بجائے خود سے اجتہاد فرمایا ہے، اور ممکن ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے معراج کے واقعہ میں صحیح حدیث میں مذکور ''قاب قوسین'' سے استدلال فرمایا ہو، جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، کہ اس کا قضیہ سورہ نجم کے زیرِ بحث قضیہ سے مختلف ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأعظم قيل الظاهر أنها وقعت فى المدينة(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج١٧،ص٢٠،باب حديث الإسراء)

وجنح الإمام أبو شامة إلى وقوع المعراج مرارا واستند إلى ما أخرجه البزار وسعيد بن منصور من طريق أبى عمران الجونى عن أنس رفعه قال بينا أنا جالس إذ جاء جبريل فوكز بين كتفى فقمنا إلى شجرة فيها مثل وكرى الطائر فقعدت فى أحدهما وقعد جبريل فى الآخر فارتفعت حتى سدت الخافقين الحديث وفيه ففتح لى باب من السماء ورأيت النور الأعظم وإذا دونه حجاب رفرف الدر والياقوت ورجاله لا بأس بهم إلا أن الدارقطنى ذكر له علة تقتضى إرساله وعلى كل حال فهى قصة أخرى الظاهر أنها وقعت بالمدينة ولا بعد فى وقوع أمثالها وإنما المستبعد وقوع التعدد فى قصة المعراج التى وقع فيها سؤاله عن كل نبى وسؤال أهل كل باب هل بعث إليه وفرض الصلوات الخمس وغير ذلك فإن تعدد ذلك فى اليقظة لايتجه فيتعين رد بعض الروايات المختلفة إلى بعض أو الترجيح إلا أنه لا بعد فى جميع وقوع ذلك فى المنام توطئة ثم وقوعه فى اليقظة على وفقه كما قدمته(فتح البارى شرح صحيح البخارى، ج٧،ص١٩٨،قوله حديث الإسراء وقول الله تعالى سبحان الذى أسرى بعبده ليلا)

[1] وقال :رأى محمد ربه عز وجل مرتين.

قلت :هذا صحيح ثابت عن ابن عباس لكن موقوفا عليه .وقد أخرجه ابن خزيمة فى "التوحيد" "ص ١٣١ "بسند صحيح عنه، ورواه مسلم أيضا من هذا الوجه لكنه بلفظ:

"رآه بقلبه ."وهو رواية لابن خزيمة من طريق أخرى عن ابن عباس.

ثم أخرجه مسلم من طريق ثالث عنه بلفظ :قال ":(ما كذب الفؤاد ما رأى، ولقد رآه نزلة أخرى) ، قال :رآه بفؤاده مرتين ."ورواه ابن خزيمة أيضا مختصرا.

قلت :ولا يقال :حديث ابن عباس هذا وإن كان موقوفا، فهو فى حكم المرفوع، لأنه لا يقال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اجتهادا، فإني أقول :إن قوله إياه مفسرا به الآية المذكورة"، لأكبر دليل على أنه باجتهاد من عنده وليس له حكم المرفوع، لأنه قد صح خلافه في تفسيرها، فقد قالت السيدة عائشة رضي الله عنها.
"أنا أول هذه الأمة سأل عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال" :إنما هو جبريل لم أره على صورته التي خلق عليها غير هاتين المرتين، رأيته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بين السماء إلى الأرض ."أخرجه مسلم (١/١١٠)وروى نحوه عن أبي هريرة مختصرا بلفظ:
""ولقد رآه نزلة أخرى "قال :رأى جبريل ."وهذا موقوف أولى من موقوف ابن عباس لموافقته لحديث عائشة المرفوع .روى له ابن خزيمة "ص133، "134شاهدا من حديث ابن مسعود مرفوعا، وسنده حسن (مختصر العلو للعلي العظيم للالباني، ج ا، ص ١١٩ و ١٢٠، رقم الحديث ٦٨)

وعنه قال" :ولقد رآه نزله أخرى "قال :دنا "منه "ربه عز وجل "إسناده حسن ١/٦٩"
قلت :إسناده حسن كما قال، فإنه ساقه في الأصل "ص ٨٢ "عن يحيى بن سعيد الأموي حدثنا محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن ابن عباس .هكذا وقع في الأصول كلها، وفيها المخطوطة "ق١٩/٢"، وقد سقط من الإسناد الواسطة بين يحيى ومحمد بن عمرو، وهو سعيد بن أبان الأموي والد يحيى، فإنه أخرجه ابن جرير في "تفسير٢٦/٢٧ "حدثنا يحيى ابن سعيد الأموي قال :ثنا أبي قال :ثنا محمد بن عمرو ...
وهذا إسناد رجاله ثقات غير محمد بن عمرو وهو ابن علقمة بن وقاص الليثي وهو مختلف فيه، والذي استقر عليه الرأي عند أهل العلم أنه حسن الحديث .وإليه أشار الحافظ بقوله في "التقريب"."صدوق، له أوهام."
لكن قد اختلف عليه في إسناده فرواه الأموي عنه هكذا عن ابن عباس موقوفا .ورواه الفضل بن موسى عن محمد بن عمرو قال :ثنا كثير بن حبيش عن أنس بن مالك مرفوعا" :بينما أنا مضطجع في المسجد " ...فذكر حديث الإسراء والمعراج وفيه":فدنا إلى ربه فتدلى ."وفي رواية:
"فدنا ربك فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى " ... "الحديث أخرجه ابن خزيمة في "التوحيد" "ص ١٣٩ ـ ١٤٠ "باللفظ الأول، وابن جرير(٢٧/ ٢٧ ـ ٢٨)من طريق النضر وهو ابن شميل قال:
أخبرنا محمد بن عمرو بن علقمة بن وقاص الليثي به.
وكثير بن حبيش -وقيل :خنيس -فيه ضعف، فإن كان محمد بن عمرو قد حفظه عنه فهو منكر لمخالفته للثابت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الذي دنا إنما هو جبريل عليه السلام، كما روى ابن جرير "٢٧/٢٧ "عن مسروق قال":قالت لعائشة :ما قوله "ثم دنا فتدلى ..الآية"؟
فقالت :إنما ذاك جبريل، كان يأتيه في صورة الرجال، وأنه أتاه في هذه المرة في صورته، فسد أفق السماء ."وسنده صحيح، وهو عند مسلم بنحوه وقد مضى قريبا .وهو معارض لحديث ابن عباس هذا الموقوف إن ثبت عنه (مختصر العلو للعلي العظيم للالباني، ج ا، ص ١٢٠ و ١٢١، رقم الحديث ٦٩)

(فصل نمبر ۶)

آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت وزیارت کی نعمت

آخرت میں مومنوں اور جنتیوں کو آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی رؤیت اور زیارت کا حاصل ہونا قرآن وسنت کے معتبر ومستند دلائل سے ثابت ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ . إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (سورة القيامة، رقم الآيات ۲۱، ۲۲)

ترجمہ: بہت سے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے (سورہ قیامہ)

اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے خوش قسمت چہروں کو آخرت میں اللہ کی رؤیت کی نعمت حاصل ہوگی، اور چہروں کے ذکر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ چہرہ والی آنکھوں سے رؤیت کی نعمت سے مستفید ہوں گے، یعنی ان کو رؤیتِ بصری حاصل ہوگی، نہ کہ صرف رؤیتِ قلبی، کیونکہ آخرت کے امور بقاء وعدمِ زوال پر مبنی ہیں، اس لئے وہاں اللہ تعالیٰ جسمانی آنکھوں کو اپنی رؤیت کی قدرت عطاء فرمادیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: هَلْ تُمَارُوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ قَالُوْا: لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: فَهَلْ تُمَارُوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا: لَا، قَالَ " : فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ (صحيح البخاری) [1]

---

[1] رقم الحديث ۸۰۶، كتاب الاذان، باب فضل السجود.

ترجمہ: لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھ پائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم چودھویں رات کے چاند میں جبکہ اس کے سامنے بادل نہ ہوں، شک کرتے ہو، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم سورج میں شک کرتے ہوں، جبکہ اس کے سامنے بادل نہ ہوں، لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اسی طریقہ سے تم اپنے رب کو دیکھو گے (بخاری)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أُنَاسًا فِیْ زَمَنِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ؟ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ، هَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِیْرَةِ ضَوْءٌ لَیْسَ فِیْهَا سَحَابٌ، قَالُوْا :لاَ، قَالَ وَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ لَیْسَ فِیْهَا سَحَابٌ؟ :قَالُوْا :لاَ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ " :مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، إِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ أَحَدِهِمَا (صحیح البخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھ سکیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، کیا تم دوپہر کے سورج کی روشنی کے دیکھنے میں شک کرتے ہو، جبکہ اس میں بادل نہ ہوں، لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم چودھویں رات کے چاند کی روشنی کو دیکھنے میں شک کرتے ہو، جبکہ

[1] رقم الحدیث ۴۵۸۱، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله :وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب.

اس میں بادل نہ ہوں، لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن اللہ عزوجل کو دیکھنے میں بھی شک نہیں کروگے، مگر اسی طرح جس طرح تم ان دونوں میں سے کسی کو دیکھنے میں شک کرتے ہو (بخاری)

اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا، لَا تُضَامُوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ (صحیح البخاری) [1]

ترجمہ: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند کی روشنی میں تشریف لائے، پھر فرمایا کہ عنقریب تم اپنے رب کو قیامت کے دن اسی طرح دیکھو گے، جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، جس کے دیکھنے میں تمہیں شک نہیں ہے (بخاری، مسلم)

اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا (صحیح البخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب (آخرت میں) تم اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھو گے (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی آخرت میں رب تعالیٰ کی زیارت کرنے کی حدیث منقول ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحدیث ۷۴۳۶، کتاب التوحید، باب قول الله تعالى: وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة، ورقم الحدیث ۵۵۴، مسلم، رقم الحدیث ۶۳۳ "۲۱۱"

[2] رقم الحدیث ۷۴۳۵، کتاب التوحید، باب قول الله تعالى: وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة.

[3] حدثنا ابن جريج، قال: أخبرني أبو الزبير، أنه سمع جابر بن عبد الله، يسأل عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَتَانِیْ جِبْرِیلُ ، وَفِیْ یَدِہٖ کَالْمِرْآۃِ الْبَیْضَاءِ ، فِیْھَا کَالنُّکْتَۃِ السَّوْدَآءِ ، فَقُلْتُ: یَا جِبْرِیْلُ ، مَا ھٰذِہٖ ؟ قَالَ: ھٰذِہِ الْجُمُعَۃُ.

قَالَ : قُلْتُ : وَمَا الْجُمُعَۃُ ؟ قَالَ: لَکُمْ فِیْھَا خَیْرٌ قَالَ: قُلْتُ: وَمَا لَنَا فِیْھَا ؟ قَالَ: تَکُوْنُ عِیْدًا لَکَ وَلِقَوْمِکَ مِنْ بَعْدِکَ ، وَیَکُوْنُ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی تَبَعًا لَکَ .

قَالَ: قُلْتُ: وَمَا لَنَا فِیْھَا ؟ قَالَ: لَکُمْ فِیْھَا سَاعَۃٌ ، لاَ یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰہَ فِیْھَا شَیْئًا مِنَ الدُّنْیَا وَالْأٰخِرَۃِ ، ھُوَ لَہٗ قَسَمٌ إِلَّا أَعْطَاہُ إِیَّاہُ ، أَوْ لَیْسَ لَہٗ بِقَسَمٍ إِلَّا ذُخِرَ لَہٗ عِنْدَہٗ مَا ھُوَ أَفْضَلُ مِنْہُ ، أَوْ یَتَعَوَّذُ بِہٖ مِنْ شَرٍّ ، ھُوَ عَلَیْہِ مَکْتُوْبٌ إِلَّا صُرِفَ عَنْہُ مِنَ الْبَلاَءِ مَا ھُوَ أَعْظَمُ مِنْہُ .

قَالَ: قُلْتُ لَہٗ : وَمَا ھٰذِہِ النُّکْتَۃُ فِیْھَا ؟ قَالَ: ھِیَ السَّاعَۃُ ، وَھِیَ تَقُوْمُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ، وَھُوَ عِنْدَنَا سَیِّدُ الْأَیَّامِ ، وَنَحْنُ نَدْعُوْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ، یَوْمَ الْمَزِیْدِ .

قَالَ: قُلْت: مِمَّ ذَاکَ ؟ قَالَ: لِأَنَّ رَبَّکَ ، تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِتَّخَذَ فِی الْجَنَّۃِ وَادِیًا مِنْ مِسْکٍ أَبْیَضَ ، فَإِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ ھَبَطَ مِنْ عِلِّیِّیْنَ عَلٰی کُرْسِیِّہٖ ، تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ، ثُمَّ حُفَّ الْکُرْسِیُّ بِمَنَابِرَ مِنْ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الورود، فقال :نجیء نحن یوم القیامة عن کذا وکذا، انظر أی ذلک فوق الناس؟ قال: فتدعی الأمم بأوثانها، وما کانت تعبد، الأول فالأول، ثم یأتینا ربنا بعد ذلک، فیقول: من تنظرون؟ فیقولون :ننظر ربنا، فیقول :أنا ربکم، فیقولون :حتی ننظر إلیک، فیتجلی لهم یضحک(مسلم، رقم الحدیث ۱۹۱"۳۱۶")

ذَهَبٍ مُكَلَّلَةٍ بِالْجَوَاهِرِ ، ثُمَّ يَجِيْءُ النَّبِيُّوْنَ حَتّٰى يَجْلِسُوْا عَلَيْهَا ، وَيَنْزِلُ أَهْلُ الْغُرَفِ حَتّٰى يَجْلِسُوْا عَلٰى ذٰلِكَ الْكَثِيْبِ ، ثُمَّ يَتَجَلّٰى لَهُمْ رَبُّهُم ، تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ، ثُمَّ يَقُوْلُ : سَلُوْنِىْ أُعْطِكُمْ ، قَالَ: فَيَسْأَلُوْنَهُ الرِّضٰى ، فَيَقُوْلُ:رِضَائِىْ أَحَلَّكُمْ دَارِىْ، وَأَنَالُكُمْ كَرَامَتِىْ ، فَسَلُوْنِىْ أُعْطِكُمْ ، قَالَ : فَيَسْأَلُوْنَهُ الرِّضٰى ، قَالَ :فَيُشْهِدُهُمْ أَنَّهُ قَدْ رَضِىَ عَنْهُمْ ، قَالَ :فَيُفْتَحُ لَهُمْ مَا لَمْ تَرَ عَيْنٌ ، وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ ، وَلَمْ يَخْطِرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ، قَالَ: وَذٰلِكُمْ مِقْدَارُ انْصِرَافِكُمْ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ .

قَالَ ثُمَّ يَرْتَفِعُ ، وَيَرْتَفِعُ مَعَهُ النَّبِيُّوْنَ ، وَالصِّدِّيْقُوْنَ ، وَالشُّهَدَاءُ ، وَيَرْجِعُ أَهْلُ الْغُرَفِ إِلٰى غُرَفِهِمْ ، وَهِىَ دُرَّةٌ بَيْضَاءُ،لَيْسَ فِيْهَا قَصْمٌ ، وَلاَ فَصْمٌ ، أَوْ دُرَّةٌ حَمْرَاءُ ، أَوْ زَبَرْجَدَةٌ خَضْرَاءُ فِيْهَا غُرَفُهَا وَأَبْوَابُهَا مَطْرُوْرَةٌ ، وَفِيْهَا أَنْهَارُهَا وَثِمَارُهَا مُتَدَلِّيَةٌ ، قَالَ :فَلَيْسُوْا إِلٰى شَىْءٍ أَحْوَجَ مِنْهُمْ إِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ لِيَزْدَادُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ نَظَرًا ، وَلِيَزْدَادُوْا مِنْهُ كَرَامَةً (مصنف ابن ابى شيبة) [1]

---

[1] رقم الحديث ۵۵۶۰،كتاب الجمعة،باب فى فضل الجمعة ويومها.

قال البوصيرى: رواه أبو بكر بن أبى شيبة والحارث، وأبو يعلى والطبرانى مختصرا بسند جيد (إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، ج۲ص۲۶۰،تحت رقم الحديث ۱۴۶۸/۴، كتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة وما جاء فى ساعتها)

وقال ابن تيمية بعد نقل رواية الدار قطنى وابنِ بطة:

وهذا الطريق يبين أن هذا الحديث محفوظ عن ليث بن أبى سليم واندفع بذلک الكلام فى سلام بن سليم؛ فإن هذا الإسناد الثانى كلهم أئمة إلى ليث وأما الأول فكأن فى القلب حزازة من أجل أن " سلاما "رواه عن جماعة من المشاهير ورواه عنه عبد الله بن روح المدائنى وقد اختلف فى سلام " هذا :فقال ابن معين مرة :لا بأس به وقال أبو حاتم :صدوق صالح الحديث .وسئل عنه ابن معين مرة أخرى فقيل له :أثقة هو؟ فقال :لا .وقال العقيلى لا يتابع على حديثه.

فإذا كان الحديث قد روى من تلک الطريق الجيدة اندفع الحمل عليه(مجموع الفتاوىٰ، ج۶ص۴۱۳، الزيادة فى نص بعض الاحاديث، هل هى نسخ؟)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل تشریف لائے، اوران کے ہاتھ میں ایک سفید آئینہ کی طرح کی چیز تھی، جس میں کچھ سیاہ نقطہ کی طرح کا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ جبریل یہ کیا ہے؟

انہوں نے کہا کہ یہ جمعہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے پوچھا کہ جمعہ کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ اس میں تمہارے لیے خیر (وبھلائی) ہے، میں نے پوچھا اور ہمارے لیے اس میں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ کے لیے اورآپ کے بعد آپ کی قوم کے لیے عید ہوگا، آپ کے رب نے آپ پر پیش کیا ہے۔

آپ پہلے ہیں اور یہود ونصاریٰ آپ کے بعد ہیں (یعنی یہود نے ہفتے کو اور نصاریٰ نے اتوار کو منتخب کیا، اورآپ کے لیے سب سے عظیم دن جمعہ کا منتخب ہوا، اس لیے وہ آخرت میں اس اُمت سے پیچھے ہوں گے)

میں نے دریافت کیا کہ اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تمہارے لئے، اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جب بندہ اس گھڑی میں اپنے رب سے کسی خیر کا سوال کرتا ہے تو جواس کی قسمت میں ہے تواس کو دے دیا جاتا ہے اور جواس کے مقدر میں نہیں تواس کے لئے وہ دعاء اللہ تعالیٰ کے پاس اس سے بہتر اجر کے لئے ذخیرہ کردی جاتی ہے یا جوکوئی اس گھڑی میں کسی ایسے شر سے پناہ مانگتا ہے جواس کے لئے لکھا جاچکا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے اوپر سے اس سے بڑی بلا کو دور فرمادیتا ہے۔

میں نے دریافت کیا اس میں یہ سیاہ نکتہ کیا ہے؟

انہوں نے کہا کہ یہ قیامت ہے اور قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

اور یہ دن ہمارے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے اور قیامت کے دن ہم اس دن کو

"یَوۡمُ الۡمَزِیۡد" کہہ کرپکاریں گے۔
میں نے کہا کہ آخرت میں اس کو"یَوۡمُ الۡمَزِیۡد" کے نام سے کیوں پکاریں گے؟
انہوں نے کہا کہ آپ کے رب عزوجل نے جنت میں ایک ایسا میدان رکھا ہے، جوسفید مشک کا بنا ہوا ہے، پس جب جمعہ کا دن ہوگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شان کے مطابق علیّین سے اپنی کرسی پر جلوہ فگن ہوں گے، پھر کرسی کو جواہرات سے آراستہ سونے کے منبروں سے گھیرا جائے گا (یعنی کرسی کے اطراف میں جواہرات سے آراستہ سونے کے منبر بچھائے جائیں گے)
پھر انبیاء علیہم السلام آکر ان منبروں پر بیٹھیں گے پھر بالا خانوں والے (یعنی جنّتی) آئیں گے اور مشک کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے، پھر اُن کے رب تبارک وتعالیٰ ان پر تجلی فرمائیں گے۔
پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مجھ سے مانگو، یہ حضرات اللہ تعالیٰ سے اُس کی رضامندی طلب کریں گے، اس پر اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ میری رضا نے تمہیں میرے گھر میں پہنچایا ہے اور میری عزت سے تم کو نوازا ہے، پس تم مجھ سے مانگو، میں تمہیں دوں گا، چنانچہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ سے اس کی رضامندی طلب کریں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کو گواہ کر کے کہیں گے کہ وہ ان سے راضی ہوگیا۔
پھر اللہ جلَّ شانہٗ ان کے سامنے وہ چیزیں ظاہر فرمائیں گے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔
اور فرمایا کہ یہ تمہارے جمعہ کے دن (جمعہ کی نماز سے) واپس جانے کی مقدار کے برابر ہوگا۔
پھر اللہ تعالیٰ اپنی کرسی سے صعود فرمائیں گے اور (انبیاء) صدیقین اور شہداء بھی اسی کے ساتھ ساتھ تشریف لے جائیں گے۔

اور بالا خانے والے اپنے اپنے بالا خانوں کی طرف لوٹ جائیں گے۔

یہ بالا خانے سفید موتی ہوں گے نہ ان میں کوئی جوڑ ہوگا اور نہ دراڑ ہوگی یا یہ بالا خانے سرخ یاقوت ہوں گے یا سبز زبرجد ہوں گے، ان میں بالا خانے ہوں گے اوران کے دروازے بارونق ہوں گے۔

اوران میں نہریں ہوں گی اوران کے (درختوں کے) پھل لٹکتے ہوں گے، پس سب سے زیادہ انہیں جمعہ کے دن کے آنے کی طلب ہوگی، تاکہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی زیارت زیادہ سے زیادہ نصیب ہو، اور تاکہ اس سے ان کی عزت میں اضافہ ہو (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے بھی تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ عمدہ سند سے روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] علی بن الحکم البنانی، عن أنس بن مالک، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :أتانی جبریل بمثل المرآة البیضاء فیها نکتة سوداء ، قلت :یا جبریل :ما هذه؟ قال :هذه الجمعة، جعلها الله عیدا لک ولأمتک، فأنتم قبل الیهود والنصاری، فیها ساعة لا یوافقها عبد یسأل الله فیها خیرا إلا أعطاه إیاه "، قال " :قلت :ما هذه النکتة السوداء ؟ قال :هذا یوم القیامة، تقوم فی یوم الجمعة، ونحن ندعوه عندنا المزید "، قال " :قلت :ما یوم المزید؟ قال :إن الله جعل فی الجنة وادیا أفیح، وجعل فیه کثبانا من المسک الأبیض، فإذا کان یوم الجمعة ینزل الله فیه، فوضعت فیه منابر من ذهب للأنبیاء ، وکراسی من در للشهداء ، وینزلن الحور العین من الغرف فحمدوا الله ومجدوه "، قال " :ثم یقول الله :اکسوا عبادی، فیکسون، ویقول :أطعموا عبادی، فیطعمون، ویقول :اسقوا عبادی، فیسقون، ویقول :طیبوا عبادی فیطیبون، ثم یقول : ماذا تریدون؟ فیقولون :ربنا رضوانک "، قال " :یقول :رضیت عنکم، ثم یأمرهم فینطلقون، وتصعد الحور العین الغرف، وهی من زمردة خضراء ، ومن یاقوتة حمراء (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۴۲۲۸)

قال حسین سلیم أسد :إسناده صحیح(حاشیة ابی یعلیٰ)

وقال ابن حجر:هذا آخر الحدیث من هذا الوجه، ولم یذکر ما بعده، وإسناده أجود من الأول (المطالب العالیة بزوائد المسانید العشرة، ج۴ص ۶۲۲، کتاب النوافل، باب فضل الجمعة والساعة التی ترجی فیها إجابة الدعاء)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام طبرانی نے بھی ''معجم اوسط'' میں روایت کیا ہے۔ [1]

اور اس کی سند کو بھی محدثین نے عمدہ قرار دیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال البوصيرى:رواه أبو بكر بن أبى شيبة والحارث، وأبو يعلى والطبرانى مختصرا بسند جيد ورواه أبو يعلى أيضا بسند صحيح(اتحاف الخيرة المهرة، تحت رقم الحديث ۱۴۶۸ ''۳''و ۱۴۶۸ ''۴''، كتاب الجمعة،باب فضل يوم الجمعة وما جاء فى ساعتها)

[1] عن أبى عمران الجونى، عن أنس بن مالك قال :عرضت الجمعة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، جاء جبريل فى كفه كالمرآة البيضاء فى وسطها كالنكتة السوداء ، فقال :ما هذه يا جبريل؟ قال :هذه الجمعة يعرضها عليك ربك لتكون لك عيدا ولقومك من بعدك، ولكم فيها خير تكون أنت الأول، ويكون اليهود والنصارى من بعدك، وفيها ساعة لا يدعو أحد ربه بخير هو له قسم إلا أعطاه، أو يتعوذ من شر إلا دفع عنه ما هو أعظم منه، ونحن ندعوه فى الآخرة يوم المزيد، وذلك أن ربك اتخذ فى الجنة واديا أفيح من مسك أبيض، فإذا كان يوم الجمعة نزل من عليين، فجلس على كرسيه، وحف الكرسى بمنابر من ذهب مكللة بالجواهر، وجاء الصديقون والشهداء فجلسوا عليها، وجاء أهل الغرف من غرفهم حتى يجلسوا على الكثيب، وهو كثيب أبيض من مسك أذفر، ثم يتجلى لهم فيقول :أنا الذى صدقتكم وعدى، وأتممت عليكم نعمتى، وهذا محل كرامتى، فسلونى، فيسألونه الرضا، فيقول :رضاى أحلكم دارى، وأنالكم كرامتى، فسلونى، فيسألونه الرضا، فيشهد عليهم على الرضا، ثم يفتح لهم ما لم تر عين، ولم يخطر على قلب بشر، إلى مقدار منصرفهم من الجمعة، وهى زبرجدة خضراء أو ياقوتة حمراء ، مطردة فيها أنهارها، متدلية، فيها ثمارها، فيها أزواجها وخدمها، فليس هم فى الجنة بأشوق منهم إلى يوم الجمعة ليزدادوا نظرا إلى ربهم عز وجل وكرامته، ولذلك دعى يوم المزيد(المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۲۰۸۴)

[2] قال المنذرى:رواه الطبرانى فى الأوسط بإسناد جيد(الترغيب والترهيب ، تحت رقم الحديث ۱۰۳۷ ، كتاب الجمعة الترغيب فى صلاة الجمعة والسعى إليها وما جاء فى فضل يومها وساعتها)

وقال ايضاً:رواه ابن أبى الدنيا والطبرانى فى الأوسط بإسنادين أحدهما جيد قوى وأبو يعلى مختصرا ورواته رواة الصحيح والبزار واللفظ له .الفصم بالفاء هو كسر الشىء من غير أن تفصله. والوصم بالواو الصدع والعيب(الترغيب والترهيب ، تحت رقم الحديث ۵۷۴۷،فصل فى نظر أهل الجنة إلى ربهم تبارك وتعالى)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور امام بزار نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط ورجاله ثقات وروى أبو يعلى طرفا منه (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٢٩٩٦، باب في الجمعة وفضلها)

عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن سالم بن عبد الله، أنه سمع أنس بن مالك، يقول :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أتاني جبريل وفي يده كهيئة المرآة البيضاء، فيها نكتة سوداء، فقلت :ما هذه يا جبريل؟ قال :هذه الجمعة، بعث بها ربك إليك تكون عيدا لك ولأمتك بعدك، فقلت :ما لنا فيها؟ فقال :لكم خير كثير، أنتم الآخرون السابقون يوم القيامة، وفيها ساعة لا يوافقها عبد مسلم يصلي يسأل الله فيها شيئا إلا أعطاه إياه، فقلت :ما هذه النكتة السوداء ؟ قال :هذه الساعة، تقوم يوم الجمعة، وهو سيد الأيام، ونحن نسميه يوم المزيد، قلت :يا جبريل، ما المزيد؟ قال : ذلك أن ربك اتخذ في الجنة واديا أفيح من مسك أبيض، فإذا كان يوم الجمعة من أيام الآخرة يهبط الرب تبارك وتعالى عن عرشه إلى كرسيه، وحف الكرسي بمنابر من نور فجلس عليها النبيون، وحفت المنابر بكراسي من ذهب فجلس عليها الشهداء، ويهبط أهل الغرف من غرفهم، فيجلسون على كثبان المسك، لا يرون لأهل الكراسي والمنابر عليهم فضلا في المجلس، ويبدو لهم ذو الجلال والإكرام، فيقول :سلوني، فيقولون :نسألك الرضا يا رب، فيقول :رضائي أحلكم داري، وأنالكم كرامتي، ثم يقول :سلوني، فيقولون بأجمعهم :نسألك الرضا، فيشهدهم على الرضا، ثم يقول : سلوني، فيسألونه حتى ينتهي كل عبد منهم، ثم يفتح عليهم ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ٦٧١٧)

؎ عن عثمان بن عمير، عن أنس بن مالك، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :أتاني جبريل صلى الله عليه وسلم، وفي يده مرآة بيضاء، فيها نكتة سوداء، فقلت :ما هذه يا جبريل، قال :هذه الجمعة يعرضها عليك ربك؛ لتكون لك عيدا ولقومك من بعدك، تكون أنت الأول، وتكون اليهود والنصارى من بعدك، قال :ما لنا فيها، قال :لكم فيها خير، لكم فيها ساعة من دعا ربه فيها بخير، هو له قسم إلا أعطاه إياه، أو ليس له بقسم إلا ادخر له ما هو أعظم منه، أو تعوذ فيها من شر، هو عليه مكتوب، إلا أعاذه من أعظم منه، قلت :ما هذه النكتة السوداء فيها؟ قال :هي الساعة تقوم يوم الجمعة، وهو سيد الأيام عندنا، ونحن ندعوه في الآخرة يوم المزيد، قال: قلت :لم تدعونه يوم المزيد؟ قال :إن ربك عز وجل اتخذ في الجنة واديا أفيح من مسك أبيض، فإذا كان يوم الجمعة نزل تبارك وتعالى من عليين على كرسيه، ثم حف الكرسي بمنابر من نور، وجاء النبيون حتى يجلسوا عليها، ثم حف المنابر بكراسي في ذهب، ثم جاء الصديقون والشهداء حتى يجلسوا عليها، ثم يجيء أهل الجنة حتى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نیز عبداللہ بن احمد بن حنبل نے بھی ''کتاب السنۃ'' میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يجلسوا على الكثيب، فيتجلى لهم ربهم تبارك وتعالى، حتى ينظروا إلى وجهه، وهو يقول :أنا الذى صدقتكم وعدى، وأتممت عليكم نعمتى، هذا نحل كرامتى فسلونى، فيسألونه الرضى، فيقول عز وجل :رضائى أحلكم دارى، وأنا لكم كرامتى، فسلونى فيسألونه حتى تنتهى رغبتهم، فيفتح لهم عند ذلك ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر إلى مقدار منصرف الناس يوم الجمعة، ثم يصعد تبارك وتعالى على كرسيه، فيصعد معه الشهداء والصديقون، أحسبه قال :ويرجع أهل الغرف إلى غرفهم، درة بيضاء لا فصم فيها ولا قصم، أو ياقوتة حمراء ، أو زبرجدة خضراء منها غرفها وأبوابها، مطردة فيها أنهارها، متدلية فيها ثمارها، فيها أزواجها وخدمها، فليسوا إلى شىء أحوج منهم إلى يوم الجمعة؛ ليزدادوا فيه كرامة، وليزدادوا فيه نظرا إلى وجهه تبارك وتعالى، ولذلك دعى يوم المزيد ."

قال البزار :قد رواه جماعة، منهم إبراهيم بن طهمان، ومحمد بن فضيل، وغيرهما عن ليث، عن عثمان بن عمير، عن أنس، عن النبى صلى الله عليه وسلم (كشف الاستار، رقم الحديث ۳۵۱۹)

قال الهيثمي:رواه البزار، والطبرانى فى الأوسط بنحوه، وأبو يعلى باختصار، ورجال أبى يعلى رجال الصحيح، وأحد إسنادى الطبرانى رجاله رجال الصحيح غير عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان، وقد وثقه غير واحد، وضعفه غيرهم، وإسناد البزار فيه خلاف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۷۷۱ ،باب فى رؤية أهل الجنة لله -تبارك وتعالى -ورضاه عنهم)

[1] عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :أتانى جبريل وفى كفه مرآة بيضاء فيها نكتة سوداء فقلت :ما هذه يا جبريل؟ قال :هذه الجمعة يعرضها عليك ربك عز وجل لتكون لكم عيدا ولقومك من بعدك تكون أنت الأول واليهود والنصارى تبع من بعدك، قلت :ما لنا فيها؟ قال :لكم فيها خير، لكم فيها ساعة من دعا ربه عز وجل فيها بخير هو له قسم أعطاه الله عز وجل أو ليس له بقسم إلا ذخر له ما أعظم منه، أو تعوذ فيها من شر ما هو مكتوب عليه إلا أعاذه الله من أعظم منه، فإذا كان يوم الجمعة نزل تبارك وتعالى من عليين على كرسيه، ثم حف الكرسى بمنابر من نور، ثم جاء النبيون حتى يجلسوا عليها، ثم حف المنابر بكراسى من ذهب، ثم جاء الصديقون والشهداء حتى يجلسوا عليها، ثم يجىء أهل الجنة حتى يجلسوا على الكثيب، فيتجلى لهم ربهم عز وجل حتى ينظروا إلى وجهه عز وجل، أعادها عبد الأعلى مرتين، وهو يقول :أنا الذى صدقتكم وعدى وأتممت عليكم نعمتى، وهذا محل كرامتى، فاسألونى فيسألونه الرضا، فيقول :رضاى أحلكم دارى، وإن لكم كرامتى، فسلونى، فيسألونه حتى تنتهى رغبتهم فيفتح لهم عند ذلك ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر إلى مقدار منصرف الناس يوم الجمعة، ثم يصعد على كرسيه فيصعد معه الصديقون والشهداء ويرجع أهل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس حدیث کی بعض سندوں میں اگر چہ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن بعض سندیں قوی اور صحیح ہیں، اور مختلف سندیں آپس میں مل کر قوت حاصل کر لیتی ہیں۔ [۱]

اس تفصیلی حدیث میں اللہ تعالیٰ کے مقبول اور انعام یافتہ بندوں کا ذکر ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ حضرات درج ذیل چار قسم کے لوگ ہیں:

(۱)......انبیاء (۲)......صدیقین (۳)......شہداء (۴)......صالحین

جن کا قرآن مجید میں سورہ نساء کی مندرجہ ذیل آیت میں تذکرہ آیا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ (سورہ النساء رقم الآیۃ ۶۹)

''یعنی وہ لوگ جن پر انعام فرمایا اللہ نے، یعنی انبیاء، اور صدیقین اور شہداء اور صالحین''

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل کرنے اور انعام واکرام پانے والوں کے یہ چار درجے ہیں، جن میں سب سے پہلے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی جماعت ہے، پھر صدیقین کی جماعت ہے۔

صدیقین وہ حضرات ہیں جو انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی امت میں اخلاصِ نیت اور اتباعِ عمل میں سب سے اونچے مقام اور سب سے زیادہ مرتبے اور رتبے والے ہوتے ہیں،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الغرف إلى غرفهم، وهى درة بيضاء لا فصم ولا قصم أو ياقوتة حمراء أو زبرجدة خضراء فيها، أو قال منها أو كما قال، ومنها غرفها وأبوابها مطردة فيها، أنهارها متدلية فيها، ثمارها فيها، أزواجها وخدمها فليسوا إلى شىء أحوج منهم إلى يوم الجمعة ليزدادوا منه كرامة وليزدادوا نظرا إلى وجهه عز وجل ولذلك دعى يوم المزيد(السنة لعبدالله بن احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۲۵۰)

[۱] قال الذهبى:هذا حديث مشهور وافر الطرق أخرجه الإمام عبد الله بن أحمد فى كتاب السنة له عن عبد الأعلى بن حماد النرسى عن عمرو بن يونس(العلو للعلى الغفار ،تحت رقم الحديث ۵۵، ج ۱ ص ۳۱)

وقال ايضاً:وهذه طرق يعضد بعضها بعضا رزقنا الله وإياكم لذة النظر إلى وجهه الكريم(العلو للعلى الغفار ،تحت رقم الحديث ۵۷، ج ۱ ص ۳۱)

ان حضرات میں باطنی کمالات بھی بہت ہوتے ہیں۔

عام بول، چال میں ان کو ''اولیاءاللہ'' کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد شہداء کی جماعت ہے، شہداء وہ حضرات ہیں جنہوں نے اللہ کے حکم کے مطابق اپنی جان تک دے دی ہو، یہ بھی بہت اونچا مقام ہے۔

اس کے بعد صالحین کی جماعت ہے، صالحین وہ حضرات ہیں جو پوری طرح شریعت کی اتباع کرنے والے ہیں، فرائض میں بھی، واجبات میں بھی، اور سنتوں وغیرہ میں بھی، اور عام بول چال میں ان کو ''نیک و دیندار'' کہا جاتا ہے۔

ان سب کو اللہ تعالیٰ کی زیارت کے وقت بھی اپنے اپنے درجات کے مطابق شان سے نوازا جائے گا۔

مذکورہ حدیث میں شہداء کے بعد جن جنتیوں کا ذکر ہے ان سے مراد صالحین اور نیک لوگ ہیں، جن کا درجہ صدیقین اور شہداء کے بعد ہے۔

معلوم ہوا کہ آخرت و جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت جمعہ کے دن ہوا کرے گی۔

بعض علماء نے فرمایا کہ خواتین بھی جنت میں اپنے مقام پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گی، اور اُن میں زیادہ قریب سے زیارت کرنے والی وہ خواتین ہوں گی جو جمعہ کے دن نیک اعمال میں زیادہ سبقت لے جانے والی ہوں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے سے زیارت کرنے والے مرد و عورت سب کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا۔ [1]

---

[1] علامہ ابن رجب فرماتے ہیں کہ:

وانہ یتجلی فیھم لاھل الجنۃ عموماً یشارک الرجال فیھا النساء فھذہ الایام اعیاد للمؤمنین فی الدنیا والأخرۃ عموما(فتح الباری لابنِ رجب ج ۱ ص ۱۷٦، کتاب الایمان)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ جنتیوں کے لئے تجلی فرمائیں گے، جو مَردوں اور عورتوں سب کے لئے ہوگی، پس یہ دن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جمعہ کے دن جنت کے بازار اور اللہ تعالیٰ کی زیارت کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی تفصیلاً مروی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مومنوں کی دنیا وآخرت کے عید کے دن ہیں (فتح الباری لابن رجب)

أنه يوم يتجلى الله عز وجل فيه لأوليائه المؤمنين فى الجنة، وزيارتهم له، فيكون أقربهم منهم أقربهم من الإمام، وأسبقهم إلى الزيارة أسبقهم إلى الجمعة(زاد المعاد، ج ا ص ۳۹۵،فصل فى بيان اختلاف الناس فى ساعة الإجابة)

كما أنهم فى الدنيا كان الرجال يروحون إلى المساجد فيتوجهون إلى الله هنالك والنساء فى بيوتهن يتوجهن إلى الله بصلاة الظهر؛ والرجال يزدادون نورا فى الدنيا بهذه الصلاة وكذلك النساء يزددن نورا بصلاتهن كل بحسبه؛ والله سبحانه لا يشغله شأن عن شأن بل كل عبد يراه مخليا به فى وقت واحد(مجموع الفتاوىٰ لابنِ تيمية، ج٦، ص۴۰۸، و ۴۰۹، تحت حديث الزيادة فى نص بعض الاحاديث ، هل هى نسخ)

[1] عن سعيد بن المسيب، أنه لقى أبا هريرة فقال أبو هريرة :أسأل الله أن يجمع بينى وبينک فى سوق الجنة، فقال سعيد :أفيها سوق؟ قال :نعم، أخبرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم :أن أهل الجنة إذا دخلوها نزلوا فيها بفضل أعمالهم، ثم يؤذن فى مقدار يوم الجمعة من أيام الدنيا فيزورون ربهم، ويبرز لهم عرشه ويتبدى لهم فى روضة من رياض الجنة، فتوضع لهم منابر من نور ومنابر من لؤلؤ، ومنابر من ياقوت، ومنابر من زبرجد، ومنابر من ذهب، ومنابر من فضة، ويجلس أدناهم وما فيهم من دنى على كثبان المسک والكافور، ما يرون أن أصحاب الكراسى بأفضل منهم مجلسا .قال أبو هريرة: قلت :يا رسول الله وهل نرى ربنا؟ قال :نعم، قال :هل تتمارون فى رؤية الشمس والقمر ليلة البدر؟ قلنا :لا .قال " :كذلک لا تتمارون فى رؤية ربكم ولا يبقى فى ذلک المجلس رجل إلا حاضره الله محاضرة حتى يقول للرجل منهم :يا فلان ابن فلان أتذكر يوم قلت :كذا وكذا؟ فيذكره ببعض غدراته فى الدنيا، فيقول :يا رب أفلم تغفر لى؟ فيقول :بلى، فبسعة مغفرتى بلغت منزلتک هذه، فبينما هم على ذلک غشيتهم سحابة من فوقهم فأمطرت عليهم طيبا لم يجدوا مثل ريحه شيئا قط، ويقول ربنا تبارک وتعالى :قوموا إلى ما أعددت لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم، فنأتى سوقا قد حفت به الملائكة، فيه ما لم تنظر العيون إلى مثله، ولم تسمع الآذان، ولم يخطر على القلوب فيحمل إلينا ما اشتهينا، ليس يباع فيها ولا يشترى، وفى ذلک السوق يلقى أهل الجنة بعضهم بعضا "، قال " :فيقبل الرجل ذو المنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه وما فيهم دنى فيروعه ما يرى عليه من اللباس، فما ينقضى آخر حديثه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگراس کی سند کوبعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

نیز جمعہ کے دن جنت کے بازاراوراللہ تعالیٰ کی زیارت کا ذکر دیگر احادیث میں بھی آیا ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حتى يتخيل عليه ما هو أحسن منه، وذلك أنه لا ينبغي لأحد أن يحزن فيها، ثم ننصرف إلى منازلنا، فيتلقانا أزواجنا فيقلن مرحبا وأهلا، لقد جئت وإن بك من الجمال أفضل مما فارقتنا عليه، فيقول :إنا جالسنا اليوم ربنا الجبار، ويحقنا أن ننقلب بمثل ما انقلبنا (سنن الترمذى، رقم الحديث ۲۵۴۹، ابواب صفة الجنة، باب ما جاء فى سوق الجنة، واللفظ لهٗ؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۳۳۶؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۷۴۳۸)

[1] قال الترمذى:هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه وقد روى سويد بن عمرو، عن الأوزاعى، شيئا من هذا الحديث.

قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف .هشام بن عمار كبر فصار يتلقن، وعبد الحميد :وهو ابن الحبيب بن أبى العشرين -قال النسائى :ليس بقوى، وقال البخارى :ربما يخالف فى حديثه، وقال ابن حبان :ربما أخطاء، وقال ابن عدى :يعرف بغير حديث لا يرويه غيره وهو ممن يكتب حديثه، وقال أبو حاتم :لم يكن صاحب حديث(حاشية ابن حبان)

قال المنذرى: وعبدالحميد هو كاتب الاوزاعى مختلف فيه كما سيأتى وبقية رواة الاسناد ثقات، وقد رواه ابن ابى الدنيا عن هقل بن زياد كاتب الاوزاعى ايضا، واسمه محمد، وقيل عبدالله،وهو ثقة ثبت احتج به مسلم وغيره،عن الاوزاعى قال: نبئت ان سعيد بن المسيب لقى اباهريرة فذكر الحديث (الترغيب والترهيب، ج۴، ص ۳۰۲، فصل فى سوق الجنة)

و قال ابن تيمية : قد روى هذا الحديث "ابن بطة "فى (الإبانة) بأسانيد صحيحة عن أبى المغيرة عبد القدوس بن الحجاج عن الأوزاعى وعن محمد بن كثير عن الأوزاعى عن عبد الله بن صالح حدثنى الهقل عن الأوزاعى قال :نبئت أنه لقى سعيد بن المسيب أبا هريرة فقال :أسأل الله أن يجمع بينى وبينك فى سوق الجنة وذكر الحديث مثل ما تقدم .وهذا يبين أن الحديث محفوظ عن الأوزاعى لكن فى تلك الروايات سمى من حدثه وفى الروايات البواقى الثانية لم يسم فالله أعلم(مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية، ج۶، ص ۴۱۹، تحت حديث الزيادة فى نص بعض الاحاديث ، هل هى نسخ)

[2] عن الحسن ,عن عبد الله بن عباس ,عن النبى صلى الله عليه وسلم قال " :إن أهل الجنة يرون ربهم عز وجل فى كل يوم جمعة فى رمال الكافور ,وأقربهم منه مجلسا :أسرعهم إليه يوم الجمعة ,وأبكرهم غدوا "(الشريعة للآجرى، رقم الحديث ۶۱۱، كتاب التصديق بالنظر إلى الله عز وجل، ومما روى ابن عباس رضى الله عنه، واللفظ لهٗ؛ الابانة الكبرىٰ لابنِ بطة، رقم الحديث ۳۰)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جن میں سے بعض کی سندوں پر کلام ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن شريك عن عثمان بن عمير، عن أنس في قول الله تبارك وتعالى :(ولدينا مزيد) قال :يتجلى لهم كل جمعة (مسند البزار، رقم الحديث ٧٥٢٨، واللفظ لهٗ؛ صفة الجنة لابن ابى الدنيا، رقم الحديث ٩٠ و٩٤؛ الرد على الجهمية للدارمى، رقم الحديث ١٩٨،)

قال البزار: وعثمان صالح وهذا الحديث لانعلم رواه عن انس بهذا اللفظ الا عثمان بن عمير ابواليقظان.

وقال الهيثمى: وفيه عثمان بن عمير وهوضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٣٦٣، سورة ق)

وقال احمد بن على بن حجر : عثمان بن عمير البجلى أبى اليقظان الكوفى الأعمى وهو ضعيف لكن لم يتهم بالوضع (القول المسدد فى مسند احمد، ج ١، ص٥٦؛ الناشر :مكتبة ابن تيمية - القاهرة)

وقال البوصيرى:هذا إسناد فيه أبو اليقظان واسمه عثمان بن عمير البجلى وقد أجمعوا على تضعيفه (مصباح الزجاجة، كتاب أقامة الصلاة، باب ما يكره فى الصلاة، جزء ١، صفحه ١١٨)

عن زيد بن على، عن أبيه، عن جده على بن أبى طالب قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :يرون أهل الجنة الرب تبارك وتعالى فى كل جمعة ,وذكر ما يعطون , قال :ثم يقول تبارك وتعالى :اكشفوا حجابا فيكشف حجاب ثم حجاب ثم يتجلى لهم تبارك وتعالى عن وجهه فكأنهم لم يروا نعمة قبل ذلك ,وهو قوله تبارك وتعالى (ولدينا مزيد (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائى، رقم الحديث ٨٥٢)

۱؎ عن أبى عبيدة، قال :قال عبد الله :سارعوا إلى الجمع فإن الله عز وجل يبرز إلى أهل الجنة فى كل جمعة فى كثيب من كافور، فيكونوا من القرب على قدر تسارعهم إلى الجمعة، فيحدث الله عز وجل لهم من الكرامة شيئا لم يكونوا رأوه قبل ذلك، ثم يرجعون إلى أهليهم فيحدثونهم بما أحدث الله لهم قال :ثم دخل عبد الله المسجد فإذا هو برجلين يوم الجمعة قد سبقاه، فقال عبد الله :رجلان وأنا الثالث، إن شاء الله أن يبارك فى الثالث(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٩١٦٩، الابانة الكبرىٰ لابنِ بطة، رقم الحديث ٣١؛ التوحيد لابن خزيمة، رقم الحديث ٥٥٩)

قال المنذرى: رواه الطبرانى فى الكبير، وابوعبيدة اسمه عامر ولم يسمع من ابيه عبدالله بن مسعودرضى اللهٰ عنه وقيل سمع منه (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ١٠٦٨، كتاب الجمعة الترغيب فى صلاة الجمعة والسعى إليها)

وقال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، وابوعبيدة لم يسمع من ابيه (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٣٠٨٩، باب التبكير إلى الجمعة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض کی سندیں نا قابلِ اعتبار بھی ہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال ابن تیمیة: ورواه ابن بطة بإسناد صحیح من هذا الطریق وزاد فیه :(ثم یرجعون إلی أهلیهم فیحدثونهم بما قد أحدث لهم من الکرامة شیئا لم یکونوا رأوه فیما خلا) هذا إسناد حسن حسنه الترمذی وغیره .ویقال إن أبا عبیدة لم یسمع من أبیه؛ لکن هو عالم بحال أبیه متلق لآثاره من أکابر أصحاب أبیه وهذه حال متکررة من عبد الله -رضی الله عنه -فتکون مشهورة عند أصحابه فیکثر المتحدث بها ولم یکن فی أصحاب عبد الله من یتهم علیه حتی یخاف أن یکون هو الواسطة فلهذا (مجموع الفتاویٰ لابنِ تیمیة، ج۶ ص۴۰۴، تحت حدیث الزیادة فی نص بعض الاحادیث ، هل هی نسخ)

عن أبی عبیدة ، عن عبد الله بن مسعود قال : تسارعوا إلی الجمعة ؛ فإن الله تبارک وتعالی یبرز لأهل الجنة فی کل یوم جمعة ، فی کثیب من کافور أبیض ، فیکونون منه فی القرب علی قدر تسارعهم إلی الجمعة فی الدنیا (الزهد والرقائق لابن المبارک، رقم الحدیث ۲۰۵۱، باب صفة النار)

قال ابن تیمیة: وهذا الذی أخبر به ابن مسعود أمر لا یعرفه إلا نبی أو من أخذه عن نبی فیعلم بذلک أن ابن مسعود أخذه عن النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز أن یکون أخذه عن أهل الکتاب لوجوه :(أحدها) : أن الصحابة قد نهوا عن تصدیق أهل الکتاب فیما یخبرونهم به :فمن المحال أن یحدث ابن مسعود رضی الله عنه بما أخبر به الیهود علی سبیل التعلیم ویبنی علیه حکما .(الثانی) : أن ابن مسعود -رضی الله عنه -خصوصا کان من أشد الصحابة -رضی الله عنهم -إنکارا لمن یأخذ من أحادیث أهل الکتاب .(الثالث) : أن الجمعة لم تشرع إلا لنا والتبکیر فیها لیس إلا فی شریعتنا فیبعد مثل أخذ هذا عن الأنبیاء المتقدمین ویبعد أن الیهودی یحدث بمثل هذه الفضیلة لهذه الأمة وهم الموصوفون بکتمان العلم والبخل به وحسد هذه الأمة(مجموع الفتاویٰ لابنِ تیمیة، ج۶ ص۴۰۵، تحت حدیث الزیادة فی نص بعض الاحادیث ، هل هی نسخ)

[1] عن مجاشع بن عمرو عن محمد بن الزبرقان عن مقاتل بن حیان عن أبی الزبیر عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله (صلی الله علیه وسلم) إن أهل الجنة لیحتاجون إلی العلماء فی الجنة وذلک انهم یزورون الله عز وجل فی کل جمعة فیقول لهم تمنوا علی ما شئتم فیلتفتون إلی العلماء فیقولون ماذا نتمنی فیقولون تمنوا علیه کذا وکذا قال فهم یحتاجون إلیهم فی الجنة کما یحتاجون إلیهم فی الدنیا (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج۵۱، ص ۵۰، تحت الترجمة محمد بن أحمد بن سهل بن نصر أبو بکر الرملی المعروف بابن النابلسی)

قال المناوی: وفیه مجاشع بن عمر قال ابن معین أحد الکذابین وقال البخاری منکر مجهول وأورد له فی المیزان هذا الخبر ثم قال وهذا موضوع ومجاشع هو راوی کتاب الأهوال والقیامة وهو جزآن کله موضوع انتهی وقضیة صنیع المصنف أنه لم یره مخرجا لأحد ممن وضع (فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۲۲۳۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علامہ ابنِ تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت سے متعلق کئی احادیث وروایات نقل کی ہیں، جس کے بعد فرمایا کہ:

وَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ عَامَّتُهَا اِذَا جُرِّدَ اِسْنَادُ الْوَاحِدِ مِنْهَا لَمْ يَخْلُ عَنْ مَقَالٍ قَرِيْبٍ اَوْ شَدِيْدٍ لٰكِنْ تَعَدُّدُهَا وَكَثْرَةُ طُرُقِهَا يَغْلِبُ عَلَى الظَّنِّ ثُبُوْتُهَا فِيْ نَفْسِ الْأَمْرِ، بَلْ قَدْ يَقْتَضِى الْقَطْعَ بِهَا ،وَاَيْضًا فَقَدْ رُوِىَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ مَايُوَافِقُ ذٰلِكَ وَمِثْلُ هٰذَا لَايُقَالُ بِالرَّأْىِ، وَاِنَّمَا يُقَالُ بِالتَّوْقِيْفِ (مجموع فتاوىٰ ابنِ تيمية جلد٦ صفحه ۴۰۳، تحت حديث: رؤية المؤمنين ربهم فى الجنة فى مثل يوم الجمعة من أيام الدنيا)

ترجمہ: اور یہ احادیث عام طور پر جب ان میں سے ایک کی سند کو دوسری سے الگ کیا جائے گا تو یہ تھوڑے یا شدید کلام سے خالی نہ ہوگی، لیکن ان احادیث کے متعدد ہونے اور ان کے مختلف طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے نفس الامر میں ان کے ثبوت کا غالب گمان ہوتا ہے، بلکہ یقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے، نیز صحابہ اور تابعین سے بھی ان احادیث کے موافق آثار مروی ہیں اور ان احادیث وآثار میں بیان کردہ جیسے فضائل عقل ورائے سے بیان نہیں کیے جاسکتے، اس طرح کے فضائل توقیفی ہوتے ہیں (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے بغیر ایسی باتیں نہیں کی جاسکتیں) (مجموع الفتاویٰ)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال ابن عراق الكنانى: (حديث) " إن أهل الجنة ليحتاجون إلى العلماء فى الجنة، وذلك أنهم يزورون الله فى كل جمعة .فيقول تمنوا على ما شئتم .فيلتفتون إلى العلماء ، فيقولون :ماذا نتمنى على ربنا، فيقولون تمنوا كذا وكذا، فهم يحتاجون إليهم فى الجنة كما يحتاجون إليهم فى الدنيا ." (مى) من حديث جابر، وفيه مجاشع بن عمرو، قال الذهبى فى الميزان هذا موضوع(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، ج ۱، ص ۲۷٦، كتاب العلم، الفصل الثالث)

وقال الالبانى: موضوع (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السىء فى الأمة، تحت رقم الحديث ۳۱۷۱)

اور یہ بحث تو جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت سے متعلق ہے، جہاں تک جمعہ کے دن کی قید کے بغیر آخرت میں مومنوں وجنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی مطلق زیارت کا تعلق ہے، تو اس کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، جس کے متعلق معتبر احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

خلاصۂ کلام

ماقبل میں شروع سے آخر تک جو بحث کی گئی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کی عام اور اصولی تعلیمات کی روشنی میں قاعدہ یہ ہے کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنا عقلاً تو ممکن ہے، لیکن طبعاً مخلوق کو اس کی استطاعت وقدرت حاصل نہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ دنیوی میں خواب اور نیند کے اندر اللہ تعالیٰ کی زیارت ورؤیت فرمائی ہے، جو کہ رؤیتِ عینی وبصری نہیں تھی، بلکہ رؤیتِ قلبی وفؤادی تھی، اور اس کے متعلق بھی بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت اللہ کے نور کی رؤیت فرمائی تھی۔

جہاں تک معراج کی رات میں یا دوسرے اوقات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی آنکھوں سے زیارت یعنی ''رؤیتِ بصری وعینی'' کا تعلق ہے، تو اس کے بعض حضرات قائل ہیں، لیکن چونکہ اس کا ثبوت ایسے واضح اور ٹھوس دلائل سے نہیں ہے کہ جن کی وجہ سے قرآن وسنت کی عام اور اصولی تعلیمات میں استثناء پیدا کیا جائے، بلکہ بعض معتبر ومستند دلائل سے رؤیتِ بصری وعینی کا نہ ہونا ثابت ہے، اس لئے بعض اہلِ علم حضرات نے اسی کو ترجیح دی ہے، اور ہمارا رجحان ومیلان بھی اسی طرف ہے۔

جبکہ بعض حضرات اس سلسلہ میں سکوت کے قائل ہیں، اور اس کی حقیقت کو اللہ کے حوالہ کرنے میں سلامتی وعافیت سمجھتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رؤیتِ بصری وعینی کے حاصل ہونے کا عقیدہ نہ رکھا جائے، اور نہ ہی اس کی

واضح نفی کی جائے۔

اورآج کل جو بہت سے اہلِ علم میں یہ بات مشہور ہے، اور کئی کتب میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اپنی ظاہری آنکھوں سے زیارت ورؤیت کی ہے، بطورِ خاص معراج کی رات میں اس کا وجود ہوا ہے، اور اس بات کو سورہ نجم کی بعض آیات کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، تو قرآن وسنت کے مستند دلائل سے یہ بات ہمیں راجح معلوم نہ ہوسکی، البتہ قرآن وسنت کے دلائل سے قیامت وآخرت میں جنتیوں اور نیک لوگوں کو اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی زیارت ورؤیت کی نعمت کے حاصل ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں، جو کہ آخرت وجنت کی سب سے عظیم نعمت ہوگی، اللہ تعالیٰ اس نعمت سے مستفید فرمائے۔ آمین۔ فقط

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

محمد رضوان

۲۵/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۳۶ھ 17 / مارچ/ 2015ء، بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

اہلِ علم حضرات کی آراء

مولانا مفتی محمد امجد حسین صاحب زید مجدہٗ

(مفتی: ادارہ غفران، راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مفتی صاحب دام فضلہٗ کی تازہ علمی و تحقیقی سوغات ''رؤیتِ باری تعالیٰ'' پر مقالہ ہے، جو دوسرے مشاغل کے ساتھ ساتھ ہفتہ دس دن میں بحمد اللہ تیار ہوا، موضوع کے تمام پہلوؤں کو الگ الگ فصول باندھ کر محقق و منقح کیا گیا ہے۔

اس باب میں قرآن وحدیث کی تمام متعلقہ نصوص اور علماءِ سلف وخلف کی درایات وتنقیحات، اور نصوص کے انطباق وتاویل کے عمل میں جزوی اختلاف سب چیزوں کو ضروری درجے میں زیرِ بحث لاکر منقح ومنضبط کیا گیا ہے۔

عام طور پر ''رؤیتِ باری تعالیٰ'' کے مسئلہ کو معراج کے واقعہ سے وابستہ کیا جاتا ہے، اور معراج کے موقعہ پر رؤیتِ باری تعالیٰ ان ظاہری آنکھوں سے ہونے نہ ہونے میں خود اہلِ سنت کے دونوں قول ہیں، اس مقالہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عدمِ رؤیت کے قول کو لیا گیا ہے، جو صریح احادیث اور منصوص اصولوں سے مبرہن ہے، اور جمہور امت اسی کی قائل ہے۔

دوسرا قول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے، جو اصلاً ان کی رائے اور اجتہاد پر مبنی ہے، اور بعض علماءِ امت نے اس کو اختیار کیا ہے، اس مقالہ کی جامعیت کی شان یہ ہے کہ معراج کے واقعہ کے علاوہ بھی اس میں مسئلہ سے متعلقہ دیگر پہلوؤں کو الگ الگ مستقل

ابواب میں تحقیق و تنقیح کے ساتھ جمع و بیان کیا گیا ہے، مثلاً یہ ابواب یا فصول قائم کئے گئے ہیں ''دنیا میں آنکھ سے رؤیتِ الٰہی کی قدرت نہ ہونا، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو خواب میں رؤیتِ باری تعالیٰ کا حصول، نبی علیہ السلام کو قلبی و بصری رؤیتِ باری تعالیٰ، انبیائے کرام کی رؤیتِ منامی کا رؤیتِ قلبی ہونا، آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت و زیارت''۔

اس طرح ان ابواب کے ذیل میں نبی علیہ السلام کی رؤیتِ باری کی بحث کے علاوہ، تمام انبیاء کی رؤیت کی تفصیل، بیداری کے علاوہ خواب میں رؤیت کی بحث، دنیا میں بصارتِ ظاہری کی بجائے قلب و بصیرت باطنی کے ذریعے رؤیت کی ترجیح، دنیا کے علاوہ آخرت میں اہلِ ایمان کو عمومی رؤیت ہونے کی وضاحت، اور دنیا میں ظاہری رؤیت نبی یا غیر نبی کسی کو نہ ہو سکنے کے شرعی اصول کی بحث، یہ تمام امور منقح، مربوط، محقق و منضبط ہو کر جمع ہو گئے۔

اس موضوع پر یکجا اتنا جامع، مختصر و محقق رسالہ بندہ کے علم میں نہیں، اگرچہ موضوع کے مختلف پہلوؤں کی مختصر و مفصل بحثیں سلف سے خلف تک سب نے کی ہیں، اس طرح یہ عجالہ موضوع کے ''شوارد الابل'' کو ایک کھونٹے پر لا باندھنے والا ہے، اور وہ بھی قیاس آرائی سے نہیں، بلکہ نصوص کی روشنی میں۔

جزى الله تعالىٰ لاستادنا المكرم عنا وعن جميع المسلمين

فقط۔ خوشہ چین

محمد امجد حسین

۲۹/۵/۱۴۳۶ھ۔ ۲۱/۳/۲۰۱۵ء۔ بروز ہفتہ